جلد ۱

شمارہ ۵

ترجمانِ دیوبند

مجلّہ سربکف

دوماہی

ستمبر، اکتوبر ۲۰۱۵

خدمتِ دیں کی راہ میں تھا، ہے، رہے گا سربلند
پرچمِ حق کو سربکف تھامے کھڑا ہے دیوبند

Sarbakaf.blogspot.com

SarbakafMagazine@gmail.com

سربکف

جلد ۱ | ستمبر، اکتوبر ۲۰۱۵ء | شمارہ ۱

مدیر: فقیر شکیب احمد عفی عنہ

اپنی تحریریں اس ای میل پر روانہ کریں:

SarbakafMagazine@gmail.com

فیس بک لنک:

http://Facebook.com/SarbakafMagazine

بلاگ لنک:

http://Sarbakaf.blogspot.com

خدمتِ دیں کی راہ میں تھا، ہے، رہے گا سربلند

پرچمِ حق کو سربکف تھامے کھڑا ہے دیوبند

(شکیبؔ احمد)

فہرست

اداریہ

اِقۡرَاۡ بِاسۡمِ رَبِّكَ الَّذِىۡ خَلَقَ‌ۚ ۝۱

پڑھو اپنے پروردگار کا نام لے کر جس نے سب کچھ پیدا کیا۔ (سورہ نمبر 96 العلق، آیت 1)

روڈ کا انقلاب...Road Revolution

مدیر

جی ہاں! محترم پرائم منسٹر نریندر مودی صاحب ایک انقلابی شخصیت ہیں۔ اُن کی شخصیت کا ایک ایک حصہ انقلابی ہے۔ اُن کا ذہن اور سوچ تو اس قدر انقلابی ہے کہ انقلاب برپا کرنے کے ایسے انقلابی طریقے صرف وہی سوچ سکتے ہیں۔

ہم نے آج تک صرف انقلاب کی باتیں سنی تھیں، یا تاریخ میں پڑھا تھا، لیکن آج دیکھ لیا کہ انقلاب کسے کہتے ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ انقلاب بدلاؤ کو کہتے ہیں۔ چنانچہ یہ انقلاب یوں آیا کہ دہلی میں ابو المظفر محی الدین محمد اورنگ زیب ؒ روڈ کو اے پی جے عبد الکلام روڈ کا نام دے دیا گیا۔ ایسے بدلاؤ کی باتیں ہم جیسے عام آدمیوں کے ذہن نہیں سوچ سکتے، یہ وہی سوچ سکتے ہیں جنھوں نے یہ فیصلہ لیا ہے۔

انقلابی جو ٹھہرے...

مرکز اور دہلی سرکار کے اشتراک سے چلنے والی این ڈی ایم سی کی اعلیٰ سطحی میٹنگ میں یہ فیصلہ لے لیا گیا کہ ہندوستان میں نفرت کی نگاہ سے دیکھے جانے والے چھٹے مغل شہنشاہ کی جگہ رحم دل اور انسان دوست سابق صدر عبد الکلام کو دے دی جائے۔ ادھر یہ خوشخبری ملی، اور بے جے پی کے لیڈروں نے اس "کمال" کا سہرا اپنے سر باندھنا شروع کر دیا۔ ممبر آف پارلیمنٹ مہیش گری نے فرطِ مسرت کے ساتھ کہا کہ میں نے ہی نریندر مودی جی کو اس سلسلہ میں

خط لکھا تھا۔ ایک اور میڈم میناکشی لیکھی کہتی ہیں میں نے تجویز پیش کی تھی۔ عام آدمی پارٹی کے روحِ رواں اروند کیجریوال کہتے ہیں یہ ہمارا چلایا ہوا موومینٹ ہے۔

سبحان اللہ! بی جے پی زندہ باد۔ نریندر مودی زندہ باد۔

پیارے جشن منانے والو! ایک بات فقیر کی یاد رکھنا... بھیڑ کبھی تاریخ نہیں لکھ سکتی۔ تاریخ ایک ایسی ٹھوس حقیقت ہے جس پر دانت نکوسنے کے لیے پوری بی جے پی کو دانتوں تلے پسینہ بھی آجائے گا اور وہ کھٹے بھی ہو جائیں گے۔ کیونکہ اورنگ زیبؒ ایک سچائی کا نام ہے... ایک ایسی سچائی جس نے سب سے زیادہ ہندوستان پر حکومت کی... جس نے ملک کو امن و سلامتی کا گہوارہ بنا دیا... جس نے سلطنت کی توسیع میں ہندوؤں اور مسلمانوں دونوں کا حصہ شامل کیا...

ہاں مجھے پتہ ہے یہاں کے اسکولوں کے نصاب میں اورنگ زیبؒ کی وہی تاریخ بتائی جاتی ہے جو انگریز انہیں سکھا کر گئے تھے... الزام یہ کہ شاہجہاں کو قید کر دیا تھا... الزام یہ کہ ہندوؤں سے جزیہ وصول کرتا تھا☆... الزام یہ کہ مندروں کو مسمار کیا، الزام یہ کہ سکھوں کے گرو تیغ بہادر کا سر کاٹ کر اس کے بیٹے کو تحفے میں دیا... الزام یہ کہ تعصب کی حکومت کی...

واللہ میرے پیارو! کچھ تو شرم کرو... یہ الزامات ہی سچ ہیں تو بھلا وہ پرنور چہرے والا ، متقی ،عبادت گزار،، انصاف پسند، علماء و مشائخ کی انتہائی قدر کرنے والا کون سا اورنگ زیبؒ تھا؟ کون اولیاء اللہ کی خدمت میں بادشاہ ہونے کے باوجود یوں حاضر ہوا کرتا تھا گویا کہ میں کچھ نہیں، میرا کچھ نہیں۔

☆ جزیہ کی بات بطور الزام آنے کی وجہ غیر مسلموں کی غلط فہمی ہے، ورنہ اکابرینِ دیوبند اور دیگر مکاتبِ فکر والوں نے بھی جزیہ کے عقلی دلائل بھی واضح کیے ہیں جو غیر مسلموں کے اس شبہ کا ازالہ ہیں۔ (مدیر)

ذرا مجھے بھی تو بتاؤ وہ کون سا اورنگ زیبؒ تھا جو کتابت کرکے اپنی روزی کماتا تھا؟ تم نے کسی بادشاہ کو اس حال میں دیکھا ہے؟ کس دلیل پر کہتے ہو وہ ظالم تھا؟ اُس تاریخ کے بل بوتے پر جسے انگریزوں نے مرتب کیا تھا؟ تعصب کی حکومت ہوتی تو ۴۹ سال کی حکمرانی میں یہاں ایک بھی ہندو باقی رہتا؟ تاریخ کا ایک ایک حرف گواہ ہے کہ ہمارے حکمرانوں نے نہایت عدل وانصاف سے حکومت کی ہے۔

ایک دن ایسے ہی بات چل پڑی، تو میرے بھانجے نے اس سلسلے میں کچھ گوہر افشانیاں کیں... اورنگ زیبؒ کی ساری تاریخ (جو ہمارے ہاں اسکولوں میں پڑھائی جاتی ہے) بتانے لگا۔ یہ کیا اور وہ کیا، باپ کو قید کردیا، اتنا ظلم کیا وغیرہ وغیرہ۔ میں نے اسے سمجھایا کہ یار یہ تاریخ لکھنے والے مسلم نہیں، یہ وہ ہیں جو ہمیشہ ہماری تاریخ کو مسخ کرکے خوش ہوتے ہیں۔ اورنگ زیبؒ کے ظلم کی داستان ساری جھوٹی ہے۔ کافی سارے حوالے اور واقعات کے باوجود وہ پس وپیش میں ہی رہا، اور اپنی کتاب میں پڑھے ہوئے سبق کو حرفِ آخر سمجھتا رہا۔

اب اس تاریخ کو پڑھنے والوں کو ہم کیسے قائل کریں کہ وہ اورنگ زیبؒ نہیں... اورنگ زیبؒ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

تاریخ پر ڈاکہ ڈالنے والو! وائے حیرت کہ اپنے جرم پر جشن بھی منا رہے ہو؟؟؟

تم نے تو جشن منانے کے موقع و محل کو بھی بدل ڈالا!!!

کیوں نہ بدلتے! انقلابی جو ٹھہرے...

اچھا، ویسے یہ بھی غور کرنے کی بات ہے کہ مسلمانوں کو بہلانے کے لیے روڈ کا نام بھی بدلا تو ایک مسلم کے نام پر، تاکہ احتجاج نہ ہو۔ ایم آئی ایم کے روحِ رواں اسد الدین اویسی نے بھی اس پر ردِّ عمل کا اظہار کیا ہے... کئی سارے قسم کے ٹائمز، اخبارات، ای نیوز منجملہ وکی پیڈیا پر بھی اس controversy کا اندراج ہو چکا ہے۔

لوجی۔ اگر مرحوم اے پی جی عبد الکلام کے لیے ہی کچھ کرنا تھا تو کسی نئ روڈ کا نام اُن کے نام پر رکھ دیتے... کوئی یونیورسٹی، اسکول، کالج اُن کے نام پر شروع کرتے... کوئی فری شپ یا اسکالرشپ اپ کے نام پر شروع کرتے... لیکن نہیں! ہم تو مرحوم صدر کو خراجِ عقیدت پیش کرنے کے لیے روڈ کا نام بدلیں گے...

بدلو بھائی بدلو... انقلابی جو ٹھہرے...

آج اورنگ زیبؒ نشانہ ہے، کل اورنگ آباد کا نام بھی بدلو گے؟ تاج محل کی تاریخ بھی بدلو گے؟ لال قلعہ کا کیا کروگے آپ؟ چار مینار کی ہسٹری کہاں چھپاؤ گے؟ قطب مینار کی تاریخ کہاں دفن کروگے؟ گول گنبد کیوں چھوڑ رکھا ہے؟ فتح پور سیکری بھی تو ہے... جلدی کرو بھائی سب بدلتے چلے جاؤ... چینج کر دو... بدل دو...

تم...... انقلابی جو ٹھہرے...

فقیر شکیب احمد عفی عنہ

بروز جمعہ، ۹:۲۰ بجے صبح

قرآنِ مقدس

فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ ﴿٤٥﴾

لہٰذا قرآن کے ذریعے ہر اس شخص کو نصیحت کرتے رہو جو میری وعید سے ڈرتا ہو۔ (سورہ نمبر 50 ق، آیت 45)

مباہلہ کی دعوت

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ

قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٩٤﴾

آپ (ان سے) کہیے کہ: اگر اللہ کے نزدیک آخرت کا گھر تمام انسانوں کو چھوڑ کر صرف تمہارے ہی لیے مخصوص ہے (جیسا کہ تمہارا کہنا ہے) تو موت کی تمنا تو کر کے دکھاؤ، اگر واقعی سچے ہو۔ (آسان ترجمہ قرآن- سورہ ۲، البقرہ: ۹۴)

قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ (کہہ دیجئے اے محمد ﷺ اگر تمہارے واسطے) لکم کانت کی خبر ہے اور

الدَّارُ الْاٰخِرَةُ (عاقبت کا گھر) کانت کا اسم ہے

عِنْدَ اللّٰهِ (اللہ کے ہاں) یہ کانت کا ظرف ہے۔

خَالِصَةً (خاص ہے) دَارُ سے حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ (دوسروں کے لیے نہیں) اَلنَّاسِ میں اَلْ یا تو استغراق کا ہے یا جنس کا اور یا مراد اس سے مسلمان ہو اور ال عہد کا ہو۔

فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ (تو مرنے کے کی آرزو کرو) یعنی اگر تم اس دعوے میں سچے ہو تو موت مانگو اس لیے کہ جس شخص کو یہ یقیناً معلوم ہو جائیگا کہ میں جنتی ہوں اور اللہ کے پیاروں میں سے ہوں تو وہ ضرور اس طرح کی پریشانی والے گھر سے خلاصی اور نجات کی تمنا کرے گا اور اللہ کے ملنے کا مشتاق ہو گا۔

ابن مبارک نے باب زھد میں اور بیہقی نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ مؤمن کا تحفہ موت ہے اور دیلمی نے بھی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اس مضمون کو نقل کیا ہے اور حسین بن علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً منقول ہے کہ مؤمن کا پھول موت ہے اور حبان بن الاسود فرماتے ہیں کہ موت ایک پل ہے جو دوست کو دوست سے ملا دیتا ہے یہ آیت و احادیث اس پر دال ہیں کہ آخرت کی منزلوں میں سے قبر پہلی منزل ہے اور اس مضمون کو ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت عثمان سے مرفوعاً نقل بھی کیا ہے اور اس آیت سے یہ بھی معلوم

ہوا کہ اللہ تعالیٰ سے بلا کیف وصل موت کے بعد قیامت سے پہلے دنیا سے زیادہ حاصل ہو گا کیونکہ اگر یہ امر نہ ہوتا تو موت کی تمنا میں کوئی فائدہ نہ ہو گا اور نہ موت دوست سے ملنے کا پل ہوتا۔ بعض مفسرین نے کہا ہے کہ آیت کے یہ معنی ہیں کہ اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو تو اس فراق کے عذاب شدید سے خلاصی کے لیے موت مانگو اس تقدیر پر یہ آیت آیت مباہلہ کی نظیر ہو گی۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر یہ یہودی موت کی تمنا کرتے تو اسی دم ہر شخص کا ان میں سے اپنے آب دہن سے گلا گھٹ جاتا اور روئے زمین پر ایک بھی یہودی باقی نہ رہتا سب کے سب ہلاک ہو جاتے اس حدیث کو بیہقی نے دلائل میں لکھا ہے اور بخاری اور ترمذی نے بھی مرفوعاً کچھ الفاظ بدل کر اس حدیث کو نقل کیا ہے اور ابن ابی حاتم اور ابن جریر نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس کو موقوفاً نقل کیا ہے۔

اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (اگر تم سچے) اس کی جزاء محذوف ہے کلام گذشتہ اس پر دلالت کر رہے ہیں۔

فصل اس مقام پر یہ مسئلہ قابل نظر ہے کہ آیا موت کی تمنا کرنا جائز ہے یا نہیں سو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر کسی مصیبت مالی یا جسمانی یا اولاد و اہل وعیال کے مرنے کی وجہ سے موت کی تمنا کرتا ہے تو جائز نہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مصیبت کے سبب کوئی تم میں سے موت کی ہرگز تمنا نہ کرے اگر اس تمنا کرنے کو جی ہی چاہتا ہے اور بغیر تمنا کے رہ ہی نہیں سکتا تو اس قدر کہہ دے کہ اے اللہ جب تک میرے لیے زندگی بہتر ہو تو مجھے زندہ رکھ اور جب میرا مرنا بہتر ہو تو موت دے۔ اس حدیث کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے اور انہیں سے ایک روایت میں ہے کہ جب کوئی تم میں سے مرتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے اور عمر خیر ہی کو بڑھاتی ہے (یعنی عمر بری چیز نہیں کچھ نہ کچھ اس میں مؤمن خیر ہی کرے گا) اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ کوئی تم میں سے موت کی ہرگز تمنا نہ کرے کیونکہ یہ شخص یا تو نیک کار ہو گا تو شاید نیکی زیادہ کرے اور یا بدکار ہے تو ممکن ہے کہ بدی سے باز آ جائے اس حدیث کو بخاری نے روایت کیا ہے اور نیز ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی تم میں موت کی تمنا نہ کرے اور نہ موت کے آنے سے پہلے اس کی دعا کرے کیونکہ موت آنے کے بعد آدمی کا عمل بالکل منقطع ہو جاتا ہے اور مؤمن کی عمر خیر اور نیکی ہی بڑھاتی ہے اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے اور موت کی تمنا ممنوع ہونے میں اور بہت سی حدیثیں احمد اور بزار اور بیہقی نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہیں اور مروزی نے قاسم مولی معاویہ رضی اللہ عنہ سے اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اور نیز اسی موضوع پر احمد اور ابو یعلی اور حاکم اور طبرانی نے ام الفضل سے روایت کی ہے اور یہ سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔

ایک امر ضروری یہاں قابل تنبیہ یہ ہے کہ زبان سے موت کی تمنا کرنے اور سوال کرنے سے نہی وارد ہوئی ہے ویسے تمنا اور رغبت اگر ہو تو اس سے نہی نہیں کیونکہ دل کا میلان تو ایک مجبوری امر ہے اس کے دفع پر آدمی کو قدرت نہیں ہاں اگر کوئی دینی فتنہ کے خیال سے موت کا

سوال کرے تو کچھ حرج نہیں ۔☆ چنانچہ امام مالک اور بزار ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اپنی دعا میں فرمایا کرتے تھے کہ اے اللہ جب آپ لوگوں میں فتنہ ڈالنا چاہئے تو مجھے اس فتنہ سے محفوظ رکھ کر اپنے پاس بلا لیجئے اور امام مالک نے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی دعا میں فرمایا کہ اے اللہ میری قوت ضعیف ہو گئی اور میری عمر زیادہ ہو گئی اور میری رعیت جا بجا پھیل گئی اب اے اللہ مجھے صحیح سالم بلا کسی کے حکم کے ضائع اور کوتاہی کئے ہوئے اپنے پاس بلا لے۔ چنانچہ اس دعا کو ایک مہینہ بھی نہ گزرا تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات ہو گئی۔

اور طبرانی نے عمرو بن عنبسہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کوئی تم میں سے موت کی تمنا نہ کرے ہاں اگر اپنے عمل پر اعتماد نہ ہو

(کہ شاید برا عمل ہو جائے) تو موت کی تمنا جائز ہے اور جب اسلام میں چھ خصلتیں دیکھو تو موت کی تمنا کرو اور تمہاری جان (بالفرض) تمہارے قبضہ میں بھی ہو تو اس کو چھوڑ دو (یہ تمنا اور دعائے موت میں مبالغہ ہے) وہ چھ خصائل یہ ہیں:

(۱) خونریزی (۲) لڑکوں کی سلطنت (۳) شرط کی کثرت (۴) جاہل بیوقوفوں کا امیر ہونا (۵) فیصلہ حکم کی بیع (یعنی مقدمات کا فیصلہ کرنے کو بیچنا) (۶) قرآن پاک کو راگ بنانا اور ابن عبد البر نے تمہید میں روایت کیا ہے کہ عمرو بن عنبسہ رضی اللہ عنہ سے موت کی تمنا کی بابت بعض لوگوں نے پوچھا کہ آپ موت کی کیوں تمنا کرتے ہیں اس سے تو منع کیا گیا ہے فرمایا میں نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے سنا ہے آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم فرماتے تھے چھ چیزیں ظاہر ہونے سے پہلے مر رہو۔ (یعنی موت کا سوال کرو)

(۱) جاہل بے وقوفوں کی سلطنت، (۲) شرط کی کثرت، (۳) حکم کی بیع، (۴) خون کے معاملہ کی پرواہ نہ کرنا، (۵) قرابت کو قطع کرنا۔ (۶) قرآن کو مزامیر بنانا۔ حاکم نے ابن عمر (رض) سے اور ابن سعد نے ابوہریرہ (رض) سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے اور خوف فتنہ کی وجہ سے بعض سلف صالحین نے اکثر تمنا کی ہے چنانچہ اس قسم کے مضامین ابن سعد نے خالد بن معدان سے اور ابن عساکر اور ابو نعیم نے خالد مذکور سے اور مکحول اور ابن ابی الدنیا نے ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے اور ابن ابی شیبہ اور ابن ابی الدنیا نے ابی جحیفہ سے اور ابن ابی الدنیا اور خطیب اور ابن عساکر نے ابو بکرہ سے اور ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور طبرانی اور ابن عساکر نے عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہیں اور اگر موت کی تمنا اللہ کے ملنے کے شوق میں کرے تو یہ بہت ہی اچھا ہے۔ ابن عساکر نے ذوالنون مصری ؒ سے روایت کی ہے آپ فرماتے تھے کہ شوق سب مقامات سے برتر مقام ہے اور سب درجوں سے بڑھ کر درجہ ہے جب بندہ کو یہ مقام نصیب ہوتا ہے تو اپنے پروردگار کے شوق میں موت کی آرزو کرتا ہے اور اس کے دیر میں آنے سے اکتاتا ہے۔

میں (صاحب تفسیر) کہتا ہوں کہ اس آیت میں مقصود خطاب سے یہی تمنا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے شوق میں ہو اب اس تقدیر پر **فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ** کی تفسیر یہ ہو گی کہ اللہ کے شوق میں موت کی تمنا کرو۔

☆ نیز شہادت کی تمنا بھی جائز، بلکہ احسن ہے جیسا کہ نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ثم اقتل (الخ) والی حدیث میں بے حد عشق میں ڈوبی دعا مانگی ہے۔ پھر یہ امر بھی قابلِ لحاظ ہے کہ شہادت تو موت ہوتی ہی نہیں، بلکہ وہ زندگی ہوتی ہے۔ سورہ ۲ البقرہ: ۱۵۴، سورہ ۳ آل عمران: ۱۶۹ (مدیر)

ابن سعد اور بخاری و مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ میں سنا کرتی تھی کہ ہر نبی کو وفات سے پیشتر اختیار دیا جاتا ہے کہ خواہ دنیا میں رہو یا یہاں چلے آؤ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مرض کی شدت ہوئی تو میں نے سنا کہ آپ فرما رہے تھے: مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِيْنَ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا (ان کے ساتھ جن پر خدا تعالیٰ نے احسان اور انعام فرمایا ہے یعنی نبی اور صدیق اور شہید اور نیک بندے اور یہ لوگ اچھے ساتھی ہیں) میں سمجھ گئی کہ اب حق تعالیٰ کی طرف سے اختیار ملا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخرت کو اختیار فرمایا ہے اور نسائی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری گود میں لیٹے اتھے کہ آپ پر بے ہوشی طاری ہوئی میں آپ کے بدن مبارک پر ہاتھ پھیرتی تھی اور آپ کے لیے ان کلمات سے دعاء شفار کرتی تھی: اَذْهِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ (اے لوگوں کے پروردگار شدت کو دور فرمائیے) اس کے بعد آپ کو افاقہ ہوا تو آپ نے ہاتھ کو میرے ہاتھ سے الگ کر لیا اور فرمایا نہیں میں تو اللہ سے رفیق اعلیٰ کا سوال کرتا ہوں۔

طبرانی نے روایت کی ہے کہ ملک الموت حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کے پاس ان کی روح قبض کرنے آئے ابراہیم (علیہ السلام) نے فرمایا کہ ملک الموت! بھلا کہیں ایسا دیکھا ہے کہ کوئی دوست اپنے دوست کی روح قبض کرے۔ ملک الموت نے یہ سن کر حق تعالیٰ سے عرض کیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہہ دو کہ تم نے یہ بھی دیکھا ہے کہ کوئی دوست اپنے دوست کے ملنے کو ناگوار جانے ابراہیم (علیہ السلام) نے سن کر فرمایا میری روح ابھی قبض کر لو! اور یوسف (علیہ السلام) نے فرمایا اے اللہ مجھ کو اسلام کی حالت میں وفات دے اور نیک بندوں سے ملا دے اور علی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ مجھے کچھ پرواہ نہیں خواہ موت مجھ پر گرائی جائے یا میں موت پر گرایا جاؤں اس کو ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے اور عمار صفین میں فرماتے تھے کہ میں آج اپنے دوستوں سے یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے گروہ سے ملوں گا۔ اس قول کو طبرانی نے کبیر میں اور ابو نعیم نے دلائل میں نقل کیا ہے اس پر اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ امام احمد نے ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول للہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں بیٹھے تھے آپ نے وعظ فرمایا اور ہمارے دلوں کو نرم کیا۔ سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ یہ وعظ سن کر خوب روئے اور کہہ اٹھے اے کاش میں تو مر جاتا۔ حضور نے فرمایا کہ سعد! میرے پاس ہو کر موت کی تمنا کرتے ہو اور یہی مضمون تین بار فرمایا پھر فرمایا: سعد! اگر تم جنت کے لیے پیدا کئے گئے ہو اور تمہاری عمر طویل اور عمل اچھے ہوں تو یہ تمہارے لیے بہتر ہے۔ پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ موت کی تمنا کرنا ہر حال میں ناجائز ہے خواہ کوئی مالی یا جسمی ضرر ہو یا نہ ہو چنانچہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اس قصہ میں موت کی تمنا کسی مالی یا بدنی ضرر وغیرہ سے نہیں کی بلکہ عذاب کے خوف سے کی تھی۔

میں کہتا ہوں بے شک یہ امر صحیح ہے کہ عذاب کے خوف سے تمنا کی لیکن موت سے اللہ کا عذاب دفع نہیں ہو سکتا بلکہ اس کے لیے تو استغفار کرنا اور اعمال صالحہ میں سبقت کرنا اور گناہوں سے بچنا ضروری ہے اور اسی بنا پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے موت کی تمنا کرنے کو منع فرمایا ہے۔

تحقیق مقام یہ ہے کہ گناہ میں مبتلا ہو جانے یا طاعت میں کوتاہی کے خوف سے موت کی تمنا کرنا جائز ہے۔ اس میں شبہ نہیں اور محبوب حقیقی کی لقاء کے شوق میں خود تمنا کرنا بعض سلف سے مرض الموت میں وارد ہوا ہے چنانچہ پہلے ہم نے جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ابراہیم (علیہ السلام)

اور عمار وغیر ہم سے نقل کیا ہے کہ جب موت کا وقت قریب ہو اور اعمال صالحہ کی زیادتی کی ان کو امید نہ رہی تو اللہ تعالیٰ کی لقاء کے شوق میں موت کو حیات پر ترجیح دی۔ [1]☆

☆ تفسیرِ مظہری- قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ، سورہ ۲، البقرہ: ۹۴، تاریخِ اشاعت غیر مذکور

حدیث شریف

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ

جس نے رسول کی اطاعت کی، حقیقت میں اُس نے اللہ کی اطاعت کی۔(سورہ نمبر 4 النساء، آیت 80)

الاحادیث المنتخبہ

پیش کش: مدیر

اس سلسلے کے تحت وہ احادیث لائی جائیں گی جو عموماً قارئین کو یاد ہوتی ہیں، نیز وہ احادیث بھی جو تبلیغی جماعت والے استعمال کرتے ہیں۔ اس کے ذریعے احادیث کی ترویج درست طریقے پر ہوں گی، اور من گھڑت قصے کہانیوں کو بطور حدیث پیش کرنے کی فاش غلطی کا سد باب ہوگا انشاء اللہ۔ احادیث بمع حوالہ درج ہیں، تاکہ بوقتِ ضرورت کام آسکیں۔ (مدیر)

سب سے بہتر

حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي عَلْقَمَةُ بْنُ مَرْثَدٍ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ۔

حضرت عثمان بن عفان سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں وہ شخص سب سے بہتر ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔

(صحیح بخاری: جلد سوم: حدیث نمبر 19)

مکررات: ☆ صحیح بخاری: جلد سوم، حدیث نمبر 20، ☆ سنن ابوداؤد: جلد اول، حدیث نمبر 1448، ☆ جامع ترمذی: جلد دوم، حدیث نمبر 834،835، ☆ جامع ترمذی: جلد دوم، حدیث نمبر 836، ☆ سنن ابن ماجہ: جلد اول، حدیث نمبر 211،212،213، ☆ سنن دارمی: جلد دوم، حدیث نمبر 1162،1163، ☆ مسند احمد: جلد اول، حدیث نمبر 389، 469

پہلے سلام، پھر کلام

حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ الصَّبَّاحِ بَغْدَادِيٌّ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ زَكَرِيَّا عَنْ عَنْبَسَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَاذَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّلَامُ قَبْلَ الْكَلَامِ۔

حضرت جابر بن عبداللہ (رض) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سلام کلام سے پہلے کیا جانا چاہیے۔

(جامع ترمذی: جلد دوم، حدیث نمبر 610 حدیث مرفوع)

ردِّ فرقِ باطلہ

ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ

اپنے رب کے راستے کی طرف لوگوں کو حکمت کے ساتھ اور خوش اسلوبی سے نصیحت کر کے دعوت دو، اور (اگر بحث کی نوبت آئے تو) ان سے بحث بھی ایسے طریقے سے کرو جو بہترین ہو۔ (سورہ نمبر 16 النحل، آیت 125)

بھائی عبد الرحمٰن سے ایک ملاقات

عبد الرحمٰن / ہری موہن مشرا

غیر مسلم بھائیوں میں دعوت کے اسلوب کو بیان کرنے کے لیے، اور دعوت الی اللہ پر اُبھارنے کے لیے یہ سلسلہ شروع کیا جارہا ہے، اس کے تحت غیر مسلم بھائیوں کے مشرف بہ اسلام ہونے کے واقعات لائے جائیں گے۔ شاید کہ اُن بیمار ذہنوں کا علاج ہوسکے جو سمجھتے ہیں غیر مسلموں کے لیے صرف جہاد ہی کو فیصل سمجھتے ہیں۔ (مدیر)

احمد اوّاہ: السلام علیکم ورحمۃ اللہ

عبد الرحمٰن: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

س: بھائی عبد الرحمن! اللہ تعالیٰ مبارک فرمائے، اللہ تعالیٰ کا کیسا کرم ہوا کہ آپ کو ایسے زمانہ میں ایمان عطا فرمایا جب فتنوں کا زمانہ ہے، آپ کو کیسا محسوس ہوتا ہے؟

ج: مولانا صاحب میں بیان نہیں کر سکتا، اس خوشی اور کیفیت کو آدمی اپنی زبان سے بیان نہیں کر سکتا مجھ آیوروید سورج پرش برہمن کو محض اپنی رحمت سے ایمان عطا کیا، میرے مولیٰ نے میری زندگی کو الجھائے رکھ کر، زندگی اور ہمیشہ کی زندگی کی سب سے بڑی الجھن کو سلجھانے کا انتظام کر دیا، کاش اللہ تعالیٰ ایمان پر میرا خاتمہ فرمائے ڈر لگا رہتا ہے کہ ایک شیطان ہر وقت میرے ساتھ لگا رہتا ہے، جس کو میں محسوس کرتا ہوں۔

س: آپ اپنا خاندانی تعارف کرائیں؟

ج: میرا خاندانی نام ہری موہن مشرا، میرے والد یوگندر موہن مشرا، ہم لوگ دربھنگہ بہار کے ایک قصبہ کے آیوروید برہمن ہیں جو اپنے کو سورج پرش سمجھتے ہیں، یعنی ہم کسی سے دان مد دلینا حرام سمجھ سکتے ہیں، ہم بھیک دے تو سکتے ہیں کسی سے لے نہیں سکتے، جس طرح سورج یہ سب کو پرکاش دیتا ہے لیتا نہیں، ہمارے گھر میں کھیتی ہوتی تھی میرے بڑے بھائی گجرات میں ملازم تھے میں نے ابتدائی تعلیم اپنے یہاں سے حاصل کرکے مدھوبنی سے گریجویشن کیا، شروع میں ہمارے یہاں ایک صابن فیکٹری شکری دربھنگہ میں تھی، جو کسی حادثہ کا شکار ہوگئی، تو میں نے پھر تعلیم شروع کی میں چنئی سے ڈپلوما کیا، میرے ایک بڑے بھائی پانی پت میں ٹھیکیداری کرتے تھے، پوری زندگی لوگوں کی بھلائی اور ان کو گیان دینے اور دوسرے سے لینے کی نیت سے پورے ملک میں چکر لگاتے رہے۔ جگن ناتھ مشرا سے ان کے بہت قریبی تعلقات تھے درمیان میں میرے بڑے بھائی کا گجرات سے بنگال پوسٹنگ ہوا تو میں بھی چلا گیا، میری نوکری بھی لگ گئی مگر وہ مجھے اچھی نہیں لگی اور میں نے ملازمت چھوڑدی، کچھ روز ٹائپنگ سیکھی، ڈرائیوری سیکھی کہ کسی طرح اپنا گزارا کرسکوں، پنجاب کے ایک بلڈر راجیت سنگھ کے یہاں میں نے بنگال میں ملازمت کرلی، ان کا یہاں سے کام ختم ہوا تو وہ مجھے پانی پت لے کر چلے گئے، کچھ روز کے بعد میں نے اپنی کنسٹرکشن کمپنی کھولی، اور ٹھیکیداری کرنے لگا، میرے ایک بھائی سعودی عرب میں تھے، ان کا فون آیا، میں کلکتہ آرہا ہوں تم بھی آجاؤ، میں کلکتہ ۱۱/ دسمبر ۲۰۰۵ء کو پہنچا، معلوم ہوا ان کو H.I.V کی بیماری ہوگئی، ان کی بیماری نے مجھ کو ہلا کر رکھ دیا۔ دسمبر ۲۰۰۷ء میں کاروبار سے پریشان ہوا تو میری کنسٹرکشن کمپنی بند ہوگئی، جن لوگوں کا کام نہیں ہوا تھا انہوں نے معذرت کردی، میری مالی حالت باربار بگڑتی رہی، میرے پاس ۱۱ / ہزار روپے تھے ان کو لے کر میں دہلی آیا، کہ اگر وہاں کام نہ چلا تو پھر یہ بھی ارادہ تھا کہ کہیں خودکشی کرلوں گا۔

س: خودکشی کا خیال آپ کو کیوں پیدا ہوا؟

ج: بھائی کی بیماری اور باربار کام چلنے اور اچانک ٹوٹ جانے سے میں ہمت ہار گیا، پھر ایک کمپنی کے مینیجر سے ملا، انہوں نے مجھے کام دے دیا اور کام چل پڑا، پھر ذرا کام چلا تو بھائی نے گجرات بلالیا، گجرات میں ٹھیکیداری شروع کی، دو سال کام اچھا چلا، مالک کا شکر ہے کہ دو سال میں اپنا مکان بنالیا، اچانک ایک رات ہارٹ اٹیک ہوگیا، ایک وال ۹۰/ فیصد خراب ہوگئی، BMB ہوا، کسی درجے میں صحت ہوئی تو میرے بھائی کے ایک دوست سنیل گوڑے، جو ناسک کے رہنے والے تھے، انہوں مجھے مشورہ دیا کہ اب تم اچھے ہوگئے ہو، اور اچھے ہو جاؤ اس کے لئے ناسک میں سائیں بابا کے مندر چلو، میں نے مشورہ مانا، لوٹتے وقت راستہ میں ان کی سسرال تھی، سسرال والوں سے ان کی بنتی نہیں تھی، ان کی بستی میں ایک اللہ والے گلاب شاہ تھے، انہوں نے سنیل کی بہو کو اپنی

بیٹی بنالیا تھا، بس ان کے یہاں ہی جایا کرتے تھے، سنیل نے کہا چلو، ان سے ملتے ہیں، ان سے ملنے کے بعد مجھ کو بہت سکون ملا، انہوں نے مجھے پرس میں رکھنے کے لئے ایک تعویذ بھی دیا، اس ملاقات کے بعد میری زندگی میں بڑی تبدیلی آئی، میں اصل میں گھنٹوں پوجا کرتا تھا، مگر اس ملاقات کے بعد پوجا میں بالکل من نہیں لگتا تھا، ایک دن عجیب بات پیش آئی، میں سو کر اٹھا تو میں نے دیکھا کہ بہت نورانی شکل کی صورت، خوبصورت داڑھی کونے سے آہستہ آہستہ میرے سامنے نظر پڑی، کمرے میں اندھیرا ہو رہا تھا، وہ صورت میرے قریب ہو گئی، میں نے سوال کیا تو کون ہے؟ کوئی جواب نہیں، قریب آکر پھر آہستہ واپس چلی گئی، میں نے موبائل میں وقت دیکھا پانچ بج کر پینتیس منٹ ہو رہے تھے، اس کے بعد میں نے سنا کہ کمرے میں اذان کی آواز آرہی ہے، ہمارے گھر کے قریب دو کلومیٹر تک کوئی مسجد نہیں ہے، ایک مسجد دور ہے مگر اس میں صبح کی اذان مائک میں دینے کی اجازت

"اس دن میں پوجا کے لئے موٹر سائیکل لے کر نکلا، کچھ کیلے وہاں چڑھانے کے لئے، لے لئے مگر غیر اختیاری طور پر نہ جانے، نظریں مسجد کے دروازے پر پہونچیں اور چھ کے چھ کیلے خود کھا کر واپس آگیا، اور ایسا تین روز تک ہوتا رہا، تیسرے روز میں امام صاحب کے یہاں گیا اور بولا مجھے مسلمان بننا ہے، انہوں نے مجھ سے کہا کہ تم ہمارا بیوقوف بنا رہے ہو، تمھیں معلوم نہیں مودی کی حکومت چل

نہیں ہے، اس دن میں پوجا کے لئے موٹر سائیکل لے کر نکلا، کچھ کیلے وہاں چڑھانے کے لئے، لے لئے مگر غیر اختیاری طور پر نہ جانے، نظریں مسجد کے دروازے پر پہونچیں اور چھ کے چھ کیلے خود کھا کر واپس آگیا، اور ایسا تین روز تک ہوتا رہا، تیسرے روز میں امام صاحب کے یہاں گیا اور بولا مجھے مسلمان بننا ہے، انہوں نے مجھ سے کہا کہ تم ہمارا بیوقوف بنا رہے ہو، تمھیں معلوم نہیں مودی کی حکومت چل رہی ہے، جاؤ یہاں سے نکلو، دوسرے روز گیا پھر انہوں نے دھمکا دیا، اور کہا کہ اگر تم یہاں آئے تو ہم تھانے میں رپورٹ کر دیں گے، میں نے سنیل گوڑے سے کہا کہ آپ میری بات گلاب بھائی سے کرائیں، گلاب بھائی نے کہا کہ یہ آپ پر اللہ کی

رحمت ہے، آپ گھبرائیے نہیں ، آپ کو اس سے کچھ نقصان نہیں ہو گا، تیسرے روز پھر میں امام صاحب کے پاس گیا، کہ مجھے مسلمان بننا ہے۔

س: آپ کو خیال نہیں آیا کہ وہ آپ کو پھر دھمکا دیں گے؟

ج: میرے بس میں نہیں تھا، مجھے اندر سے کوئی مجبور کر رہا تھا، اس روز میں گیا تو امام صاحب کا غصہ کم تھا، میں نے کہا آپ مجھے قرآن مجید دیجئے، مسلمان نہیں کرتے تو مت کیجئے، انہوں نے مجھے سمجھایا کہ آپ مسلمان بننے کی بات دل سے نکال دیجئے، انہوں نے مجھ سے معلوم کیا آپ کیوں مسلمان بننا چاہتے ہیں؟ میں نے کہا مجھے خود معلوم نہیں کہ میں کیوں مسلمان بننا چاہتا ہوں، میں نے اپنا حال ان کو سنایا، انہوں نے مجھے قرآن مجید منگوا کر کل دینے کا وعدہ کیا، اگلے روز میں گیا قرآن مجید لے کر آیا، انھوں نے مجھے بتایا کہ ہاتھ پیر دھو کر اس کو ادب سے پڑھنا ہے، میں گھر قران مجید لے کر آیا، تو میری بھابھی نے مجھے پڑھتے ہوئے دیکھ لیا، انہوں نے گھر میں آفت برپا کر دی، میرے لئے گھر میں رہنا مشکل ہو گیا، میں واپس قرآن شریف لے کر پھر مسجد پہنچا اور امام صاحب سے اجازت لی کہ آپ مجھے مسجد میں بیٹھ کر پڑھنے کی اجازت دیں، دس روز تک قرآن مجید پڑھنے کے بعد میں نے امام صاحب سے پھر مسلمان بنانے کی درخواست کی ، انہوں نے میرا پتہ لیا، اور دو روز کے بعد آنے کو کہا، انہوں نے اپنے لوگوں سے میری انکوائری کی ، جب ان کو اطمینان ہو گیا، تو وہ مجھ کو بڑی مسجد مرکز میں لے کر گئے اور کہا کہ وہاں آپ کو کلمہ پڑھوائیں گے، امام صاحب نے مجھے غسل کرایا، اور کہا کہ کلمہ پڑھو میں نے کہا کہ مجھے چھ کلمے یاد ہیں ، انہوں نے معلوم کیا کہ تم کو کلمے کہاں یاد ہوئے؟، میں نے کہا کہ یہ کلمے تسلیمہ نسرین کی کتاب 'لجا' سے میں نے یاد کئے ہیں☆ ، میں نے ایک عجیب سے حال میں یہ سوچتے ہوئے بھی کہ مجھے مسلمان نہیں ہونا چاہئے پھر بھی کلمہ پڑھا، مگر کلمہ پڑھ کر مجھے اندر سے ایک عجیب آزادی کا احساس ہوا، جیسے میں کسی قید سے آزاد ہو گیا ہوں، اب میرے قانونی طور پر مسلمان ہونے کا مسئلہ تھا، کوئی وکیل میرے کاغذات بنانے کے لئے تیار نہیں ہوا، ۲۰۰۸ء میں کنور جن کے لئے گجرات حکومت نے بل پاس کیا تھا، میرے لئے بڑی مشکل پیش آئی ، میں موٹر سائیکل پر ادھر سے ادھر مارا مارا پھرتا رہا، آخر میں ایک بھلے وکیل جناب شیخ امین صاحب ملے، جنہوں نے میرے کاغذات لئے، پچیس سو روپے فیس طے ہوئی ، جو مولانا اصغر علی نے اپنی جیب سے ادا کئے، اور ایک ہفتے میں میرے کاغذ تیار ہوئے، اور میرا ایفی ڈیوٹ

☆ وائے حیرت! تسلیمہ نسرین سُن لے تو مارے صدمے کے مر جائے کہ اس کے اسلام اور مسلمانوں کو گالیاں دینے کے باوجود اسی کی تحریریں لوگوں کو کلمہ بھی یاد کرا رہی ہیں (مدیر)

بنا دیا۔ میں جنوری میں بنگال چلا گیا، مجھ پر کچھ قرض بنگال میں تھا، میں نے موٹر سائیکل بیچ کر قرض ادا کیا، ۲۵/ فروری کو بھائی کا فون آیا، انھوں نے مجھے گجرات بلایا، میں گجرات گیا مولانا اصغر صاحب اور سب لوگ سمجھ رہے تھے کہ میں واپس ہندو بن گیا ہوں۔ یہ دیکھ کر بہت خوش ہوئے کہ میں ابھی تک مسلمان ہوں، بھائی بہت بیمار تھے میں ان کو لے کر پٹنہ آیا، ۲۷/ اگست ۲۰۱۲ء کو بھائی کا انتقال ہو گیا، میرے ساتھ ایک شیطان ہر وقت ساتھ ساتھ رہتا تھا، جو مجھے اسلام میں آنے سے روکتا تھا، بھائی کے انتقال کے بعد اس شیطان کا ڈر ہوا، میں نے اسلام سے توبہ کرنے کی نیت کی اور ہری دوار پہنچا، پشکر گیا، بالاجی کے مندر پر گیا، اور ویشنو دیوی گیا۔

س: کیا آپ اپنے کو ہندو کہنے لگے اور سمجھنے لگے تھے؟

ج: میں اپنے آپ میں یہی سمجھ رہا تھا کہ تونے مسلمان ہو کر غلطی کی ہے، توبہ کے لئے سارے تیر تھوں پر جا کر رہا مگر میرا حال ابھی بھی ڈھل مل تھا، میں مسلمان داڑھی والے کو دیکھتا تو اپنے کو مسلمان کہتا، اور ہندوؤں میں جاتا تو اپنے کو ہندو کہتا، شاید اس وجہ سے کہ میں مسلمانوں میں اپنے اسلام کا اعلان کر چکا تھا، یا اندر سے کوئی چیز مجھے مجبور کرتی تھی کہ مسلمانوں میں خود کو مسلمان کہوں، مجھے اپنے بھتیجے اور بھائی کی خیریت لینے اور اپنے واپس ہندو بن جانے کے لئے، مطمئن کرنے کے لئے گجرات جانے کا خیال آیا، وہاں پہنچا تو مولانا اصغر علی نے اپنے ساتھی کے پاس سے لا کر "آپ کی امانت، آپ کی سیوا میں" اور "نسیم ہدایت کے جھونکے" ہندی میں لا کر دی، ان کتابوں نے میرے دماغ و دل سب کے جالے صاف کر دیئے، اب مجھے اپنی منزل اور راستہ صاف دکھائی دے گیا، اب میں نے جا کر ایک امام صاحب جو دعوت سے جڑے تھے اور حضرت مولانا کلیم صدیقی کے ساتھیوں کے ساتھ کام کرتے تھے سچے دل سے کلمہ پڑھا انھوں نے حضرت کا تعارف کرایا، حضرت سے اب مجھے بہت ہی محبت ہو گئی تھی اور خیال تھا کہ باقی زندگی بس پھلت☆ جا کر حضرت کے ساتھ گذارنی ہے۔ مگر ایک رات میں نے اپنے پتاجی کو سپنوں میں دیکھا آنکھ کھلی تو مجھے بہت یاد آئی اور خیال ہوا کہ میرے پتاجو دھرم کے نام پر زندگی بھر پورے دیش میں بھرمن (طواف) کرتے رہے، وہ سب سے بڑے ادھرم کو دھرم سمجھ کر زندگی بھر پھرتے رہے، اور مالک کے راستہ سے بھٹکتے رہے، کہیں میرے گھر والے اور خاندان والے بھی اسی طرح موت کی راہ نہ لیں، میں نے گاؤں جا کر سب رشتے داروں کو دعوت دینے کی نیت سے بہار کا سفر کیا۔

☆ پھلت میں مولانا کلیم صدیقی صاحب دامت برکاتہم کی رہائش گاہ ہے۔ (مدیر)

س: مفتی مہتاب سے آپ کا تعارف کہاں ہوا؟

ج: بہار واپسی ہو رہی تھی کہ ایک صاحب پٹنہ میں ملے انہوں نے بتایا کہ شکری میں ایک ادارہ بالکل مین روڈ کے قریب مرکز صفہ کے نام پر چل رہا ہے، وہاں پر نو مسلموں کے لئے بھی انتظام ہے اور وہاں دعوت کی ٹریننگ بھی دی جاتی ہے، تو میں شکری گیا، اور مفتی صاحب سے ملا، مفتی مہتاب نے بتایا کہ مرکز صفہ حضرت ہی کا ادارہ ہے، اور ہم لوگ حضرت کے مشورہ سے ہی کام کر رہے ہیں، بس اندھے کو دو نین مل گئے، میرے گاؤں کے اتنے قریب وہ بھی میرے حضرت مولانا کلیم صاحب کے لوگ مل گئے، میں نے وہاں رہنے کی خواہش ظاہر کی، مفتی مہتاب صاحب نے ایک خونی رشتہ کے سگے بھائی سے زیادہ میرا ساتھ دیا، میں نے اجازت لے کر گھر کا سفر کیا، میری بھابھی جو گجرات میں رہتی تھی اور ماں کے انتقال کے بعد انہوں نے ماں سے زیادہ محبت سے پالا تھا، وہ میری بالکل دشمن ہو گئی تھی، انہوں نے فون کر کے سارے گھر والوں کو بتا دیا، گھر جاتے ہی میرے ساتھ زیادتی ہونے لگی، اب ان باتوں کا ذکر کرنا بھی اچھا نہیں لگتا کہ مجھے ان میں کام کرنا ہے، جب تک میری سمجھ میں اسلام نہیں آیا تھا میرا حال بھی اسی طرح کا تھا، کئی بار گھر میں پنچایت ہوئی، ایک بار خاندان کے ایک پڑھا لکھا سمجھے جانے والے میرے دور کے چچا کو بلایا گیا، سب لوگوں کے سامنے وہ بولے، کیا واقعی تو اندر سے مسلمان ہو گیا ہے؟ یا کسی لڑکی وڑکی کے چکر میں ڈھونگ بھر رہا ہے، میں نے دونوں ہاتھوں کو سینہ سے جکڑ کر بتایا کہ اگر تم کہو تو میں اپنا سینہ چیر کر کلیجہ نکال کر دکھادوں کہ خون کے قطرے میں اور جگر کے ٹکڑے ٹکڑے پر لا الہ الا اللہ لکھا ہوا ہے، میرے ساتھ ایسی ایسی زیادتیاں کی گئیں کہ بس کیا بیان کروں، کئی بار مجھے جان سے مارنے کی کوشش کی، مگر میرے اللہ نے مجھے بچایا، مفتی صاحب سے مشورہ کیا، انہوں نے شکری واپس آنے کا مشورہ دیا، واپس آیا تو مجھے وہاں دعوتی ماحول ملا، اللہ کا شکر ہے کہ پورے بہار میں ہمارے مرکز صفہ کا تعارف ہو گیا ہے، کوئی اسلام کے بارے میں کوئی معلومات چاہتا ہے، اسلام سے دلچسپی رکھتا ہے، تو لوگ مفتی مہتاب صاحب مرکز صفہ کا پتہ بتا دیتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ بھٹکتے ہوئے لوگوں کی رہنمائی اور ہدایت کا مرکز ہمارا نقلی صفہ بھی اصلی صفہ کی طرح بنتا جا رہا ہے، اور مفتی مہتاب اور ان کے سبھی ساتھی بہت ہی محبت سے گھر سے نکالے گئے مہاجر نو مسلموں کی تربیت اور تعلیم اور ان کے مسائل کی فکر کرتے ہیں۔

س: آپ دہلی سے پھلت کے سفر پر کب آئے اور کیا ارادہ ہے؟

ج: اصل میں گجرات میں حضرت مولانا کلیم صاحب سے ملنے کا بہت شوق تھا۔ پچھلے دنوں معلوم ہوا کہ حضرت ۸ دسمبر کو سیوان آرہے ہیں، میں نے مفتی صاحب سے درخواست کی، بہت سارے سوالات تھے، جو سوچے تھے کہ حضرت سے کہوں گا، ذہن میں

الجھنوں کاانبار تھا،خیال تھا کہ حضرت سے کہوں گا، مگر سیوان میں بھیڑ میں مصافحہ کر کے بیٹھ گئے،حضرت نے نو مسلموں کے مسائل پر بات ساتھیوں سے شروع کی اوران کے غم وفکر کو اپنا غم اور فکر بتاکر لوگوں کے ساتھ رہنے کو کہا،ایسے میں بیٹھے بیٹھے باتیں ہورہی تھیں،یعنی کوئی باقاعدہ جلسہ نہیں تھا،یہاں وہاں سے لوگ آئے ہوئے تھے،مفتی مہتاب صاحب نے میرا تعارف کرایا،حضرت اٹھے تو سارے غم جیسے تھوڑی دیر میں بھلا دیئے،میں نے حضرت سے کہا کہ حضرت مجھے ایک بار گلے سے لگالیجیے،حضرت نے ہنستے ہوئے چمٹایااور بولے، آپ دین کے لئے سب کچھ چھوڑ کر آنے والے لوگ ،تو ہمیشہ سے دل وجان سے لگے ہوئے ہو،مولوی احمد صاحب بالکل سچ کہہ رہاہوں کہ مجھے ایسالگا کہ وہ ماں جو مجھے ڈیڑھ سال کی عمر میں مر کر مجھے چھوڑ گئی تھی اس نے مجھے گلے لگالیا[☆]،وہیں مشورہ ہوگیا کہ دہلی آنا ہے اصل میں ختنہ بھی کرانی تھی اور جماعت میں وقت لگاناتھا،حضرت نے کہا کہ ایک دوروز ساتھ رہیے، گاڑی میں بیٹھ کر اطمینان سے بات بھی ہو جائے گی ،پہلے جماعت میں وقت لگالو،بعد میں ختنہ ہو جائے گا،اس لئے کہ دین سیکھنافرض ہے اور ختنہ سنت ہے، دین یہ ہے کہ ہر عمل کو اس کے جگہ پر رکھئے،پہلے فرض اداکرلواور بعد میں سنت،واپس آکر ختنہ کرالیں۔

س:مفتی صاحب بتارہے تھے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے دعوت کاخوب حوصلہ دیاہے؟

ج: جی ہاں اللہ کاشکر ہے کہ کوئی آدمی ہو مجھے دعوت دیتے نہ ڈر لگتاہےاور نہ مرعوبیت ہوتی ہے،میرے خالہ زاد بھائی سب سے پہلے میری دعوت پر مسلمان ہوئے،اب میں دعوت دیتاہوں تو ایسالگتاہے کہ اندر سے مجھے کوئی پڑھاتاہے اس سے یہ بات کہو یہ بات کہو،اللہ کاشکر ہے کہ جن لوگوں کو میں نے دعوت دی سب نے کلمہ پڑھا،اور زیادہ سوالات بھی نہیں کئے۔ اب آپ جماعت میں جارہے ہیں آپ ہمارے لئے بھی دعاکیجئے۔ آپ میرے لئے دعاکریں کہ اللہ تعالیٰ میرے ساتھ جو شیطان مکارہے اس سے میرے ایمان کو بچائے۔

س:کیاآپ کو اب بھی واپس جانے کاخیال ہوتاہے؟

ج:نہیں اب تو اللہ کاشکر ہے، کسی بھی جگہ میں اپنے اسلام کو چھپاتا نہیں ہوں بلکہ میراحال یہ ہے کہ ایک طرف ایک آگ جلی ہو کہ یا تو اسلام چھوڑدوورنہ اس آگ میں جلو،تو میں انشاءاللہ اسلام نہیں چھوڑوں گا،فوراًاس آگ میں کود جاؤں گا۔ اصل میں

[☆] مولانا کلیم صدیقی صاحب وفااور محبت کاایسابے مثال پیکر ہیں کہ واللہ بے ساختہ اُن کے لیے دل سے دعائیں نکلتی ہیں۔ اللہ کرے کہ یہ دعائیں ہی ہمارے لیے سببِ نجات ہو جائیں۔ حضرت سے معانقے کافقیر کو بھی اتفاق ہوا ہے،بلا تفریق شخصیت ہر ایک سے بہت محبت سے گلے ملتے ہیں(مدیر)

دودھ کا دھلا چھاچھ میں پھونک مارا کرتا ہے، میرے ساتھ ایک بار بلکہ بار بار ہو چکا ہے، اس لئے ڈر لگتا ہے اور جب سے مفتی صاحب نے امام احمد بن حنبل کا واقعہ پڑھ کر سنایا ایک روز تعلیم میں بتا رہے تھے کہ لوگ ان کو کلمہ پڑھنے کے لئے کہہ رہے تھے وہ فرماتے تھے کہ ابھی نہیں ابھی نہیں، گھر والے پریشان ہو گئے کہ آخری وقت میں کلمہ نہیں پڑھ رہے ہیں، تھوڑی دیر میں ذرا ہوش سنبھالا تو صاحبزادوں نے معلوم کیا کہ آپ کو جب کلمہ کی تلقین کی جا رہی تھی تو آپ یہ کیوں فرما رہے تھے کہ ابھی نہیں ابھی نہیں، امام صاحب نے کہا شیطان میرے سامنے آیا اور بولا کہ احمد تو میرے ہاتھ سے نکل کر چلا گیا، اپنا ایمان سلامت لے گیا، تو میں اس سے کہہ رہا تھا کہ ابھی نہیں، ابھی نہیں، یعنی جب تک روح نہ نکل جائے، اس وقت تک ایمان کا خطرہ ہے، مجھے اس وقت سے تو ڈر لگنے لگا کہ ایسے بڑے امام جو دنیا کے چار اماموں میں سے تھے، ان کا یہ حال تھا کہ موت تک ایمان کا خطرہ تھا، مجھ دو دن کے مسلمان کے لئے ہر وقت خطرہ، جب کہ ایمان آنے جانے کے واقعہ سے میں گذر ہی چکا ہوں، جب بھی یہ خیال آتا ہے تو ڈر کی وجہ سے میرے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں (ہاتھ کی طرف روئیں کو دکھاتے ہوئے) دیکھئے کیسے بال کھڑے ہو گئے، اگر ایمان چلا گیا تو دوزخ میں جلنا پڑے گا، آپ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ایمان پر موت دے۔

س: آمین۔ انشاء اللہ، اللہ تعالیٰ نے دیا ہے تو وہی سلامت بھی رکھیں گے، آپ ارمغان پڑھنے والوں کے لئے پیغام دیں گے؟

ج: حضرت صاحب سیوان میں بیان کر رہے تھے کہ ایک دن رات میں ایک لاکھ چون ہزار لوگ بغیر ایمان کے مر جاتے ہیں، ان بے چاروں کو بالکل پتہ نہیں کہ ایمان اتنا ضروری ہے کہ اسلام کے بغیر نجات نہیں، یہ بات میں مذہبی برہمن خاندان سے تعلق رکھتا ہوں، ہمارے خواب میں بھی کبھی نہیں آیا کہ اسلام ہمیں بھی قبول کرنا چاہئے، ہم تو یہ سمجھتے تھے کہ اسلام مسلمانوں کا دھرم ہے اور ہمارے لئے ہمارے مالک نے ہندو دھرم رکھا ہے، ہماری مکتی ہندو دھرم ماننے میں ہے، اور مسلمانوں کا اس بات پر ایمان ہے کہ کلمہ اور ایمان کے بغیر کوئی آدمی دوزخ سے نہیں نکلے گا، تو کس قدر ظلم اور کھلا اندھیر ہے کہ ہم ان بے چاروں کو نہ بتائیں اور ان کو اس سب سے بڑے ادھرم بت پرستی سے بچانے کی کوشش نہ کریں، جب کہ اب کوئی رسول نہیں آئے گا، ہمیں ہی کام کرنا ہے، بس اس کی فکر کریں اور اس خطرے کو محسوس کریں۔

س: جزاک اللہ، آپ نے بہت اچھی بات کہی۔ بہت بہت شکریہ السلام علیکم ورحمہ اللہ وبرکاتہ

ج: وعلیکم السلام ورحمہ اللہ وبرکاتہ۔☆

☆ ارمغان جنوری 2013ص 31-35

کم سنی میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا نکاح تحقیق و تجزیہ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا نکاح نبی اکرم ﷺ کے ساتھ کم سنی میں ہوا یعنی ۶/ سال کی عمر میں نکاح اور ۹/سال کی عمر میں رخصتی ہوئی، اس سلسلہ میں معاندینِ اسلام کی طرف سے یہ شکوک و شبہات قائم کئے جاتے ہیں کہ اس کم سنی کی شادی پیغمبرِ اسلام ﷺ کے لئے موزوں اور مناسب تھی، چنانچہ ایک یہودی عالم نے انٹرنیٹ پر یہی اعتراض پیش کیا ہے زیر نظر مضمون میں اسی کا مفصل ومدلل جواب دیا گیا ہے۔

سوال: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا نکاح نبی اکرم ﷺ کے ساتھ کم سنی میں ہوا، بیان کیا جاتا ہے کہ ۶/ سال کی عمر میں نکاح اور ۹/ سال کی عمر میں رخصتی ہوئی۔ اس سلسلہ میں معاندین اسلام کی طرف سے یہ شکوک و شبہات قائم کئے جاتے ہیں کہ اس کم سنی کی شادی پیغمبر اسلام ﷺ کے لئے موزوں اور مناسب نہیں تھی۔ چنانچہ ایک یہودی عالم نے انٹرنیٹ پر یہی اعتراض پیش کیا ہے۔ آپ اس کا تحقیقی و تفصیلی جواب عنایت فرمائیں تو شکر گذار ہوں گا۔ (فاروق عبدالعزیز قریشی رنگ روڈ مہدی پٹنم، حیدر آباد)

جواب: حضرت عائشہ صدیقہ -رضی اللہ عنہا- سے جو حضور اکرم ﷺ نے اُن کی کم سنی میں نکاح فرمایا اور پھر ان کی والدہ حضرت ام رومان -رضی اللہ عنہا- (زینب -رضی اللہ عنہا-) نے تین سال بعد ۹/ سال کی عمر میں رخصتی کر دی، اس پر بعض گوشوں سے اعتراضات اور شکوک و شبہات نئے نہیں ہیں؛ بلکہ پرانے ہیں، علماء اور محققین نے جوابات بھی دیئے ہیں، تاہم ذیل کی سطروں میں ایک ترتیب کے ساتھ جواب دینے کی کوشش کی جارہی ہے۔ امید کہ جواب میں تحقیق و تجزیہ کے جو پہلو سامنے آئیں گے، اُن سے ذہنی غبار دھل جائے گا اور ذہن کا مطلع بالکل صاف اور واضح ہو جائے گا۔ اس لیے مسئلہ کی اہمیت کے پیش نظر تفصیلی جواب لکھنے کی کوشش کی جارہی ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ کارگاہِ عالم کا سارا نظام قانونِ زوجی (Law of Sex) پر مبنی ہے اور کائنات میں جتنی چیزیں نظر آرہی ہیں سب اسی قانون کا کرشمہ اور مظہر ہیں۔ (الذاریات:۴۹) یہ اور بات ہے کہ مخلوقات کا ہر طبقہ اپنی نوعیت، کیفیت اور فطری مقاصد کے لحاظ سے مختلف ہیں لیکن اصل زوجیت ان سب میں وہی ایک ہے۔ البتہ انواعِ حیوانات میں انسان کو خاص کرکے یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ اس کے زوجین کا تعلق محض شہوانی نہ ہو بلکہ محبت اور انس کا تعلق ہو دل کے لگاؤ اور روحوں کے اتصال

کا تعلق ہو۔ وہ دونوں ایک دوسرے کے راز دار اور شریک رنج وراحت ہوں، ان کے درمیان ایسی معیت اور دائمی وابستگی ہو جیسی لباس اور جسم میں ہوتی ہے۔ دونوں صنفوں کا یہی تعلق دراصل انسانی تمدن کی عمارت کا سنگِ بنیاد ہے اس ربط و تعلق کے بغیر نہ انسانی تمدن کی تعمیر ممکن ہے اور نہ ہی کسی انسانی خاندان کی تنظیم۔ جب یہ قانونِ زوجی خالقِ کائنات کی طرف سے ہے تو یہ کبھی صنفی میلان کو کچلنے اور فنا کرنے والا نہیں ہو سکتا۔ اس سے نفرت اور کلی اجتناب کی تعلیم دینے والا بھی نہیں ہو سکتا؛ بلکہ اس میں لازماً ایسی گنجائش رکھی گئی ہے کہ انسان اپنی فطرت کے اس اقتضاء کو پورا کر سکے حیوانی سرشت کے اقتضاء اور کارخانۂ قدرت کے مقرر کردہ اصول وطریقہ کو جاری رکھنے کے لیے قدرت نے صنفی انتشار کے تمام دروازے مسدود کر دیئے، اور "نکاح" کی صورت میں صرف ایک دروازہ کھولا۔ کسی بھی آسمانی مذہب و شریعت نے اس کے بغیر مرد و عورت کے باہمی اجتماع کو جائز قرار نہیں دیا۔ پھر اسلامی شریعت میں یہاں تک حکم دیا گیا ہے کہ اس فطری ضرورت کو تم پورا کرو، مگر منتشر اور بے ضابطہ تعلقات میں نہیں، چوری چھپے بھی نہیں، کھلے بندوں بے حیائی کے طریقے پر بھی نہیں؛ بلکہ باقاعدہ اعلان واظہار کے ساتھ، تاکہ تمہاری سوسائٹی میں یہ بات معلوم اور مسلم ہو جائے کہ فلاں مرد اور عورت ایک دوسرے کے ہو چکے ہیں۔

نبی کریم ﷺ ایک ایسی قوم میں مبعوث ہوئے تھے، جو تہذیب و تمدن کے ابتدائی درجہ میں تھی آپ ﷺ کے سپرد اللہ نے صرف یہی کام نہیں کیا تھا کہ اُن کے عقائد وخیالات درست کریں؛ بلکہ یہ خدمت بھی آپ ﷺ کے سپرد تھی کہ ان کا طرزِ زندگی، بود وباش اور رہن سہن بھی ٹھیک اور درست کریں۔ ان کو انسان بنائیں، انہیں شائستہ اخلاق، پاکیزہ معاشرت، مہذّب تمدن، نیک معاملات اور عمدہ آداب کی تعلیم دیں، یہ مقصد محض وعظ و تلقین اور قیل و قال سے پورا نہیں ہو سکتا تھا، تیس سال کی مختصر مدتِ حیات میں ایک پوری قوم کو وحشیت کے بہت نیچے مقام سے اٹھا کر تہذیب کے بلند ترین مرتبہ تک پہنچا دینا اس طرح ممکن نہ تھا کہ محض مخصوص اوقات میں ان کو بلا کر کچھ زبانی ہدایات دیدی جائیں۔ اس کے لیے ضرورت تھی کہ آپ ﷺ خود اپنی زندگی میں ان کے سامنے انسانیت کا ایک مکمل ترین نمونہ پیش کرتے اور ان کو پورا موقع دیتے کہ اس نمونہ کو دیکھیں اور اپنی زندگیوں کو اس کے مطابق بنائیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ایسا ہی کیا۔ یہ آپ ﷺ کا انتہائی ایثار تھا کہ آپ ﷺ نے زندگی کے ہر شعبہ کو قوم کی تعلیم کے لیے عام کر دیا۔ اپنی کسی چیز کو بھی پرائیویٹ اور مخصوص نہ رکھا۔ حتی کہ ان معاملات کو بھی نہ چھپایا جنھیں دنیا میں کوئی شخص عوام کے لئے کھولنے پر آمادہ نہیں ہو سکتا۔ آپ ﷺ نے اتنا غیر معمولی ایثار اس لئے کیا تاکہ رہتی دنیا تک کے لئے لوگوں کو بہترین نمونہ اور عمدہ نظیر مل سکے۔ اسی اندرونی اور خانگی حالات دنیا کے سامنے پیش کرنے کے لئے آپ ﷺ نے

متعدد نکاح فرمایا۔ تاکہ آپ ﷺ کی نجی زندگی کے تمام حالات نہایت وثوق اور اعتماد کے ساتھ دنیا کے سامنے آجائیں اور ایک کثیر جماعت کی روایت کے بعد کسی قسم کا شک وشبہ باقی نہ رہے اور شریعت کے وہ احکام ومسائل جو خاص عورتوں سے متعلق ہیں اور مردوں سے بیان کرنے میں حیاء اور حجاب مانع ہوتا ہے ایسے احکام شرعیہ کی تبلیغ ازواجِ مطہرات -رضی اللہ عنھن- کے ذریعہ سے ہو جائے۔

تنہائی کے اضطراب میں، مصیبتوں کے ہجوم میں اور ستمگاریوں کے تلاطم میں ساتھ دینے والی آپ ﷺ کی غمگسار بیوی ام المؤمنین حضرت خدیجہ -رضی اللہ عنہا- کا رمضان ۱۰ ء نبوت میں جب انتقال ہو گیا تو آپ ﷺ نے چار سال بعد یہ ضروری سمجھا کہ آپ ﷺ کے حرم میں کوئی ایسی چھوٹی عمر کی خاتون داخل ہوں جھنوں نے اپنی آنکھ اسلامی ماحول میں ہی میں کھولی ہو اور جو نبی ﷺ کے گھرانے میں آکر پروان چڑھیں، تاکہ ان کی تعلیم و تربیت ہر لحاظ سے مکمل اور مثالی طریقہ پر ہو اور وہ مسلمان عورتوں اور مردوں میں اسلامی تعلیمات پھیلانے کا موئژ ترین ذریعہ بن سکیں۔ چنانچہ اس مقصد کے لیے مشیت الٰہی نے حضرت عائشہ -رضی اللہ عنہا- کو منتخب فرمایا اور شوال ۳ ء قبل الہجرہ مطابق ۶۲۰/ مئی میں حضرت عائشہ -رضی اللہ عنہا- سے آپ ﷺ کا نکاح ہوا، اس وقت حضرت عائشہ کی عمر جمہور علماء کے یہاں چھ سال تھی اور تین سال بعد جب وہ ۹ سال کی ہو چکی تھیں اور اُن کی والدئہ محترمہ حضرت ام رومان -رضی اللہ عنہا- نے آثار و قرائن سے یہ اطمینان حاصل کر لیا تھا کہ وہ اب اس عمر کو پہنچ چکی ہیں کہ رخصتی کی جاسکتی ہے تو نبی اکرم ﷺ کے پاس روانہ فرمایا اور اس طرح رخصتی کا عمل انجام پایا۔ (مسلم جلد ۲، صفحہ ۴۵۶، اعلام النساء صفحہ ۱۱، جلد ۳، مطبوعہ بیروت)

حضرت عائشہ -رضی اللہ عنہا- کے والدین کا گھر تو پہلے ہی نور اسلام سے منور تھا، عالمِ طفولیت ہی میں انہیں کاشانۂ نبوت تک پہنچادیا گیا تاکہ ان کی سادہ لوح دل پر اسلامی تعلیم کا گہرا نقش مرتسم ہو جائے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت عائشہ -رضی اللہ عنہا- نے اپنی اس نوعمری میں کتاب وسنت کے علوم میں گہری بصیرت حاصل کی۔ اسوئہ حسنہ اور آنحضور ﷺ کے اعمال و ارشادات کا بہت بڑا ذخیرہ اپنے ذہن میں محفوظ رکھا اور درس و تدریس اور نقل وروایت کے ذریعہ سے اُسے پوری امت کے حوالہ کر دیا۔ حضرت عائشہ -رضی اللہ عنہا- کے اپنے اقوال و آثار کے علاوہ اُن سے دوہزار دو سو دس (۲۲۱۰) مرفوع احادیث صحیحہ مروی ہیں۔ اور حضرت ابوہریرہ -رضی اللہ عنہ- کو چھوڑ کر صحابہ وصحابیات میں سے کسی کی بھی تعدادِ حدیث اس سے زائد نہیں۔

بعض مریضانہ ذہن وفکر رکھنے والے افراد کے ذہن میں یہ خلش اور الجھن پائی جاتی ہے کہ آپ ﷺ کی حضرت عائشہ -رضی اللہ عنہا- سے اس کم سنی میں نکاح کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ اور یہ کہ اس چھوٹی سی عمر میں حضرت عائشہ -رضی اللہ عنہا- سے نکاح کرنا آپ ﷺ کے لئے موزوں اور مناسب نہیں تھا؟ چنانچہ ایک یہودی مستشرق نے انٹرنیٹ پر اس قسم کا اعتراض بھی اٹھایا ہے اور اس طرح اس نے بعض حقائق و واقعات، سماجی روایات، موسمی حالات اور طبی تحقیقات سے اعراض اور چشم پوشی کا اظہار بھی کیا ہے کہ حضرت عائشہ -رضی اللہ عنہا- سے نکاح اور رخصتی اس کم سنی میں کیوں کر ہوئی؟

یہ اعتراض در حقیقت اس مفروضہ پر مبنی ہے کہ حضرت عائشہ -رضی اللہ عنہا- میں وہ اہلیت وصلاحیت پیدا نہیں ہوئی تھی جو ایک خاتون کو اپنے شوہر کے پاس جانے کے لئے درکار ہوتی ہے، حالانکہ اگر عرب کے اس وقت کے جغرافیائی ماحول اور آب وہوا کا تاریخی مطالعہ کریں تو یہ واقعات اس مفروضہ کی بنیاد کو کھوکھلی کر دیں گے، جس کی بناء پر حضرت عائشہ -رضی اللہ عنہا- کے نکاح کے سلسلہ میں ناروا اور بیجا طریقہ پر لب کو حرکت اور قلم کو جنبش دی گئی ہے۔ سب سے پہلے یہ ذہن میں رہے کہ اسلامی شریعت میں صحت نکاح کے لیے بلوغ شرط نہیں ہے سورہ "الطلاق" میں نابالغہ کی عدت تین ماہ بتائی گئی ہے، واللّائی لم یحضن (المائدہ:۴) اور ظاہر ہے کہ عدت کا سوال اسی عورت کے معاملہ میں پیدا ہوتا ہے جس سے شوہر خلوت کر چکا ہو؛ کیوں کہ خلوت سے پہلے طلاق کی صورت میں سرے سے کوئی عدت ہی نہیں ہے۔ (الاحزاب:۴۹) اس لیے "واللائی لم یحضن" سے ایسی عورت کی عدت بیان کرنا جنھیں ماہواری آنا شروع نہ ہوا ہو صراحت کے ساتھ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس عمر میں نہ صرف لڑکی کا نکاح کر دینا جائز ہے بلکہ شوہر کا اس کے ساتھ خلوت کرنا بھی جائز ہے۔ (احکام القرآن للجصاص جلد ۲، صفحہ ۶۲۔ الفقہ الاسلامی وادلتہ جلد ۷ صفحہ ۱۸)

حضرت عائشہ -رضی اللہ عنہا- کی نسبت قابل وثوق ذرائع سے معلوم ہے کہ ان کے جسمانی قویٰ بہت بہتر تھے اور ان میں قوت نشوونما بہت زیادہ تھی۔ ایک تو خود عرب کی گرم آب وہوا میں عورتوں کے غیر معمولی نشوونما کی صلاحیت ہے۔ دوسرے عام طور پر یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ جس طرح ممتاز اشخاص کے دماغی اور ذہنی قویٰ میں ترقی کی غیر معمولی استعداد ہوتی ہے، اسی طرح قدوقامت میں بھی بالیدگی کی خاص صلاحیت ہوتی ہے۔ اس لیے بہت تھوڑی عمر میں وہ قوت حضرت عائشہ -رضی اللہ عنہا- میں پیدا ہوگئی تھی جو شوہر کے پاس جانے کے لیے ایک عورت میں ضروری ہوتی ہے۔ داؤدی نے لکھا ہے کہ وکانت عائشۃ شبت شبابا حسنا یعنی حضرت عائشہ -رضی اللہ عنہا- نے بہت عمدگی کے ساتھ سن شباب تک ترقی کی تھی (نووی ۳/۴۵۶) حضرت عائشہ کے طبعی

حالات تو ایسے تھے ہی، ان کی والدہ محترمہ نے ان کے لیے ایسی باتوں کا بھی خاص اہتمام کیا تھا جو ان کے لیے جسمانی نشو و نما پانے میں ممد و معاون ثابت ہوئی۔ چنانچہ ابو داؤد جلد دوم صفحہ ۹۸ اور ابن ماجہ صفحہ ۲۴۶ میں خود حضرت عائشہ -رضی اللہ عنہا- کا بیان مذکور ہے کہ "میری والدہ نے میری جسمانی ترقی کے لیے بہترے تدبیریں کیں۔ آخر ایک تدبیر سے خاطر خواہ فائدہ ہوا، اور میرے جسمانی حالات میں بہترین انقلاب پیدا ہو گیا" اس کے ساتھ اس نکتہ کو بھی فراموش نہ کرنا چاہئے کہ حضرت عائشہ -رضی اللہ عنہا- کو خود ان کی والدہ نے بدون اس کے کہ آنحضرت ﷺ کی طرف سے رخصتی کا تقاضا کیا گیا ہو، خدمتِ نبوی میں بھیجا تھا اور دنیا جانتی ہے کہ کوئی ماں اپنی بیٹی کی دشمن نہیں ہوتی؛ بلکہ لڑکی سب سے زیادہ اپنی ماں ہی کی عزیز اور محبوب ہوتی ہے۔ اس لیے ناممکن اور محال ہے کہ انھوں نے ازدواجی تعلقات قائم کرنے کی صلاحیت واہلیت سے پہلے ان کی رخصتی کر دی ہو اور اگر تھوڑی دیر کے لیے مان لیا جائے کہ عرب میں عموماً لڑکیاں ۹/ برس میں بالغ نہ ہوتی ہوں تو اس میں حیرت اور تعجب کی کیا بات ہے کہ استثنائی شکل میں طبی اعتبار سے اپنی ٹھوس صحت کے پس منظر میں کوئی لڑکی خلافِ عادت ۹/ برس ہی میں بالغ ہو جائے، جو ذہن و دماغ منفی سوچ کا عادی بن گئے ہوں اور وہ صرف شکوک و شبہات کے جال بننے کے خوگر ہوں انھیں تو یہ واقعہ جہالت یا تجاہل عارفانہ کے طور پر حیرت انگیز بنا کر پیش کرے گا؛ لیکن جو ہر طرح کی ذہنی عصبیت و جانبداری کے خول سے باہر نکل کر عدل و انصاف کے تناظر میں تاریخ کا مطالعہ کرنا چاہتے ہوں وہ جان لیں کہ نہایت مستند طریقہ سے ثابت ہے کہ عرب میں بعض لڑکیاں ۹/ برس میں ماں اور اٹھارہ برس کی عمر میں نانی بن گئی ہیں۔ سنن دار قطنی میں ہے حدثني عباد بن عباد المهلبي قال ادركت فينا يعني المهالبة امرأة صارت جدة وهي بنت ثمان عشرة سنة، ولدت تسع سنين ابنة، فولدت ابنتها لتسع سنين فصارت هي جدة وهي بنت ثمان عشرة سنة (دار قطنی، جلد ۳، صفحہ ۳۲۳، مطبوعہ: لاہور پاکستان) خود ہمارے ملک ہندوستان میں یہ خبر کافی تحقیق کے بعد شائع ہوئی ہے کہ وکٹوریہ ہسپتال دہلی میں ایک سات سال سے کم عمر کی لڑکی نے ایک بچہ جنا ہے۔ (دیکھئے اخبار "مدینہ" بجنور، مجریہ یکم جولائی ۱۹۳۴/ بحوالہ نصرت الحدیث صفحہ ۱۷۱)

جب ہندوستان جیسے معتدل اور متوسط ماحول و آب و ہوا والے ملک میں سات برس کی لڑکی میں یہ استعداد پیدا ہو سکتی ہے تو عرب کے گرم آب و ہوا والے ملک میں ۹/ سال کی لڑکی میں اس صلاحیت کا پیدا ہونا کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت علی -رضی اللہ عنہ- نے اپنی لڑکی ام کلثوم کا نکاح عروۃ بن الزبیر سے اور عروۃ بن الزبیر نے اپنی بھتیجی کا نکاح اپنے بھتیجے سے اور عبد اللہ بن مسعود -رضی اللہ عنہ- کی بیوی نے اپنی لڑکی کا نکاح ابن المسیب بن نخبۃ سے کم سنی میں کیا۔ (الفقہ الاسلامی وادلتہ جلد ۷، صفحہ ۱۸۰)

ان حضرات کا کم سنی میں اپنی لڑکیوں کا نکاح کر دینا بھی اس بات کی کھلی ہوئی دلیل ہے کہ اس وقت بہت معمولی عمر میں ہی بعض لڑکیوں میں شادی وخلوت کی صلاحیت پیدا ہو جاتی تھی، تو اگر حضرت عائشہ -رضی اللہ عنہا- کا نکاح ۶/ برس کی عمر میں ہوا تو اس میں کیا استبعاد ہے کہ ان میں جنسی صلاحیتیں پیدا نہ ہوئی ہوں۔ جیسا کہ ابھی ثابت ہو چکا ہے کہ ان کی والدہ نے خصوصیت کے ساتھ اس کا اہتمام کیا تھا الغرض شوہر سے ملنے کے لیے ایک عورت میں جو صلاحیتیں ضروری ہوتی ہیں وہ سب حضرت عائشہ -رضی اللہ عنہا- میں موجود تھیں۔ لہٰذا اب یہ خیال انتہائی فاسد ذہن کا غماز ہو گا اور موسمی، ملکی، خاندانی اور طبی حالات سے اعراض اور چشم پوشی کا مترادف ہو گا کہ حضرت عائشہ -رضی اللہ عنہا- سے کم سنی میں شادی کرنے کی آپ ﷺ کو کیا ضرورت تھی؟ علاوہ ازیں حضرت عائشہ کے ماسواء جملہ ازواج مطہرات -رضی اللہ عنھن- بیوہ، مطلقہ یا شوہر دیدہ تھیں، حضرت عائشہ -رضی اللہ عنہا- سے کم سنی میں ہی اس لئے نکاح کر لیا گیا تاکہ وہ آپ ﷺ سے زیادہ عرصہ تک اکتسابِ علوم کر سکیں۔ اور حضرت عائشہ -رضی اللہ عنہا- کے توسط سے لوگوں کو دین وشریعت کے زیادہ سے زیادہ علوم حاصل ہو سکیں۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد حضرت عائشہ -رضی اللہ عنہا- (48) اڑتالیس سال زندہ رہیں، زرقانی کی روایت کے مطابق ۶۲ھ میں حضرت عائشہ -رضی اللہ عنہا- کا انتقال ہوا۔ ۹/ برس میں رخصتی ہوئی آپ کے ساتھ ۹/ سال رہیں اور آپ کی وفات کے وقت ان کی عمر ۱۸ برس تھی۔ (زرقانی، الاستیعاب) اور صحابہ و تابعین ان کی خداداد ذہانت و فراست، ذکاوت وبصیرت اور علم و عرفان سے فیض حاصل کرتے رہے، اور اس طرح ان کے علمی و عرفانی فیوض و برکات ایک لمبے عرصہ تک جاری رہے۔ (زرقانی جلد ۳، صفحہ ۲۲۹-۲۳۶)

حقیقت یہ ہے کہ آپ ﷺ کے سوا کوئی ایسا آدمی دنیا میں نہیں گزرا جو کامل ۲۳ برس تک ہر وقت، ہر حال میں منظر عام پر زندگی بسر کرلے، سینکڑوں ہزاروں آدمی اس کی ایک ایک حرکت کے تجسس میں لگے ہوئے ہوں۔ اپنے گھر میں اپنی بیویوں اور اپنی اولاد کے ساتھ برتاؤ کرتے ہوئے بھی اس کی جانچ پڑتال ہو رہی ہو اور اتنی گہری تلاش کے بعد نہ صرف یہ کہ اس کے کیریکٹر پر ایک سیاہ چھینٹ تک نظر نہ آئے؛ بلکہ یہ ثابت ہو کہ جو کچھ وہ دوسروں کو تعلیم دیتا تھا، خود اس کی اپنی زندگی اس تعلیم کا مکمل نمونہ تھی؛ بلکہ یہ ثابت ہو کہ اس طویل زندگی میں وہ کبھی ایک لمحہ کے لیے بھی عدل و تقویٰ اور سچائی و پاکیزگی کے معیاری مقام سے نہیں ہٹا؛ بلکہ یہ ثابت ہو کہ جن لوگوں نے سب سے زیادہ قریب سے اس کو دیکھا وہی سب سے زیادہ اس کے گرویدہ اور معتقد ہوئے۔ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وصحبہ وسلم۔

یہی وجہ ہے کہ انسان کی پوری آبادی میں "انسانِ کامل" کہلائے جانے کے آپ ﷺ ہی مستحق ہیں اور عیسائی سائنسداں نے جب تاریخ عالم میں ایسے شخص کو جو اپنی شخصیت کے جگمگاتے اور گہرے نقوش چھوڑے ہیں سب سے پہلے نمبر پر رکھ کر اپنی کتاب کا آغاز کرنا چاہا تو اس نے دیانت کا ثبوت دیتے ہوئے حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام اور اپنے من پسند کسی سائنسداں کا تذکرہ نہیں کیا بلکہ اس کی نظر انتخاب اسی پر پڑی اور اسی سے اپنی کتاب کا آغاز کیا جسے دنیا حضرت محمد ﷺ کے نام سے جانتی اور پہچانتی ہے۔ اس لئے آپ ﷺ کی زندگی جلوت کی ہو یا خلوت کی ایک کامل نمونہ ہے اور اس میں ایسا اعتدال و توازن پایا جاتا ہے کہ کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش نہیں رہتی۔ اور جب کوئی "یرقانی" نظر والے آپ ﷺ کی زندگی میں کسی کمی کو تلاش کریں تو حقیقت پسند شاعر یہ کہہ کر اس کی طرف متوجہ ہوگا۔

فرق آنکھوں میں نہیں، فرق ہے بینائی میں
عیب میں عیب، ہنرمند ہنر دیکھتے ہیں

انٹرنیٹ کی دنیا سے قریبی تعلق رکھنے والے جانتے ہیں کہ اسلام کے خلاف مختلف شکوک و شبہات اور فتنے پیدا کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ اس قسم کے شکوک وشبہات کا ازالہ اور فتنوں کا سدّباب وقت کی اہم ترین ضرورت ہے، جو لوگ انٹرنیٹ کے ذریعہ فتنے کے شوشے چھوڑ دیتے ہیں ان کا منظم و منصوبہ بند طریقہ پر جواب دیا جائے کسی وجہ سے اگر علماء براہِ راست انگریزی میں جواب نہیں دے سکتے تو ان کا علمی تعاون حاصل کرکے جواب کی اشاعت عمل میں لائی جاسکتی ہے،[1] زندگی کا کارواں جب چلتا ہے تو گرد و غبار کا اٹھنا لازمی ہے؛ لیکن منزل کی طرف رواں دواں رہنے ہی میں منزل پر پہنچا جاسکتا ہے؛ لیکن اس کے لئے قدم میں طاقت اور دست و بازو میں قوت چاہیئے۔ ع

اس بحرِ حوادث میں قائم پہنچے گا وہی اب ساحل تک
جو موجِ بلاء کا خوگر ہو رخ پھیر سکے طوفانوں کا[2]

[1] انتہائی مناسب تجویز ہے، علماء حضرات اس طرف متوجہ ہوں، اور آج کے نوجوان طبقے (جو سوشل میڈیا پر دنیا جہان کی باتیں کرتے ہیں) کو دینی خدمت پر مامور کریں (مدیر)

[2] بشکریہ دفاعِ اسلام بلاگ http://difaeislam.blogspot.in ماخوذ

وفاق المدارس کا اعلانِ حق

انتخاب: حق کی یلغار

اس مضمون میں بزدلی، کم ہمتی اور روباہی کی زندگی پر خوبصورت انداز میں چوٹ کی گئی ہے۔ جہاد کے موضوع پر یہ مضمون فیس بک پیج "حق کی یلغار" کے توسط سے پیش کیا جارہا ہے۔

نوٹ: محترم "حق کی یلغار" کی گزارش ہے کہ اُن کی شخصیت کے متعلق ذاتی سوالات نہ کیے جائیں۔اللہ اپنے ایسے مخلص بندوں کے اخلاص اور کاوش کو قبول فرمائے۔(مدیر)

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے قوم نے بہت عرصہ بعد...پھر گرجدار، کڑک دار طوفانی تقریریں سنیں ہیں ...جذبے،ولولے اور غیرت سے بھرپور تقریریں ...ان شاءاللہ ...اس سے بہترین نتائج برآمد ہوں گے...اورروشن خیالی نام کی ''کالی ماتا'' کے دو تین دانت توضرور ٹوٹیں گے...ویسے بھی بہت عرصہ سے اہل حق کے اسٹیج پر خاک اڑرہی تھی...اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے''لال مسجد''والوں کو...انہوں نے اپنے عظیم وشہیدوالد کی مسند کوپھیکا نہیں پڑنے دیا...میرادل چاہتاہے کہ اس جرأتمند،خوبصورت ...اوردین کے دیوانے خاندان پرایک پوراکالم لکھوں ...اوراگرمجھے راہ چلتے...حضرت مولاناعبداللہ شہیدؒکا سچاجانشین ...حضرت مولانا عبدالعزیز نظر آجائےتواس کی پیشانی چوم لوں ...ماشاءاللہ ...کیاخوب ایمان ہےاورکیاخوب قربانی ...اللہ پاک ''نظربد''اور''سربد'' سے بچائے...ان کے علاوہ ہرطرف کچھ خاموشی خاموشی سی نظر آتی تھی...سبحان اللہ...چندسال پہلے تک اہل حق کا اسٹیج کس شان کاہوتاتھا...لوگ ابھی جلسہ سے اٹھے نہیں ہوتے تھے کہ ...تقریروں کی کیسٹیں امریکی سفارت خانے تک جاپہنچتی تھیں ...اورخودکوطاقتورسمجھنے والوں کے پائے ہلنے لگتے تھے...اس زمانے کے کس کس منظرکویادکروں ...ایسامحسوس ہوتاتھاکہ قرآن پاک کامدنی روپ مسکرارہاہے...پھراچانک خزاں کاموسم شروع ہوگیا...بہت سے گلے گھونٹ دیئے گئے...اورخوف وبزدلی کی بدبونے مجمع منتشرکردیا...اورتواورتقریروں کارنگ تک بدل گیا...

کچھ مہینے پہلے بعض دوست بتارہے تھے کہ ہم ایک مسجد میں جمعہ ادا کرنے گئے... کسی زمانے یہاں کے خطیب صاحب بہت عمدہ خطاب فرمایا کرتے تھے... اور دشمنان اسلام کو آڑے ہاتھوں لیا کرتے تھے... مگر اس دن ان کے خطاب کا رنگ بدلا ہوا تھا... خطیب صاحب صفائی دے رہے تھے کہ اسلام کا دہشت گردی سے کیا تعلق ؟... اسلام دہشت گردی کا مخالف ہے، پھر اچانک وہ جوش میں آگئے... اور فرمانے لگے... لوگ اسلام اور علماء کو دہشت گرد کہتے ہیں حالانکہ ہم علماء کو تو بندوق چلانا بھی نہیں آتی ... اور پھر انہوں نے فخر سے اپنی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا آپ مجھے دیکھیں... میں نے بندوق تو دور کی بات کبھی پستول تک نہیں چلایا... بلکہ کبھی اپنے ہاتھ میں پستول اٹھایا تک نہیں... وہ اس بات کو پورے فخر، جرأت اور غرور کے ساتھ بار بار دہراتے رہے... اور ہمارے ساتھی حیرت سے انہیں تکتے رہے... **یہ تو اچھا ہوا کہ کسی نے نعرہ نہیں لگادیا... سربکف سربلند...... تیری جرأت کو سلام!**

میں نے جب یہ واقعہ سنا تو کافی پریشان ہوا... اور مجھے ڈر لگنے لگا کہ کچھ عرصہ اگر مزید یہی حالت رہی تو... کئی لوگ اسٹیج پر اچھل اچھل کر... اور سینے پر ہاتھ مار کر کہیں گے... ہم وہ ہیں جنہوں نے کبھی چوہا تک نہیں مارا... ہم وہ ہیں جنہیں غلیل پکڑنا تک نہیں آتی... ہم وہ ہیں کہ اپنے سائے سے ڈرتے ہیں ... اور ہر کتے کو دیکھ کر بھاگ جاتے ہیں ... اے لوگو! تم نے ہمیں کیا سمجھ رکھا ہے... اے آسمان گواہ رہنا ہم نے کبھی جہاد کا نام نہیں لیا... ہم نے کبھی اسلحہ چلنے کی آواز نہیں سنی...

اور ہم نے کبھی شہادت کا تصور تک نہیں کیا... اے کافرو آؤ ہمارے گلے لگ جاؤ... اور اے صحافیو! لکھ لو کہ خرگوش کی سو سالہ زندگی ... شیر کی ایک روزہ زندگی سے بہتر ہے... ہماری حکومت نے اسٹیج کا بدلا ہوا یہ رنگ دیکھا تو اس کی ہمت اور بڑھ گئی... ہر مسجد میں نگرانی ، ہر مدرسہ میں نگرانی... اور ایسا بھونڈا دباؤ کہ جیسے حکومت اور اس کی ایجنسیوں کو... اس کام کے علاوہ کوئی اور کام ہے ہی نہیں ... میں نے خود دیکھا کہ ہر مسجد میں کئی کئی خفیہ اہلکار متعین تھے... اور علماء کرام کے گھروں اور دفاتر کے گرد... ان اہلکاروں کا ہالہ بنا رہتا تھا... عجیب صورتحال تھی ... فن اور ثقافت کے نام پر جاسوسی کرنے والے آزاد، لسانیت کے نام پر ملک توڑنے والے آزاد، بے حیائی پھیلانے والے آزاد، غیر ملکیوں کے لئے ہر خدمت سرانجام دینے والے صحافی آزاد... اور افغانستان کے شمالی اتحاد والے آزاد... اور نگرانی صرف مجاہدین، علماء... اور مساجد و مدارس کی ہو رہی تھی... اسی دوران حضرت مفتی نظام الدین شامزیؒ شہید کر دیئے گئے... ان کے کچھ عرصہ بعد... حضرت مفتی جمیل احمد خانؒ کو خون میں نہلا دیا گیا... اور اس سے کچھ پہلے دینی جماعتوں کی موجودگی میں... جہادی تنظیموں پر نئی پابندی کے صدارتی حکم پر... سب حروزراء اعلیٰ کا انگوٹھا لگوالیا گیا...

حالانکہ ... اکثر جہادی جماعتیں ... اہل حق کے گرد حفاظت کا مضبوط حصار تھیں ... یہ لوگ مدارس کے خادم اور مساجد کے چوکیدار تھے... وہ علماء کے خادم اور مشائخ کے شیدائی تھے... ان لوگوں نے کبھی اپنے ان فرائض سے غفلت نہیں کی

...اسی لئے...سب حرسے پہلے انہیں رستے سے ہٹانے کی کوشش کی گئی ...اور پھر اچانک مدارس کے گرد پھندا سخت ہونے لگا...کچھ عرصہ پہلے...لندن کے بم دھماکوں کا ملبہ مدارس پر گرا کر یہ جذباتی اعلان کر دیا گیا کہ ...تمام غیر ملکی طالب علم قرآن پاک کی تعلیم چھوڑ کر پاکستان سے نکل جائیں... سبحان اللہ!...وہ پاکستان جہاں پر ہر غیر ملکی مالدار کا...خواہ وہ بے حیائی کے لئے ہی کیوں نہ آیا ہو...پلکیں بچھا کر استقبال کیا جاتا ہے...اس میں یہ اعلان ہوا کہ ...قرآن پاک پڑھنے والے تمام غیر ملکی فوراً نکل جائیں ...کیا یہ اللہ تعالیٰ کی مساجد کو ویران کرنے کی سازش نہیں ہے؟...کیا یہ دینی مدارس کو تباہ کرنے کی کوشش نہیں ہے؟...دراصل حکومت کو بتایا گیا تھا کہ دینی مدارس کا چندہ غیر ملکوں سے آتا ہے...اور اس کا ذریعہ یہ غیر ملکی طلبہ بنتے ہیں... حکومت کے بد دین عناصر یہ بات کہاں برداشت حر کر سکتے تھے...لندن بم دھماکوں کے بعد انہیں موقع مل گیا...اور انہوں نے آنکھیں بند کر کے...دینی مدارس کے خلاف ...یہ ...اقتصادی توپ چلادی ...مال ،دولت اور ڈالر کی پوجا کرنے والے...دانشوروں کا خیال یہی ہے کہ سب حرکچھ پیسے سے ہو رہا ہے...اور پیسے کے لئے ہو رہا ہے...اس لئے جیسے ہی "پیسہ" بند ہو گا...جہاد بھی بند ہو جائے گا...اور مدارس بھی ...اس لئے سارا زور چندہ بند کرنے...اور اکاؤنٹ سیل کرنے پر لگایا جا رہا ہے...اگر ان لوگوں کا حافظہ ٹھیک ہوتا تو انہیں یاد رہتا کہ...طالبان نے جب بامیان کے بت گرانے کا اعلان کیا تو انہیں ...دنیا بھر سے...اربوں ڈالر کی آفر ہوئی تھی ...مدرسے کا ایک غریب مولوی ...امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد...راتوں رات اربوں پتی بن سکتا تھا...پھر...کیا ہوا...سب نے دیکھا کہ بت اڑا دیئے گئے...اور ڈالروں پر تھوک دیا گیا...۶ سال پہلے جب کچھ کشمیری مجاہدین نے انڈین ایر لائن کا طیارہ اغواء کر لیا تھا...اور...ان مسلمان رہنماؤں کی رہائی کا مطالبہ کیا تھا...جن کو انڈیا نے...غیر قانونی قید میں رکھا ہوا تھا...تو اس اغواء شدہ طیارے میں ایک ایسا غیر ملکی شخص بھی سوار تھا جسے اس کی مالداری کی وجہ سے..."کرنسی کنگ" کہا جاتا تھا...اب یہ بات کتابوں میں چھپ چکی ہے کہ...اس شخص نے بارہا ان ہائی جیکروں کو بہت موٹی رقم کی پیشکش کی ... مگر...وہ اللہ کے بندے رقم لینا تو دور کی بات ...اس کے ساتھ تفصیلی بات کرنے پر بھی راضی نہ ہوئے...وہ آٹھ دن تک ...کروڑوں ڈالر کی چمک دکھاتا رہا...اور ہر لمحہ مایوس ہوتا رہا... آٹھویں دن یہ ہائی جیکر... تین مسلمانوں کی رہائی ملنے پر...اسی طرح خالی ہاتھ ...اور پاکدامن اتر گئے... جس طرح وہ سوار ہوئے تھے...انہوں نے نہ کسی کو لوٹا...اور نہ کسی کی عزت کو پامال کیا...ایک ہندو نوجوان لڑکی نے...اپنے ایک خط میں لکھا کہ...یہ لوگ انسان نہیں بہت اونچی مخلوق تھے...ہمارے ملک میں کسی کی عزت محفوظ نہیں رہتی ...جبکہ ...ان لوگوں نے آٹھ دن تک ...ہماری بے بسی کے باوجود...ہم پر نگاہ تک نہیں اٹھائی ...ملا محمد عمر مدظلہ کا واقعہ ہو...یا ہائی جیکروں کی ایمان افروز داستان ...یہ سب کچھ یورپ اور امریکہ میں شائع ہو چکا ہے...اور اس کی برکت سے بے شمار لوگ "مسلمان" ہو رہے ہیں...

مگر خود ہمارے دانشوروں کا دماغ اسی سوئی پر اٹکا ہوا ہے کہ چندہ بند تو جہاد بند...چندہ بند تو مدرسہ بند...اور یہ لوگ تو یہاں تک کہتے ہیں کہ...چونکہ مدرسہ میں رہائش اور کھانا مفت ملتا ہے اس لئے غریب لوگ اپنے بچوں کو مدرسہ میں بھیج دیتے ہیں...حالانکہ...یہ بات اور سوچ بالکل جاہلانہ، ظالمانہ...اور حقائق کے بر خلاف ہے...مال اور پیسوں کے لالچی لوگ تو اپنے بچوں کو اسکول بھیجتے ہیں...تاکہ ...کچھ بن کر پیسہ کما کر لائیں...اور اگر اسکول نہیں بھیج سکتے...تو مزدوری کراتے ہیں...اور بعض تو غیرت اور عزت کی حدود کو بھی بھول جاتے ہیں...ان میں سے کوئی بھی اپنے بچے کو مدرسہ میں نہیں بھیجتا...مدرسہ میں تو صرف ایماندار اور غیرت مند لوگ اپنے بچوں کو بھیجتے ہیں...اور خود روکھی سوکھی پر گزارہ کر کے اپنے بچوں کو قرآن وسنت کے نور سے رنگتے ہیں...ہم ایسے غیور والدین کو سلام پیش کرتے ہیں...میں نے خود آٹھ سال تک مدرسہ میں پڑھا ہے...مجھے یاد نہیں کہ میں نے کوئی ایسا طالب علم دیکھا ہو جس کو...اس کے والدین نے اس لئے مدرسہ بھیجا ہو کہ...ان کے پاس اسے کھلانے کے لئے روٹی نہیں تھی...پھر جہاں تک چندے کا سوال ہے تو...بہت کم ایسے مدارس ہیں جنہیں غیر ملکی مسلمان چندہ بھیجتے ہیں...ننانوے فیصد مدارس مقامی چندے اور عطیات سے چلتے ہیں ...اس لئے غیر ملکی طلبہ کو نکالنے سے مدارس بند ہو جائیں گے...اگر کسی نے ایسا سوچا ہے تو یہ غلط ہے...مدارس تو ان شاءاللہ بند نہیں ہوں گے...قرآن پڑھنے پڑھانے والے بھوکے نہیں مریں گے...ہاں یہ ملک...ضرور اپنا نقصان کرے گا...کیونکہ...وہ زمین جہاں اللہ کا نام لینے...اور اس کا قرآن پڑھنے سے لوگوں کو روکا جائے...خوف اور بدامنی کا تندور بن جاتی ہے...قرآن پاک سورہ بقرہ کی آیت (۱۱۴) میں اس کی طرف واضح اشارہ کرتا ہے...اور ہزاروں سال کی تاریخ بھی...اس حقیقت کی گواہی دیتی ہے...ہماری حکومت اس طرح کے فضول کاموں میں لگ کر...پہلے ہی ملک کا کافی نقصان کر چکی ہے...زلزلے کی آفت سے نمٹنے میں یہ حکومت بری طرح ناکام رہی ہے...اور اب قرآن پاک کی تعلیم کو روکنے کا "گناہ عظیم" قوم کے کندھوں پر لادا جا رہا ہے...مسلمانوں کو چاہئے کہ روزروز کے الیکشنوں...اور تماشوں سے سر اٹھا کر...حقائق کو دیکھیں...اور سیاست حرسے دامن جھاڑ کر "اسلامی غیرت" کے راستے پر چلیں...آج اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے...حضرات علماء کرام نے بیداری کی پہلی اینٹ رکھ دی ہے...غیر ملکی مسلمانوں کو...پاکستان میں قرآن پاک کی تعلیم سے روکنا ایک بہت بڑا ظلم...اور گناہ ہے...حکومت ان لوگوں کو روکے جو یہاں ...بدمعاشی اور بے حیائی کے لئے آتے ہیں...حکومت ان لوگوں کو روکے جنہوں نے یہاں جاسوسی کے نیٹ ورک قائم کر رکھے ہیں ...حکومت ان لوگوں کو روکے جو یہاں لسانیت پھیلانے آتے ہیں...حکومت ان لوگوں کو روکے جو یہاں کی جنگلی حیات کو ختم کرنے آتے ہیں...تب...ان شاءاللہ ساری قوم حکومت کا ساتھ دے گی...مگر یہ کہاں کا انصاف ہے کہ...مسلمانوں پر بمباری کرنے والوں کو ملک کے باسٹھ اڈے پیش کر دیئے جائیں...اور قرآن پاک پڑھنے والوں سے کہا جائے کہ...فلاں تاریخ تک ملک سے نکل جاؤ...یہ ظلم نہیں چلے گا...جنہوں نے ڈٹ جانے کا اعلان کیا ہے...انہیں مبارک ہو...وہ دین اور قرآن پاک کی حفاظت

کا ذریعہ بنے ہیں...یقین کریں...اگر وہ ڈٹے رہے تو...فتح ان شاء اللہ انہی کی ہو گی...اور قوم انہیں...ان شاء اللہ...ہر گز ہر گز مایوس نہیں کرے گی...شہداء کے لئے جنت مہکانے والا رب...قوی، قادر...اور مقتدر ہے...اصل اقتدار اسی کا ہے...بسم صرف اسی کا...صرف اسی کا...اللہ اکبر...بسم اللہ الرحمن الرحیم... یا دائم بلا فناء و یا قائم بلا زوال و یا میسر بلا وزیر...اللہ اکبر☆

☆ ماخوذ-سعدی کے قلم سے

بیدار مسلم بیدار

درویش قلم سے

پیغام درد دل

کہیں یہ صیہونیت کی سازش تو نہیں ؟؟؟

یکے بعد دیگرے حرم مکہ میں دو اہم حادثات کا پیش آنا یقینا کسی راز پر رہنمائی کر رہا ہے...
میری عقل حیران ہے مسلمان کس دنیا میں مگن ہیں کہ انھیں سوچنے تک کی فرصت نہیں...

ہر طرف دہشت وحشت کا سماں ہے وہ پاکباز انسان جو کچھ دن قبل ہنسی خوشی اپنے رب کے دربار میں حاضری کے لیے عاشق کی طرح ہولے ہولے روانہ ہوئے تھے...
کیا وجہ بنی انکی سفید پوشاک سرخ رنگ میں رنگی گئی ؟؟؟
کیا یہ دشمن کی گھڑی سازش تو نہیں ؟؟؟
سوچنے کا مقام ہے!

وہ حرم جہاں کے محافظ ہر وقت اسکی نوک و پلک سنوارنے میں ہمہ تن مصروف رہتے ہیں...
جو اپنی جان کو داو پر لگا کر دیارِ حرم کی مانگ میں سندور بھرتے ہیں، جو اپنی دولت حرم کی تعمیر و توسیع میں بے دریغ لٹا رہے ہیں، جنکی حیات کا ایک ایک لمحہ حرم کے تقدس پر نچھاور ہو چکا ہے
کیا وہ حرم کی اتنی کامل و اکمل خدمات میں کوئی ایسی کسر اور کمی چھوڑ سکتے ہیں ؟
جس سے اپنے مسلمان بھائی موت کی آغوش میں چلے جائیں
ہر گز نہیں! یہ سب آن کی آن میں کیسے ہو گیا؟

وہ کرین بجلی کی زد میں آگیا یا کسی سوچی سمجھی سازش سے گرایا گیا؟

یہ سوال اسی وقت سے مجھے ستا رہا ہے...

ہو نہ ہو طاغوت کے ہاتھ کعبہ تک پہنچ چکے ہیں

مسلمانوں کو قدرتی حادثہ بتلا کر پس پردہ طاغوتی کارندے اپنی اسکیم کی تکمیل میں لگے ہوئے ہیں

یعنی نعوذ باللہ کعبہ کو منہدم کرنا، گرانا جو ان کا اولین مقصد ہے

انکی فوج تو ایک عرصہ سے سرزمین عرب پر ڈیرا جمائے ہوئے ہے

جو کسی ایسے وقت کے انتظار میں ہے جس وقت انھیں اپنی اسکیم کو پایہ تکمیل تک پہوں‌چانے کا موقع فراہم ہو

مزید یہ کہ ابھی چند ہی ایام ہوئے ایک بڑے حادثہ سے امت گزری

جس کا درد ہر مسلمان نے محسوس کیا سارے عالم کے مسلمان بیقرار و بے چین ہو گئے

ایک ماتم کا بادل گویا سایہ فگن ہو گیا ہو

ابھی وہ زخم مندمل بھی نہ ہوا تھا کہ پھر منی کی وادی لالہ زار بن گئی...

ایک نہیں دو نہیں دو سو نہیں ں سات سو حجاج کرام کی شہادت...

لمحہ میں موت کا لقمہ...

افوہ یہ کتنا حیران کن واقعہ ہے

اور وہ بھی محض بھگدڑ کی وجہ سے ؟؟؟

نہیں نہیں ہرگز نہیں

خدایا رحم فرما یہ تصویر کا دوسرا رخ تو نہیں

عقل حیران ہے ہر حاجی منی کے انتظامات سے واقف ہے کتنی سہولت کا انتظام خادم الحرمین الشریفین نے کیا ہے

کیا اتنے سالوں سے کبھی سو سے متجاوز ہلاکتیں ہوئیں؟

کس بیوقوف نے اسے بھگدڑ کا عنوان دیا؟

یہ تو تیر بہدف نشانہ ہے جو بالکل تانک کر لگایا گیا ہے

ہاں یہ حقیقت ہے آپ کا دل تسلیم کرے نہ کرے

چلیے آپ سے سوال!

بھگدڑ آخر مچائی کس نے۔؟

کونسا حاجی ہے جو دوران حج کسی برے خیال سے رمی کر رہا ہو؟

ہر گز نہیں یہ حاجیوں کا کام نہیں

یہ اس درندہ کا کام ہے جس نے سارے عالم میں مسلمانوں کا خون بہایا ہے

یہ بھگدڑ جان بوجھ کر مچائی گئی ہے

مسلمانوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوشش کی جارہی ہے

مسلمانو! خبر دار ہو جاؤ... اپنے حرم کی پاسبانی کے لیے تیار ہو جاؤ

آج چہار دانگ عالم میں مسلمانوں کو ہلاک وبرباد کرنے کی سازشیں تیار ہو چکی ہے جو رفتہ رفتہ پوری کی جارہی ہے

لہذا زمانہ میں تماشائی بننے کے بجائے مجاہد بنو...۔

فضاے بدر پیدا کرو

فرشتے بس تیار ہیں اترنے کے لیے...

وہ بھولا پن چھوڑ دو طاغوت کی سازشوں کو بے نقاب کرو

اور ان کا دندان شکن جواب دو

حادثات کی نبض ٹٹولنے کی قدرت پیدا کرو

باطل چاہتا ہے ہم حادثات کی چکی میں ہائے وائے کرتے رہیں اور وہ اپنے کام بآسانی انجام دیدے

لہذا اے حرم کے عابد اور اے اقصیٰ کے دیوانے
خالد کی جرأت اور عمرو کی فراست پیدا کر...

تسبیح کے ساتھ تلوار بھی اٹھا...

یہی تیری معراج تھی اور ہے
رافضی یا یہود کا ان حادثات میں پورا پورا کردار مجھے صاف نظر آرہے ہیں
میرے دوست مصلحت کی عینک اتار کر عزیمت کی پوشاک پہن لے
تسبیح کیساتھ شمشیر بھی اٹھا اور جزیرۃ العرب سے نجس مشرک، یہود، رافضی شیعہ کو نکال... یہ سب حادثات ختم ہو جائیں گے

بیچ کر تیغ و سپر تم نے مصلّے لے لیے
بیٹیاں لٹتی رہیں اور تم دعا کرتے رہے ☆

اللہ امت مسلمہ کو بیدار مغزی جرات ہمت طاقت عطا فرمائے
بزدلی کی زندگی سے توبہ کی توفیق عطا فرمائے
امت کی آبرو جان ومال کی حفاظت فرمائے
آمین

درویش قلم سے ☆

☆ شعر موافقِ وزن نہ ہونے کی وجہ سے اس کے الفاظ بدل دیے گئے ہیں (مدیر)
☆ پیش کش: عبدالرحمٰن صدیقی

صدیق کی خلافت و بیعت پر اعتراضات کے جواب

اعتراض 1: کہا جاتا ہے کہ حضرت ابو بکر کی خلافت پر تمام مسلمانوں کا اجماع تھا. تو کیا یہ درست ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ہمراہ صحابہ کرام نے بیعت نہیں کی تھی جبکہ ایسا اجماع جس میں وہ شریک نہ ہوں اس پر خدا وند متعال نے لعنت فرمائی ہے جیسا کہ امام ابن حزم فرماتے ہیں:

لعنة الله على كلّ اجماع يخرج منه علی بن أبی طالب ومن بحضرته من الصحابة (المحلّى ٩:٣٤٥)

الجواب:

پہلی بات یہ کہ ابن حزم کی اس عبارت کا ترجمہ اس طرح ہے لعنت ہو ایسے اجماع پر جس میں علی نہ ہوں یا جس میں صحابہ میں کسی کی موجودگی نہ ہو۔

اجماع کے واسطے ضروری نہین ہے کہ ہر آدمی اس بات سے متفق ہو بلکہ جس کو غالب اکثریت اپنائے اسے اجماع ہی کہیں گے سیدنا صدیق کے خلافت پر بھی اجماع منعقد ہو چکا۔پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا نہج بلاغہ میں قول ہے

فَإِنِ اجْتَمَعُوا عَلَى رَجُلٍ وَسَمَّوْهُ إِمَاماً كَانَ ذَلِكَ لِلّٰهِ رِضًا

اگر مھاجرین و انصار کسی کی امامت پر اجماع کرلیں اور اسے پیشوا قرار دے تو اللہ تعالی کی رضا بھی اس میں شامل ہیں۔

اور پھر سیدنا صدیق کی خلافت پر تمام مہاجرین و انصار نے اتفاق کر لیا تھا جس سے یہ ثابت ہوا کہ ان کی خلافت متفق علیہ تھی۔

قول ابن حزم رحمہ

وَلَعْنَةُ اللهِ على كل إِجْمَاعٍ يَخْرُجُ عنه عَلِيُّ بن أبي طَالِبٍ وَمَنْ بِحَضْرَتِهِ من الصَّحَابَةِ

اللہ کی لعنت ہو ایسے اجماع پر جس میں علی نہ ہوں یا جس میں صحابہ میں کسی کی موجودگی نہ ہو

اول : ابن حزم اللہ کی ان پر رحمت ہو کے یہ الفاظ کسی حدیث یا روایت سے نہیں ہیں بلکہ یہ ان کے اپنے الفاظ ہیں جس کی حیثیت ایک عالم کے قول کی ہے جس اختلاف کیا جا سکتا ہے۔ان الفاظ سے استدلال لینا کہ سیدنا صدیق کی خلافت پر اجماع نہیں تھا یقنن جہالت ہی ہے۔

دوم : ابن حزم نے یہ الفاظ فقہاء پر بحث کرتے ہوئے کہیں ہیں جس میں ان کا مطلب تھا کہ کسی بھی فقہی مسئلہ میں اگر علی کے اور صحابہ کے موقف کو سائیڈ کردیا جائے تو ایسا فقہی اجماع کسی کام کا نہیں ہے۔اللہ ان پر رحم کرے ان مقصد یقنن فقہاء پر لعنت بھیجنا نہیں تھا۔اتنی سی بات ہے اس مین کہیں پر بھی سیدنا صدیق کی خلافت کا زکر تک نہیں

ہے۔پھر ہم پہلے بھی کہ چکے ہیں کہ سیدنا صدیق کی خلافت پر علی رضی راضی تھے۔پھر بھی رافضیوں کا شک دور کرنے کے لئے بیعت صدیق کا احوال لکھ دیتے ہیں۔

حضرت علی کا صدیق کی بیعت کرنے کا احوال:

ابن كثير في البداية والنهاية (6\693. في أحداث سنة 11:

وقد اتفق الصحابة -رضی اللہ عنہم- علی بیعة الصدیق فی ذلك الوقت حتی علی بن أبي طالب والزبير بن العوام -رضی اللہ عنهما

ابن کثیر الدایہ میں نقل کرتے ہیں کہ تمام صحابہ حضرت ابی بکر صدیق کی بیعت پر متفق ہوگئے اور تو اور اس وقت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ نے بھی بیعت کرلی۔

امام عبداللہ بن احمد بن حنبل اپنی کتاب سنن ص 554 میں نقل کرتے ہین

حدثني عبيد الله بن عمر القواريری حدثنا عبد الأعلی بن عبد الأعلی حدثنا داود بن أبي هند عن أبي نضرة قال لما اجتمع الناس علی أبي بكر رضی اللہ عنه فقال ما لي لا أری عليا قال فذهب رجال من الأنصار فجاءوا به فقال له يا علي قلت ابن عم رسول اللہ وختن رسول اللہ فقال علي رضی اللہ عنه لا تثريب يا خليفة رسول اللہ ابسط يدك فبسط يده فبايعه ثم قال أبو بكر ما لي لا أری الزبير قال فذهب رجال من الأنصار فجاءوا به فقال يا زبير قلت ابن عمة رسول اللہ وحواری رسول اللہ قال الزبير لا تثريب يا خليفة رسول اللہ ابسط يدك فبسط يده فبايعه

ابی ندرہ سے روایت ہے کہ جب لوگ ابی بکر کی بیعت کر رہے تھے تو اس وقت انہوں نے کہا کہ مجھے کیا ہوا ہے کہ میں علی کو نہیں دیکہ رہا پھر انصار کا ایک آدمی گیا اور علی اس کے ساتھ آگئے صدیق نے کہا اے علی آپ کہ سکتے ہیں کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے ہیں اور آپ ان کے عمزاد ہیں تو علی نے کہا اے رسول اللہ کے خلیفہ آپ مجھ سے ناراض نہ ہوں اپنا ہاتھ بڑہائے آپ نے ہاتھ بڑہایا اور علی نے بیعت کرلی۔پھر صدیق نے کہا کہ مجھے کیا ہواہے کہ میں زبیر کو نہیں دیکہ رہا انصار کا ایک آدمی گیا اور انہیں بلا کہ لایا صدیق نے کہا اے زبیر تم کہ سکتے ہو کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پوپھی کے بیتے ہو زبیر نے کہا اے خلیفہ رسول اللہ مجھ سے ناراض نہ ہوں اپنا ہاتھ بڑہائے آپ نے ہاتھ بڑہایا اور زبیر نے بیعت کرلی۔

یہ حدیث صحیح ہے اور اس کے اسناد قوی ہیں پھر اس حدیث کو تھوڑی سی تبدیلی کے ساتھ امام حاکم نے اپنی کتاب مستدرک (4457حدیث) مین نقل کیا ہے ان کہنا ہے کہ یہ حدیث شیخین کے طریقہ پر صحیح ہے۔پھر بیہقی نے اپنی کتاب اعتقادات جلد 1 ص 349-350 مین اسے ابی سعید الخذری سے نقل کیا ہے اس کا مضمون بھی ایسا ہی ہے اور بیہقی کی یہ حدیث صحیح ہے۔

عبداللہ بن احمد بن حنبل اپنی کتاب سنن(2-563) میں قیس بن العبدی سے نقل کرتے ہیں کہ قیس کہتے ہیں کہ میں علی کو بصرہ میں خطبہ دیتے ہوئے دیکھا انہوں نے اللہ کی تعریف کی اس کا شکریہ ادا کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی لوگوں کے لئے قربانیوں کا زکر کیا پھر اللہ نے انہیں موت دی تو مسلمانوں نے دیکھا کہ ان کو ابی بکر کی بیعت کرنی چاہیئے تو انہوں ان کی بیعت کی میں نے بھی ان کی بیعت کی اور ان سے وفاداری کی وہ (مسلمان) ان سے خوش تھے ابی بکر نے اچھے کام کئے اور جہاد کیا یہاں تک اللہ نے ان کو موت دے دی ان پر اللہ کی رحمت ہو۔

شیعہ کتب سے حوالے:

محمد بن حسن نوبختی فرق الشیعہ ص 30 پر لکھتے ہیں

ان علیا علیہ اسلام لھما الامر ورضی بذلك وبایعھما طائعا غیر مکرہ و ترك حقه لھما فنحن راضون کما رضی له،لا یحل لنا غیر ذلك ولا یسع منا احد الا ذالك وان ولایة ابی بکر صارت رشدا وھدی،لتسلیم علی ورضاہ۔

ترجمہ: کہ علی (ر) نے اُن (یعنی ابو بکر و عمر) کی خلافت کو تسلیم کر لیا تھا اور اُس پر راضی ہو گئے تھے ، اور بغیر کسی جبر کے اُن کی بیعت کر کے فرماں برداری کی ، اور اُن کے حق میں دستبردار ہو گئے تھے۔پس ہم بھی اس پر راضی ھیں جیسے وہ راضی تھے۔اب ہمارے لئے یہ حلال نہیں کہ ہم اس کے علاوہ کچھ اور کہیں ، اور ہم میں سے کوئی اس کے سوا کچھ اور کہے۔اور یہ کہ علی (ر) کی تسلیم (تسلیم کرنے) اور راضی ھونے کی وجہ سے ابو بکر (ر) کی ولایت ، راشدہ اور ھادیہ بن گئی

شیخ علی البحرانی منار الہدی ص 685 پر لکھتے ہیں

و کما ینقشع السحاب. فمشیت عند ذلك إلى أبي بكر فبایعته ونھضت في تلك الأحداث حتى زاغ الباطل وزھق وكانت كلمة الله هي العليا ولو كره الكافرون(2) فتولى أبو بكر تلك الأمور وسدد وقارب واقتصد، وصحبته مناصحا وأطعته فيما أطاع الله فيه جاھدا

یہ دیکھ کر کہ کہیں فتنے یا شر پیدا نہ ھو جائے ، میں ابو بکر (ر) کے پاس چل کر گیا اور اور اُن کی بیعت کرلی۔اور اُن حوادث کے خلاف (ابو بکر(ر) کے ساتھ) کھڑا ھوگیا ، حتیٰ کہ باطل چلا گیا اور اللہ کا کلمہ بلند ھو گیا چاھے وہ کافروں کو برا لگے۔پس جب ابو بکر (ر) نے نظام امارت سنبھالا اور حالات کو درست کیا اور آسانیاں پیدا کیں ، تو میں اُن کا مُصاحب شریک کار (ہم نشیں) بن گیا اور اُن کی اطاعت (فرماں برداری) کی ، جیسے اُنہوں نے اللہ کی اطاعت کی۔

امالی ص 507 میں شیخ طوسی نقل کرتے ہیں۔

فبايعت أبا بكر كما بايعتموه، و كرهت أن أشق عصا المسلمين، وأن أفرق بين جماعتهم، ثم أن أبا بكر جعلها لعمر من بعده، وأنتم تعلمون أني أولى الناس برسول الله (صلى الله عليه وآله) وبالناس من بعده، فبايعت عمر كما بايعتموه،

ترجمہ: پس میں نے ابو بکر (ر) کی اُسی طرح بیعت کی ، جس طرح تم لوگوں نے کی۔ اور میں نے یہ ناپسند کیا کہ مسلمانوں کی جماعت کے مابین کوئی پھوٹ یا تفرقہ پیدا ھو۔پھر ابو بکر (ر) نے (خلافت) عمر (ر) کو سونپی ، اور (حالانکہ) تم جانتے ھو کہ رسول (ص) کے بعد اُن کے قریب ہم تھے۔پس پھر میں نے بھی عمر (ر) کی اُسی طرح بیعت کی جس طرح تم لوگوں نے کی۔

شیخ طبرسی الاحتجاج جلد ۱ ص 114 پر لکھتے ہیں:

وروى عن الباقر عليه السلام قال: فلما وردت الكتب على أسامة انصرف بمن معه حتى دخل المدينة، فلما رأى اجتماع الخلق على أبي بكر انطلق إلى علي بن أبي طالب عليه السلام فقال له: ما هذا؟ قال له علي: هذا ما ترى. قال له أسامة: فهل بايعته؟ فقال: نعم يا أسامة.

امام باقر سے روایت ھے: جب اسامہ (ر) کو (نبی (ص) کے وصال کا) خط پہنچا تو وہ ساتھیوں سمیت مدینہ آ گئے ، اور دیکھا کہ ابو بکر (ر) کے پاس (بیعت کے لئے) لوگ جمع ھیں۔تو وہ علی (ر) کے پاس گئے اور اُن سے پوچھا: یہ کیا ھے؟ علی (ر) نے اُن سے کہا: یہ وھی ہے جو تم دیکھ رھے ھو۔اسامہ (ر) نے اُن سے پوچھا: کیا آپ نے بھی بیعت کر لی ھے؟ علی (ر) نے کہا: ہاں اسامہ (میں نے بھی بیعت کر لی ھے۔

محمد بن حسن طوسی تلخیص شافی جلد 3 ص 42 پر لکھتے ہیں

لا اشكال فيه: انه علي عليه السلام بايع مستدفعا للشر وفارا من الفتنه۔

اس میں کوئی اشکال نہیں ہے کہ علی (ر) نے (ابو بکر کی) بیعت کر لی تا کہ شر دفع ھو اور فتنہ پیدا نہ ھو۔

اس کے علاوہ دوسرے کتب اور نھج البلاغہ وغیرہ میں علی رضی اللہ کی بیعت کا زکر موجود ہے۔

چناچہ یہ بات ثابت ہوئی کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور جو ان کے ساتھ تھے انہوں نے بنا کسی جبر کے بیعت کرلی تھی اور انصار و مہاجرین نے تو پہلے ہی بیعت کر لی تھی۔اس بات سے ثابت ہوا کہ سیدنا صدیق کی خلافت پر تمام صحابہ کا اجماع ہوگیا تھا تو ابن حزم کی اس بات کا اطلاق خلافت صدیق پر نہیں ہوتا اور ابن حزم صحیح ہیں جس اجماع میں علی شامل نہ ہوں وہ اجماع کیسے ہو سکتا ہے۔شیعوں کو چاہئے کہ وہ اپنے امام کی بات مان لیں اور جس طرح نو بختی

نے لکھا ہے کہ وہ ابی بکر سے راضی ہوگئے تھے وہ ان کے حق میں دستبردار ہوگئے تھے۔ اسی طرح شیعے بھی یہود مدینہ کی طرح ہٹ دھرمی چھوڑ کر سیدنا صدیق کی خلافت بلا فصل کو ہادیہ خلافت مان لیں۔ پر کیا کیا جا سکتا ہے یہود مدینہ سب کچھ جانتے ہوئے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرتے رہے اور اب ان کی اولاد شیعے بھی وہی کرہے ہیں رسول اللہ کے خلیفہ کا انکار کرتے رہے ہیں۔

اعتراض 3:

آپ کہتے ہیں : ابو بکر کی بیعت تمام مہاجرو انصار کے اجماع کے ذریعہ حاصل ہوئی ، لیکن عمر بن خطاب نے کہا ہے : تمام مہاجرین، ابو بکر کی بیعت کے مخالف تھے ، علی (علیہ السلام) ، زبیر اور ان کے چاہنے والے بھی موافق نہیں تھے۔

" حین توفی اللہ نبیہ (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) ان الانصار خالفونا ، و اجتمعوا باسرھم فی سقیفۃ بنی ساعدۃ و خالف عنا علی والزبیر و من معھما"۔(۱)۔

آپ کا دعوی صحیح ہے یا عمر بن خطاب کا دعوی صحیح ہے؟

الجواب:

ہم اس بات کو تو ثابت کرچکے ہیں کہ تمام انصار و مہاجرین نے سیدنا صدیق کی بیعت کر لی تھی اور وہ سب کے سب سیدنا صدیق کے ساتھ خلافت کے کاموں میں لگ گئے تھے۔

سقیفہ کے بارے میں عمر رضی اللہ عنہ کی روایت

یہ ایک طویل روایت ہے ہم اس ضروری حصہ یہاں صحیح بخاری کتاب الحدود باب رجم الحبلی سے نقل کردیتے ہیں

إِنَّمَا كَانَتْ بَيْعَةُ أَبِي بَكْرٍ فَلْتَةً وَتَمَّتْ أَلَا وَإِنَّهَا قَدْ كَانَتْ كَذَلِكَ وَلَكِنَّ اللَّهَ وَقَى شَرَّهَا وَلَيْسَ مِنْكُمْ مَنْ تُقْطَعُ الْأَعْنَاقُ إِلَيْهِ مِثْلُ أَبِي بَكْرٍ مَنْ بَايَعَ رَجُلًا عَنْ غَيْرِ مَشُورَةٍ مِنْ الْمُسْلِمِينَ فَلَا يُبَايَعُ هُوَ وَلَا الَّذِي بَايَعَهُ تَغِرَّةً أَنْ يُقْتَلَا وَإِنَّهُ قَدْ كَانَ مِنْ خَبَرِنَا حِينَ تَوَفَّى اللَّهُ نَبِيَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ الْأَنْصَارَ خَالَفُونَا وَاجْتَمَعُوا بِأَسْرِهِمْ فِي سَقِيفَةِ بَنِي سَاعِدَةَ وَخَالَفَ عَنَّا عَلِيٌّ وَالزُّبَيْرُ وَمَنْ مَعَهُمَا وَاجْتَمَعَ الْمُهَاجِرُونَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَقُلْتُ لِأَبِي بَكْرٍ يَا أَبَا بَكْرٍ انْطَلِقْ بِنَا إِلَى إِخْوَانِنَا هَؤُلَاءِ مِنْ الْأَنْصَارِ فَانْطَلَقْنَا نُرِيدُهُمْ فَلَمَّا دَنَوْنَا مِنْهُمْ لَقِيَنَا مِنْهُمْ رَجُلَانِ صَالِحَانِ فَذَكَرَا مَا تَمَالَأَ عَلَيْهِ الْقَوْمُ فَقَالَا أَيْنَ تُرِيدُونَ يَا مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِينَ فَقُلْنَا نُرِيدُ إِخْوَانَنَا هَؤُلَاءِ مِنْ الْأَنْصَارِ فَقَالَا لَا عَلَيْكُمْ أَنْ لَا تَقْرَبُوهُمْ اقْضُوا أَمْرَكُمْ فَقُلْتُ وَاللَّهِ لَنَأْتِيَنَّهُمْ فَانْطَلَقْنَا حَتَّى أَتَيْنَاهُمْ فِي سَقِيفَةِ بَنِي سَاعِدَةَ فَإِذَا رَجُلٌ مُزَمَّلٌ بَيْنَ ظَهْرَانَيْهِمْ فَقُلْتُ مَنْ هَذَا فَقَالُوا هَذَا سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ فَقُلْتُ مَا لَهُ قَالُوا يُوعَكُ فَلَمَّا جَلَسْنَا قَلِيلًا تَشَهَّدَ خَطِيبُهُمْ فَأَثْنَى عَلَى اللَّهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَنَحْنُ أَنْصَارُ اللَّهِ وَكَتِيبَةُ الْإِسْلَامِ وَأَنْتُمْ مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِينَ رَهْطٌ وَقَدْ دَفَّتْ دَافَّةٌ مِنْ قَوْمِكُمْ فَإِذَا هُمْ يُرِيدُونَ أَنْ يَخْتَزِلُونَا مِنْ أَصْلِنَا وَأَنْ يَحْضُنُونَا مِنْ الْأَمْرِ

فَلَمَّا سَكَتَ أَرَدْتُ أَنْ أَتَكَلَّمَ وَكُنْتُ قَدْ زَوَّرْتُ مَقَالَةً أَعْجَبَتْنِي أُرِيدُ أَنْ أُقَدِّمَهَا بَيْنَ يَدَيْ أَبِي بَكْرٍ وَكُنْتُ أُدَارِي مِنْهُ بَعْضَ الْحَدِّ فَلَمَّا أَرَدْتُ أَنْ أَتَكَلَّمَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ عَلَى رِسْلِكَ فَكَرِهْتُ أَنْ أُغْضِبَهُ فَتَكَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ فَكَانَ هُوَ أَحْلَمَ مِنِّي وَأَوْقَرَ وَاللَّهِ مَا تَرَكَ مِنْ كَلِمَةٍ أَعْجَبَتْنِي فِي تَزْوِيرِي إِلَّا قَالَ فِي بَدِيهَتِهِ مِثْلَهَا أَوْ أَفْضَلَ مِنْهَا حَتَّى سَكَتَ فَقَالَ مَا ذَكَرْتُمْ فِيكُمْ مِنْ خَيْرٍ فَأَنْتُمْ لَهُ أَهْلٌ وَلَنْ يُعْرَفَ هَذَا الْأَمْرُ إِلَّا لِهَذَا الْحَيِّ مِنْ قُرَيْشٍ هُمْ أَوْسَطُ الْعَرَبِ نَسَبًا وَدَارًا وَقَدْ رَضِيتُ لَكُمْ أَحَدَ هَذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ فَبَايِعُوا أَيَّهُمَا شِئْتُمْ فَأَخَذَ بِيَدِي وَبِيَدِ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ وَهُوَ جَالِسٌ بَيْنَنَا فَلَمْ أَكْرَهْ مِمَّا قَالَ غَيْرَهَا كَانَ وَاللَّهِ أَنْ أُقَدَّمَ فَتُضْرَبَ عُنُقِي لَا يُقَرِّبُنِي ذَلِكَ مِنْ إِثْمٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَتَأَمَّرَ عَلَى قَوْمٍ فِيهِمْ أَبُو بَكْرٍ اللَّهُمَّ إِلَّا أَنْ تُسَوِّلَ إِلَيَّ نَفْسِي عِنْدَ الْمَوْتِ شَيْئًا لَا أَجِدُهُ الْآنَ فَقَالَ قَائِلٌ مِنْ الْأَنْصَارِ أَنَا جُذَيْلُهَا الْمُحَكَّكُ وَعُذَيْقُهَا الْمُرَجَّبُ مِنَّا أَمِيرٌ وَمِنْكُمْ أَمِيرٌ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ فَكَثُرَ اللَّغَطُ وَارْتَفَعَتْ الْأَصْوَاتُ حَتَّى فَرِقْتُ مِنْ الِاخْتِلَافِ فَقُلْتُ ابْسُطْ يَدَكَ يَا أَبَا بَكْرٍ فَبَسَطَ يَدَهُ فَبَايَعْتُهُ وَبَايَعَهُ الْمُهَاجِرُونَ ثُمَّ بَايَعَتْهُ الْأَنْصَارُ

ترجمہ:

تمہیں کوئی شخص یہ کہہ کر دھوکہ نہ دے کہ ابوبکر کی بیعت اتفاقیہ تھی اور پھر پوری ہوگئی، سن لو کہ وہ ایسی ہی تھی لیکن للہ نے اس کے شر سے محفوظ رکھا اور تم میں سے کوئی شخص نہیں ہے جس میں ابوبکر رضی للہ تعالیٰ عنہ جیسی فضیلت ہو، جس شخص نے کسی کے ہاتھ پر مسلمانوں سے مشورہ کئے بغیر بیعت کرلی تو اس کی بیعت نہ کی جائے- اس خوف سے کہ وہ قتل کردیے جائیں گے جس وقت للہ نے اپنے نبی صلی للہ علیہ وآلہ وسلم کو وفات دے دی تو اس وقت وہ ہم سب سے بہتر ہے- مگر انصار نے ہماری مخالفت کی اور سارے لوگ سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہوگئے اور حضرت علی وزبیر نے بھی ہماری مخالفت کی اور مہاجرین ابوبکر کے پاس جمع ہوئے تو میں نے ابوبکر رضی للہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ اے ابوبکر ہم لوگ اپنے انصار بھائیوں کے پاس چلیں، ہم لوگ انصار کے پاس جانے کے ارادے سے چلے جب ہم ان کے قریب پہنچے تو ان میں سے دو نیک بخت آدمی ہم سے ملے، ان دونوں نے وہ بیان کیا جس کی طرف وہ لوگ مائل تھی پھرانہوں نے پوچھا اے جماعت مہاجرین کہاں کا قصد ہے ہم نے کہا کہ اپنے انصار بھائیوں کے پاس جانا چاہتے ہیں انہوں نے کہا ہم تمہارے لئے مناسب نہیں کہ ان کے قریب جاؤ تم اپنے امر کا فیصلہ کرو میں نے کہا کہ خدا کی قسم ہم ان کے پاس جائیں گے چناچہ ہم چلے یہاں تک کہ سقیقہ بنی ساعدہ میں ہم ان کے پاس پہنچے تو ایک آدمی کو ان کے درمیان دیکھا کہ کمبل میں لپٹا ہوا ہے میں نے کہا یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا کہ سعد بن عبادہ، میں نے کہا کہ ان کو کیا ہوا لوگوں نے عرض کیا کہ ان کو بخار ہے ہم تھوڑی دیر بیٹھے تھے کہ ان کا خطیب کلمہ شہادت پڑھنے لگا اور للہ کی حمدوثناء کرنے لگا جس کا وہ سزاوار ہے- پھر کہا امابعد، ہم للہ کے انصار اور اسلام کے لشکر ہیں اور تم اے مہاجرین وہ گروہ ہو کہ تمہاری قوم کے کچھ آدمی فقر کی حالت میں اس ارادہ سے نکلے کہ ہمیں ہماری جماعت

کو جڑ سے جدا کردیں اور ہماری حکومت ہم سے لے لیں- جب وہ خاموش ہوا تو میں نے بولنا چاہا، میں نے ایک بات سوچی رکھی کہ جس کو میں ابو بکر رضی للہ تعالیٰ عنہ کے سامنے بیان کرنا چاہتا تھا- اور میں ان کا ایک حد تک لحاظ کرتا تھا، جب میں نے بولنا چاہا تو ابو بکر رضی للہ تعالیٰ عنہ نے گفتگو کی وہ مجھ سے زیادہ بردباراور باوقار تھے- خدا کی قسم جو بات میری سمجھ میں اچھی معلوم ہوتی تھی اسی طرح یا اس سے بہتر پیرایہ میں فی البدیہہ بیان کی یہاں تک کہ وہ چپ ہوگئے انہوں نے کہا کہ تم لوگوں نے جو خوبیاں بیان کی ہیں تم ان کے اہل ہو لیکن یہ امر (خلافت) صرف قریش کے لئے مخصوص ہے یہ لوگ عرب میں نسب اور گھر کے لحاظ سے اوسط ہیں میں تمہارے لئے ان دو آدمیوں میں ایک سے راضی ہوں ان دونوں میں کسی سے بیعت کرلو، چناچہ انہوں نے میرا اور ابوعبیدہ بن جراح کا ہاتھ پکڑا اور وہ ہمارے درمیان بیٹھے ہوئے تھے (عمر رضی للہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں) مجھے اس کے علاوہ انکی کوئی بات ناگوار نہ ہوئی، خدا کی قسم میں اس جماعت کی سرداری پر جس میں ابو بکر ہوں اپنی گردن اڑائے جانے کو ترجیح دیتا تھا، یا للہ مگر میرا یہ نفس موت کے وقت مجھے اس چیز کو اچھا کر دکھائے جس کو میں اب نہیں پاتا ہوں انصار میں سے ایک کہنے والے نے کہا کہ ہم اس کی جڑ اور اس کے بڑے ستون ہیں اے قریش ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک تم میں سے شوروغل زیادہ ہوا اور آوازیں بلند ہوئیں یہاں تک کہ مجھے اختلاف کا خوف ہوا میں نے کہا اے ابو بکر اپنا ہاتھ بڑھایئے، انہوں نے اپنا ہاتھ بڑھایا تو میں نے ان سے بیعت کی اور مہاجرین نے بھی بیعت کی پھر انصار نے ان سے بیعت کی۔

اب یہ سوال کرنے ولا عقل کا دشمن ہے حضرت عمر یہاں سیدنا صدیق کے خلیفہ بننے سے پہلے کا حال بتا رہے ہیں ظاہر اس وقت وہ خلیفہ نہیں تھے تو اس وقت اجماع کیسے ہو سکتا ہے۔یہ سراسر جھوٹ و کذب ہے کہ تمام مہاجرین ابی بکر رضی اللہ عنہ کے مخالف تھے سیدنا عمر نے ایسا نہیں کہا بلکہ صرف علی و زبیر اور کچھ اور لوگ ہی علی کےء گھر میں تھے مخالف وہ بھی نہیں تھے انہیں جیسے پتا چلا بیعت کے لئے آگئے۔لیکن جب سیدنا صدیق کی خلافت پر انصار نے اجماع کرلیا اور مہاجرین نے بھی بیعت کی پھر علی و زبیر کی بیعت کرنے کے بعد ان کے ساتھ جو تھے انہوں نے بھی بیعت کی۔تو عقل کے دشمن کیا یہ اجماع نہیں ہوا سب نے بیعت کی۔اس بات سے کس کو انکار ہے کہ انصار نے اپنا خلیفہ چننے کے لئے ہی اجتماع کیا تھا اور پھر اس بات سے کس کو انکار ہے کہ سیدنا علی و زبیر بھی الگ تھے لیکن جب ان سب لوگوں نے سیدنا صدیق کی بیعت کر لی تو پھر یہ اجماع ہی ہوا نہ۔اب پتا نہیں کہ شیعہ اجماع کسے کہتے ہیں۔

اعتراض 4: کیا یہ صحیح ہے کہ حضرت علی نے ہرگز حضرت ابو بکر کی بیعت نہ کی اور اپنی مٹھی بند رکھی لیکن جب حضرت ابو بکر نے یہ صورت حال دیکھی تو خود اپنا ہاتھ حضرت علی کے ہاتھ پر رکھ دیا اور اسی کو اپنی بیعت قرار دے دیا؟ جیسا کہ مسعودی لکھتے ہیں:

فقالوا له: مدّ يدك فبايع. فأبى عليهم فمدّوا يده كرها فقبض على أنامله فراموا بأجمعهم فتحها فلم يقدروا فمسح عليها أبوبكر وهي مضمونة (اثبات الوصية: ۱۴۶؛ الشّافي ۳: ۲۴۴)

اس کے باوجود بھی ہم یہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکر کی بیعت اہل حل و عقد کے اجماع سے واقع ہوئی. کیا اسی کو اجماع واتفاق کہتے ہیں؟ اور پھر اس حدیث ((عليّ مع الحقّ وا لحقّ مع عليّ يدور معه حيث مادار)) مستدرک حاکم ۳: ۱۲۵؛ جامع ترمذی ۵: ۵۹۲، ح۳۷۱۴؛ مناقب خوارزمی: ۱۷۶، ح ۲۱۴؛ فرائد السّمطین ۱: ۱۷۷، ح ۱۴۰؛ شرح المواہب اللدنیۃ ۷: ۱۳

علی حق کے ساتھ ہے اور حق علی کے ساتھ ہے. حق اسی طرف پھرتا ہے جہاں علی پھر جائیں.

الجواب:

یہ حوالے شیعہ کتب سے ہیں جو کہ ہمارے لئے حجت نہیں ہیں لیکن پھر کچھ عرض کر دیتے ہیں۔

بیعت علی کا مکمل احوال از شیعہ و سنی کتب سوال 1 میں آ گیا لیکن یہ بلکل ہی سفید جھوٹ ہے کہ علی رضی اللہ عنہ اپنا ہاتھ نہیں کھولا تھا علی نے بیعت کرتے وقت ہاتھ بند نہیں کیا تھا بلکہ خود سیدنا صدیق کو کہا کہ ہاتھ دیں تو انہوں آگے کیا اور علی نے بیعت کرلی ۔

اس کا صحیح روایت سے ثبوت:

امام عبداللہ بن احمد بن حنبل اپنی کتاب سنن ص 554 میں نقل کرتے ہین

فقال علی رضی اللہ عنہ لا تثریب یا خلیفۃ رسول اللہ ابسط یدك فبسط یدہ فبایعه

تو علی نے کہا اے رسول اللہ کے خلیفہ آپ مجھ سے ناراض نہ ہوں اپنا ہاتھ بڑھائے آپ نے ہاتھ بڑھایا اور علی نے بیعت کرلی۔

سیدنا علی سیدنا صدیق کی بیعت کے لئے بھاگتے ہوئے آئے تھے حتی کہ وہ ٹھیک سے قمیص بھی نہیں پہن سکے تھے تا کہ بیعت میں دیر نہ ہو جن کا حال یہ ہے اور آپ کہتے ہیں کہ انہوں ہاتھ بند رکھا تھا۔

تاریخ طبری جلد ۲ صفحہ 448

عن حبيب ابن أبي ثابت قال كان علي في بيته إذ أتي فقيل له قد جلس أبو بكر للبيعة فخرج في قميص ما عليه إزار ولا رداء عجلا كراهية أن يبطئ عنها حتى بايعه ثم جلس إليه وبعث إلى ثوبه فأتاه فتخلله ولزم مجلس

حبیب بن ابی ثابت سے روایت ہے کہ علی اپنے گھر میں تھے کہ کسی نے آکر کہا کہ ابو بکر مسجد میں بیعت لے رہے ہیں تو آپ فورا اٹھے اور قمیص پہنے بغیر اس خوف سے کہ کہیں دیر نہ ہوجائے گھر سے مسجد آئے بیعت کی اور پھر ابی بکر کے ساتھ بیٹھے رہے اور کسی کو بھیج کر قمیص منگوا کر پہنی اور پھر وہیں بیٹھے رہے۔

اس سے ظاہر ہوا کہ یہ روایت کہ انہوں ہاتھ بند رکھا تھا کذب ہیں۔

باقی مستدرک وغیرہ کی روایات کہ حق علی کے ساتھ ہے اور علی حق کے ساتھ تو اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ حق گو تھے اگر آپ دیکھتے کہ سیدنا صدیق حق پر نہیں ہیں تو ان کی بیعت کبھی نہیں کرتے بلکہ امام حسین کی طرح قربانی دیتے۔یہ بات شیعوں کا جاننی چاہیئے کہ علی نے سیدنا صدیق کی بیعت کی مطلب وہ حق (یعنی صدیق) کے ساتھ تھے اور حق (صدیق) بھی ان کے ساتھ تھے وہ آپس میں سیر و شکر تھے۔

شیعوں اپنی گریبان میں جھانکو۔

اب یہ شیعہ ہیں کہ ایک طرف تو کہتے ہیں علی حق ہیں اور دوسری طرف پھر صدیق کوحق نہین مانتے جسے علی حق مانتے ہیں۔اور ہم الحمداللہ ہمیشہ کہتے ہیں علی حق ہر ہیں۔لیکن شیعہ کہتے ہیںکہ نہیں وہ حق پرست نہیں تھے وہ اپنی جان بچانے کے خاطر اسلام اور اس کے اصولوں کو پیچھے ڈال دیتے تھے۔اور حق سے دستبردار ہوجاتے تھے حق چھپاتے تھے۔اندر میں ایک اور باہر میں دوسرے ہوتے تھے ....معاذاللہ اللہ کی لعنت ہو ایسے سوچ رکھنے والوں پر۔

اعتراض 6:کیا یہ درست ہے کہ امام بخاری نے اسی حدیث کو اپنی کتاب میں چار مختلف مقامات پر نقل کیا ہے لیکن لفظ گناہگار ، خائن ، پیمان شکن کی جگہ کذا وکذا یا ((کلمتکما واحدۃ))لکھ دیاتاکہ یوں خلافت شیخین کے بارے میں اہل بیت پیغمبر ﷺکی منفی نظر سے لوگ آگاہ نہ ہو پائیں؟؟

کہا جاتا ہے کہ امام بخاری نے باب خمس ، نفقات ،اعتصام اور باب فرائض میں اس روایت کو نقل توکیا لیکن اس میں تبدیلی کردی .کتاب نفقات میں لکھا ہے (تزعمان أنّ أبابکر کذا و کذا)) اور باب فرائض میں یوں لکھا ہے : (ثمّ جئتمانی وکلمتکما واحدۃ)

الجواب

امام بخاری ، ابن عبدالبر اور دیگر محدیثین نے یہ الفاظ مختلف سندوں کے ساتھ نقل کئے ہیں ضروری نہیں کہ انہوں یہ الفاظ حذف کر دئے ہوں ہر راوی کا کلام اپنا ہوتا ہے حدیث کا مفہوم و مقصد تو وہی رہتا ہے لیکن راوی کے بیان مختلف ہوتا ہے

امام بخاری کی سندیں یہ ہیں

صحیح بخاری ۳: ۲۸۷، کتاب النفقات

حدثنا سعيد بن عفير قال حدثني الليث قال حدثني عقيل عن ابن شهاب قال أخبرني مالك بن أوس بن الحدثان وكان محمد بن جبير بن مطعم

کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة

حدثنا عبد الله بن يوسف حدثنا الليث حدثني عقيل عن ابن شهاب قال أخبرني مالك بن أوس النصري وكان محمد بن جبير بن مطعم ذكر لي

کتاب الفرائض

حدثنا يحيى بن بكير حدثنا الليث عن عقيل عن ابن شهاب قال أخبرني مالك بن أوس بن الحدثان وكان محمد بن جبير بن مطعم ذكر لي

کتاب الخمس

حدثنا إسحاق بن محمد الفروي حدثنا مالك بن أنس عن ابن شهاب عن مالك بن أوس بن الحدثان وكان محمد بن جبير ذكر لي ذكرا من

كتاب المغازي » باب حديث .بني النضير

حدثنا أبو اليمان أخبرنا شعيب عن الزهري قال أخبرني مالك بن أوس بن الحدثان النصري أن عمر بن الخطاب رضي الله عنه

یہاں تقریبن ہر سند ہی الگ ہے اس لئے کہا جا سکتا ہے کہ ان احادیث کو بیان کرنے میں جو فرق ہے وہ راویوں کی وجہ سے ہو۔اب اگر امام بخاری نے اگر یہ الفاظ حدیث میں سے ختم کردئے ہیں تو انہوں نے اس کو راوی کا کلام ہی سمجھا ہوگا مثلاً۔ایک روایت راوی کے الفاظ کچھ اور ہونگے دوسری روایت میں دوسرے راوی کے الفاظ کچھ اور ہونگے اور پھر تیسری روایت میں راوی نے کذا کذا وغیرہ کہ کر الفاظ بیان کردئے ہونگے کیوں کہ بعض اوقات ہم ایسے کہ دیتے ہیں کہ اس نے ایسا ایسا کہا (اب اس ایسا ایسا کو پھر راویون نے اپنے اندازوں پر بیان کیا ہوگا کسی نے کہا ہوگا کہ چور ، خائن تو کسی نے کہا ہوگا غاصب وغیرہ)۔تو امام بخاری نے سمجھا ہوگا کہ یہ راویوں کی ہی بیان کردہ باتیں ہیں کہ انہوں نے کیا کہا تھا کسی کو صحیح معلوم نہیں اس لئے صحابہ سے حسن ظن رکھتے ہوئے یہ الفاظ بیان نہیں کئے

ہون۔کیوں کہ انہیں راویوں کے مختلف اندازوں کو بیان کرنے کے بجائے صحابہ سے حسن ظن رکھنا ہی آسان لگا ہو گا۔کیوں کہ صحابہ کی عدالت متفق علیہ ہے۔یہی بات الماورزی نے کہی ہے امام نووی شرح صحیح مسلم جلد اول ص 90 پر ان سے نقل کرتے ہیں کہ انہون نے کہا اسی وجہ بعض اہل علم نے اپنے نسخہ میں ان الفاظ کو بیان نہیں کیا بلکہ اس کو راوی کا وہم قرار دیا۔

جبکہ صحیح مسلم کی دو سندوں کے راوی الگ ہیں اس لئے ممکن ہے کہ امام بخاری سے بیان کرنے والے نے یہ الفاظ نہیں کہے ہوں اور صرف کذا و کذا کہا ہو۔

☆☆☆

قادیانیت: مرزا غلام احمد قادیانی کی تحریروں کے آئینے میں

(دوسری اور آخری قسط)

فاروق درویش

مرزا ملعون کی نبوت پر ایمان لانے کے لیے پہلے "احمق" ہونا ضروری ہے۔ اللہ کا صد احسان ہے کہ اس نے ہمیں اُس لعین شیطان غلیظ دجال سے بچایا۔ مندرجہ ذیل تحریر میں مرزائیوں کی گھر کی تلاشی لی گئی ہے۔ اللہ سب کو ہدایت دے۔ (مدیر)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین

نمبر ۱ آپ کا (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زناء کار اور کسبی عورتیں تھیں، جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔ (ضمیمہ انجام آتھم، حاشیہ ص ۷ مصنفہ غلام احمد قادیانی)

نمبر ۲ مسیح (علیہ السلام) کا چال چلن کیا تھا، ایک کھاؤ پیو، نہ زاہد، نہ عابد نہ حق کا پرستار، متکبر، خود بین، خدائی کا دعویٰ کرنے والا۔) مکتوبات احمدیہ صفحہ نمبر ۲۱ تا ۲۴ جلد ۳)

نمبر ۳ یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے اس کا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے۔ (کشتی نوح حاشیہ ص ۷۵ مصنفہ غلام احمد قادیانی)

نمبر ۴

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

(دافع البلاء ص ۲۰)

نمبر ۵ عیسیٰ کو گالی دینے، بدزبانی کرنے اور جھوٹ بولنے کی عادت تھی اور چور بھی تھے۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵،۶)

نمبر۶ یسوع اسلیے اپنے تیئں نیک نہیں کہہ سکتا کہ لوگ جانتے تھے کہ یہ شخص شرابی کبابی ہے اور خراب چلن، نہ خدائی کے بعد بلکہ ابتداء ہی سے ایسا معلوم ہوتا ہے چنانچہ خدائی کا دعویٰ شراب خوری کا ایک بد نتیجہ ہے۔(ست بچن ،حاشیہ، صفحہ ۱۷۲، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کی توہین

پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑو اب نئی خلافت لو۔ ایک زندہ علی (مرزا صاحب) تم میں موجود ہے اس کو چھوڑتے ہو اور مردہ علی (حضرت علی کرم اللہ وجہہ) کو تلاش کرتے ہو۔(ملفوظات احمدیہ، ۱۳۱ جلد اول)

حضرت فاطمہ الزاہرا رضی اللہ تعالی عنہا کی توہین

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا نے کشفی حالت میں اپنی ران پر میرا سر رکھا اور مجھے دکھایا کہ میں اس میں سے ہوں (ایک غلطی کا ازالہ حاشیہ ص۹ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ کی توہین

نمبر۱ دافع البلاء میں ص ۱۳ پر مرزا غلام احمد نے لکھا ہے میں امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ سے برتر ہوں۔

نمبر۲ مجھ میں اور تمہارے حسین میں بڑا فرق ہے کیونکہ مجھے تو ہر ایک وقت خدا کی تائید اور مدد مل رہی ہے۔(اعجاز احمدی صفحہ ۶۹)

نمبر۳ اور میں خدا کا کشتہ ہوں اور تمہارا حسین دشمنوں کا کشتہ ہے پس فرق کھلا کھلا اور ظاہر ہے۔(اعجاز احمدی صفحہ ۸۱)

نمبر۴ کربلائیست سیر ہر آنم صد حسین اس در گریبانم۔۔۔ میری سیر ہر وقت کربلا میں ہے۔ میرے گریبان میں سو حسین پڑے ہیں۔(نزول المسیح ص۹۹ مصنفہ مرزا غلام احمد)

نمبر۵ اے قوم شیعہ! اس پر اصرار مت کرو کہ حسین تمہارا منجی ہے کیونکہ میں سچ کہتا ہوں کہ آج تم میں سے ایک ہے کہ اس حسین سے بڑھ کر ہے۔(دافع البلاء ص ۱۳، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

نمبر۶ تم نے خدا کے جلال اور مجد کو بھلا دیا اور تمہارا ورد صرف حسین ہے۔۔۔ کستوری کی خوشبو کے پاس گوہ کا ڈھیر ہے۔(اعجاز احمدی ص ۸۲، مصنفہ مرزا غلام احمد)

اس عبارت میں مرزا صاحب نے حضرت حسین کے ذکر کو "گوہ" کے ڈھیر سے تشبیہ دی ہے۔

مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی توہین

نمبر۱ حضرت مسیح موعود نے اسکے متعلق بڑا زور دیا ہے اور فرمایا ہے کہ جو بار بار یہاں نہ آئے مجھے ان کے ایمان کا خطرہ ہے۔ پس جو قادیان سے تعلق نہیں رکھے گا وہ کاٹا جائے گا تم ڈرو کہ تم میں سے نہ کوئی کاٹا جائے پھر یہ تازہ دودھ کب تک رہے گا۔ آخر ماؤں کا دودھ بھی سوکھ جایا کرتا ہے کیا مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں سے یہ دودھ سوکھ گیا کہ نہیں۔

(مرزا بشیر الدین محمود احمد مندرجہ حقیقت الرؤیا ص ۴۶)

نمبر۲ قرآن شریف میں تین شہروں کا ذکر ہے یعنی مکہ اور مدینہ اور قادیان کا۔(خطبہ الہامیہ ص ۲۰ حاشیہ)

مسلمانوں کی توہین

نمبر۱ کل مسلمانوں نے مجھے قبول کر لیا اور میری دعوت کی تصدیق کر لی مگر کنجریوں اور بدکاروں کی اولاد نے مجھے نہیں مانا۔(آئینہ کمالات ص ۵۴۷)

نمبر۲ جو دشمن میرا مخالف ہے وہ عیسائی، یہودی، مشرک اور جہنمی ہے۔(نزول المسیح ص ۴، تذکرہ ۲۲۷)

نمبر۳ میرے مخالف جنگلوں کے سؤر ہو گئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئیں۔(نجم الہدیٰ ص ۵۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

نمبر۴ جو ہماری فتح کا قائل نہ ہوگا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں۔

)انوار الاسلام ص ۳۰ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

اسلام کی مقدس اصطلاحات کا ناجائز استعمال

نمبر ۱ ام المومنین کی اصطلاح کا استعمال مرزا غلام احمد قادیانی کی بیوی کیلیئے کیا جاتا ہے۔ یہ اصطلاح حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کیلیئے مخصوص ہے۔

نمبر ۲ سیدۃ النساء کی اصطلاح بھی مرزا غلام احمد قادیانی کی بیٹی کیلیئے استعمال کی جاتی ہے حالانکہ حدیث پاک کی رو سے یہ اصطلاح صرف خاتون جنت حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کیلیئے مخصوص ہے۔

دین اسلام کی توہین

قادیانیوں کے نزدیک مرزا قادیانی کی نبوت کے بغیر دین اسلام لعنتی، شیطانی، مردہ اور قابل نفرت ہے۔

(ضمیمہ براہین پنجم ص ۱۸۳، ملفوظات ص ۱۲۷ جلد ۱)

تمام مسلمانوں کو کافر قرار دینا

نمبر ۱ جو شخص مجھ پر ایمان نہیں رکھتا وہ کافر ہے۔ (حقیقت الوحی نمبر ۱۶۳، از مرزا غلام احمد قادیانی)

نمبر ۲ کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ (آئینہ صداقت ص ۳۵، مصنفہ مرزا بشیر الدین محمود خلیفہ قادیان)

نمبر ۳ تحریک احمدیت اسلام کے ساتھ وہی رشتہ رکھتی ہے جو عیسائیت کا یہودیت کے ساتھ تھا۔ (محمد علی لاہور قادیانی مباحثہ راولپنڈی ص ۲۴۰)

نمبر ۴ ہر ایک ایسا شخص جو موسی کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا، یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا اور یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مانتا ہے پر مسیح موعود کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ (کلمۃ الفصل ص ۱۱۰)

قرآن مجید کی توہین

نمبر ا قرآن شریف میں گندی گالیاں بھری ہیں اور قرآن عظیم سخت زبانی کے طریق کے استعمال کر رہا ہے۔(ازالہ اوہام ص ۲۹،۲۸)

نمبر ۲ میں قرآن کی غلطیاں نکالنے آیا ہوں جو تفسیروں کی وجہ سے واقع ہو گئی ہیں۔(ازالہ اوہام ص ۳۷۱)

نمبر ۳ قرآن مجید زمین پر سے اٹھ گیا تھا میں قرآن کو آسمان پر سے لایا ہوں۔(ایضاً حاشیہ ض ۳۸۰)

مرزا قادیانی کی تقلید میں قرآنِ حکیم کی توہین کرنے والے بدبخت مرتد قادیانی جمیل الرحمن کی طرف سے توہین قرآن کا ثبوت دیکھنے کیلئے میرا یہ نوٹ ملاحظہ کیجئے، ذیل میں لنک دیا جارھا ھے

http://www.facebook.com/note.php?note_id=457554438704

حرمتِ جہاد سے انکار

نمبر ا اور میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے کیونکہ مجھے مسیح اور مہدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار کرنا ہے۔(صفحہ ۱۷ ضمیمہ بہ عنوان گورنمنٹ کی توجہ کے لائق شہادۃ القرآن)

نمبر ۲

دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد

منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۴۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

پاکستان پر قبضہ کرنے کے ارادے

بلوچستان کی کل آبادی پانچ لاکھ یا چھ لاکھ ہے۔ زیادہ آبادی کو احمدی بنانا مشکل ہے لیکن تھوڑے آدمیوں کو تو احمدی بنانا کوئی مشکل نہیں پس جماعت اس طرف اگر پوری توجہ دے تو اس صوبے کو بہت جلد احمدی بنایا جاسکتا ہے اگر ہم سارے صوبے کو احمدی بنالیں تو کم از کم ایک صوبہ تو ایسا ہو گا جس کو ہم اپنا صوبہ کہہ سکیں گے پس میں جماعت کو اس بات کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ آپ لوگوں کیلئے یہ عمدہ موقع ہے اس سے فائدہ اٹھائیں اور اسے ضائع نہ ہونے دیں ۔پس تبلیغ کے ذریعے بلوچستان کو اپنا صوبہ بنالو تا کہ تاریخ میں آپ کا نام رہے۔ (مرزا محمود احمد کا بیان مندرجہ الفضل ۱۳ اگست ۱۹۴۸)

پاکستان سے ازلی و ابدی دشمنی

اللہ تعالیٰ اس ملک پاکستان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیگا۔ آپ (احمدی) بے فکر رہیں۔ چند دنوں میں (احمدی) خوشخبری سنیں گے کہ یہ ملک صفحہ ہستی سے نیست و نابود ہو گیا ہے۔

(مرزا طاہر قادیانی خلیفہ چہارم کا سالانہ جلسہ لندن ۱۹۸۵)

اس مضمون کو تحریر کرتے ہوئے مرزا قادیانی اور اس کے تمام پیروکاروں کی کتابوں کے مکمل حوالہ جات ساتھ دیئے گئے ھیں تا کہ کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ اس تحریر میں کسی دروغ گوئی سے کام لیا گیا ہے...

خاکسار.........فاروق درویش

جھوٹے اہل حدیث

(قسط ۲)

مفتی آرزومند سعد حفظہ اللہ

"اہلِ حدیث" سننے میں اور پڑھنے میں کتنا پیارا لگتا ہے نا! لیکن پیارا تو "اہلِ قرآن" بھی لگتا ہے۔ فرق صرف اتنا ہی ہے کہ ایک قرآن کا نام لیکر اللہ پر جھوٹ بولتا ہے اور دوسرا حدیث کا نام لیکر نبی ﷺ پر۔ ملاحظہ ہوں اکاذیبِ "جی ایم" (مدیر)

جھوٹ نمبر ۵:

غیر مقلدین کا ایک اور بڑا جھوٹ: حنفیہ فاتحہ کی احادیث کو نہیں مانتے۔

اس سے بڑا جھوٹ دنیا میں نہیں ہو سکتا۔ احادیث میں آتا ہے کہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ احناف کے نزدیک نماز میں سورۃ فاتحہ پڑھنا واجب ہے۔ اگر کوئی قصداً عمداً چھوڑ دے تو نماز نہ ہو گی اور اگر سہواً رہ جائے تو سجدہ سہو لازم ہو گا۔

بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع - (2 / 137)
أَمَّا الْوَاجِبَاتُ الْأَصْلِيَّةُ فِي الصَّلَاةِ فَسِتَّةٌ: مِنْهَا قِرَاءَةُ الْفَاتِحَةِ وَالسُّورَةِ

اختلاف اس مسئلہ میں قطعاً نہیں اختلاف اس مسئلہ میں ہے کہ کیا امام کی پڑھی ہوئی فاتحہ مقتدی کی طرف سے ہو جاتی ہے یا نہیں۔ تو صحیح احادیث کی روشنی میں احناف کا مسلک یہ ہے کہ امام کی پڑھی ہوئی فاتحہ مقتدی کی طرف سے بھی ہو جاتی ہے۔ مقتدی کو الگ سے فاتحہ پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ ان شاء اللہ غیر مقلدین قیامت کی صبح تک کوئی ایسی

حدیث پیش نہیں کرسکتے کہ امام کی پڑھی ہوئی فاتحہ مقتدی کے لئے کافی نہیں۔ مقتدی کو الگ سے فاتحہ پڑھنا فرض یا واجب ہے۔

جھوٹ نمبر۶ :

غیر مقلدین کا ایک اور جھوٹ:۔ مذہب حنفی کا دین اسلام سے اختلاف کے مصنف ابو الاقبال سلفی لکھتا ہے۔ احناف نے جو طریقہ قاعدہ کا بیان کیا ہے کہ ایک پاؤں بچا کر اس پر بیٹھا جائے یہ طریقہ انتہائی تکلیف دہ ہے۔ ☆

الجواب: یہ طریقہ احناف نے اپنی طرف سے نہیں بنایا بلکہ صحیح احادیث اس پر موجود ہیں۔

سنن أبي داود- محقق وبتعليق الألباني- (1 / 361)

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ سُنَّةُ الصَّلاَةِ أَنْ تَنْصِبَ رِجْلَكَ الْيُمْنَى وَتَثْنِىَ رِجْلَكَ الْيُسْرَى.

سنن أبي داود- محقق وبتعليق الألباني- (1 / 362)

حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ وَكِيعٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَدِيٍّ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ -صلى الله عليه وسلم- إِذَا جَلَسَ فِي الصَّلاَةِ افْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى حَتَّى اسْوَدَّ ظَهْرُ قَدَمِهِ.

سنن الترمذي- شاكر + ألباني- (2 / 85)

حدثنا أبو كريب حدثنا عبد الله بن إدريس حدثنا عاصم بن كليب [الجرمي] عن أبيه عن وائل بن حجر قال: قدمت المدينة قلت لأنظرن إلى صلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم فلما جلس يعني للتشهد افترش رجله اليسرى ووضع يده اليسرى يعني على فخذه اليسرى ونصب رجله اليمنى

قال أبو عيسى هذا حديث حسن صحيح والعمل عليه عند أكثر أهل العلم وهو قول سفيان الثوري وأهل الكوفة وابن المبارك قال الشيخ الألباني: صحيح

☆ سبحان اللہ! پھر تو بے نمازیوں کے لیے نماز بھی تکلیف دہ ہے معاذ اللہ، شریعت کے مطابق ہم چلیں گے یا شریعت ہمارے مطابق چلے گی؟ (مدیر)

الغرض یہ طریقہ صحیح احادیث میں موجود ہے۔ لیکن غیر مقلد نے انتہائی خیانت اور جھوٹ سے کام لیکر اسکو اس طرح بیان کیا کہ دیکھنے والا یہ سمجھتا ہے کہ یہ طریقہ احناف کا ایجاد کردہ ہے۔ مصنف نے مزید لکھا ہے کہ انکا مذہب حنفی ہے انکا مذہب اسلام نہیں۔ ناظرین دیکھیں کس طرح حضور ﷺ کی سنتوں کو یہ لوگ برملا تنقید کا نشانہ بناتے ہیں۔

جھوٹ نمبر ۷:

غیر مقلد ابو اقبال سلفی لکھتا ہے کہ حنفیہ عمامہ پر مسح کے قائل نہیں ہے اور یہ احادیث کے خلاف ہے۔

الجواب:۔ احادیث میں سرے سے یہ بات موجود نہیں ہے کہ حضور ﷺ نے صرف عمامہ پر مسح کیا ہے سر پر مسح نہیں کیا۔ چنانچہ خود ہی اس نے مسلم شریف کی روایت نقل کی ہے جس میں اس کی تفسیر موجود ہے کہ حضور ﷺ نے سر پر مسح کیا اور پھر عمامہ پر مسح کیا۔ ابو داؤد کی روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے عمامہ کے نیچے ہاتھ لے جا کر سر پر مسح کیا۔ اسی کے حنفیہ قائل ہیں۔ یعنی احناف کا مسلک یہ ہے کہ فرض مقدار کے برابر سر پر مسح کرنا ضروری ہے اگر کسی نے صرف عمامہ پر مسح کیا اور سر پر مسح بالکل نہیں کیا تو اسکا وضو نہیں ہو گا۔

جس مسئلے کو یہ غیر مقلد حدیث کا خلاف بتا رہا ہے وہ جمہور کا مسلک ہے۔ چنانچہ فتح الباری میں ہے۔

فتح الباري-ابن حجر- (1 / 309)

وقد اختلف السلف فی معنی المسح علی العمامة فقیل إنه كمل علیها بعد مسح الناصیة وقد تقدمت روایة مسلم بما یدل علی ذلك وإلی عدم الاقتصار علی المسح علیها ذهب الجمهور وقال الخطابی فرض الله مسح الرأس والحدیث فی مسح العمامة محتمل للتأویل فلا یترك المتیقن للمحتمل۔

یعنی صرف عمامہ پر مسح کا اقتصار کرنا جمہور امت کے نزدیک جائز نہیں ہے۔

(جاری ہے........)

عقائد علماء اہلحدیث

(قسط ۲)

عباس خان حفظہ اللہ

غیر مقلدوں کی چیلینج بازیاں خوب ہوتی ہیں۔ جنہیں اتنی سادہ سی بات بھی سمجھ نہ آتی ہو کہ ہر علم کی اصطلاحات جُدا ہوتی ہیں، ہر فن کی اصطلاح اُسی پر منطبق کر کے دیکھی جاتی ہیں، خصوصاً تصوف (احسان) میں۔ انہوں نے تصوف کی عبارت کو عقیدہ پر فٹ کیا، نتیجہ ظاہر ہے کہ ہر "جی ایم" مفتی اور مجتہد بنا ہوا ہے۔ ذیل کے مضمون میں اُن کے اپنے عقائد بتائے گئے ہیں، شاید کچھ انصاف سے پڑھنے پر ذہن صاف ہو جائے۔ ہداھم اللہ۔ (مدیر)

عقیدہ نمبر 11

آذان عثمانی بدعت ضلالت ہے۔

غیر مقلدین کے شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری صاحب لکھتے ہیں۔

یہ اذان رائجہ بدعت ضلاف ہے (فتاویٰ ثنائیہ ج 1 ص 432)

مولوی محمد جوناگڑھی صاحب لکھتے ہیں:

پس ہمارے زمانہ میں مسجد میں جو دو اذانین جمعہ کے لئے ہوتی ہیں صریح بدعت ہے کسی طرح جائز نہیں۔

(فتاویٰ اہلحدیث ج 2 ص 106)

غیر مقلد وکٹورین ایک اور بات بھی کہتے ہیں کہ دور عثمانی میں یہ آذان کسی بلند جگہ کہلاوئی جاتی تھی اور آج کل اہلسنت حنفی شافعی مالکی اور حنبلی یہ آذان مسجد میں دی جاتی ہے اور ہم اسے بدعت ضلالت کہتے ہیں۔ العیاذ باللہ یہ لوگ کس دلیل سے اسے بدعت ضلالت کہتے ہیں حضور ﷺ کے دور میں تو بقیہ آذانیں بھی بلند جگہ پر دی جاتی تھیں اور اب صرف مسجد میں دی جاتی ہیں اگر یہ

بدعت ضلالت ہے تو کیایہی آذان مسجد کی بجائے بازار یا کسی بلند عمارت پر دیں تو کیا جائز ہو گئی؟ اور یہی آذان حرم میں بھی دی جاتی ہے کیا وہ بھی بدعت ضلالت ہے؟

عقیدہ نمبر12

دین میں نبی کی رائے حجت نہیں۔

غیر مقلدین کے خطیب الہند محمد جوناگڑھی صاحب لکھتے ہیں۔

"تعجب ہے کہ جس دین میں نبی کی رائے حجت نہ ہو اس دین والے آج ایک امتی کی رائے کو دلیل اور حجت سمجھنے لگے"

(طریق محمدی ص40)

جبکہ یہ بات ہی صحیح نہیں کیونکہ نبی ﷺ دینی معملات میں رائے نہیں دیتے بلکہ وہ ان کا حکم ہوتا ہے جسے اپنانا لازم ہوتا ہے ہاں البتہ دنیاوی معملات میں آپ ﷺ نے خود اختیار دیا ہے اور جان چھڑانے کیلیئے اسے مجتہدین کے اجتہادات کے ساتھ جوڑنا بھی صریح حماقت ہے۔

»إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ، إِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ مِنْ دِينِكُمْ فَخُذُوا بِهِ، وَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ مِنْ رَأْيِي، فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ«

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں ایک انساں ہوں، جب میں تمہیں کوئی دین کی بات کا حکم دوں تو تم اس کو اپنالو اور جب میں (دنیاوی معملات میں) اپنی رائے سے کسی چیز کے بارے میں بتاؤں تو میں بھی ایک انسان ہی ہوں۔

(صحیح مسلم ج4ص1835)

اسی طرح ایک اور روایت میں آتا ہے۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں۔

مَالِنَخْلِكُمْ قَالُوا قُلْتَ كَذَا وَكَذَا قَالَ أَنْتُمْ أَعْلَمُ بِأَمْرِ دُنْيَاكُمْ۔

(صحیح مسلم ج4ص1836)

تم لوگ اپنے دنیوی معاملات کو میرے نسبت زیادہ بہتر جانتے ہو۔

عقیدہ نمبر 13

ائمہ اربعہؒ کی تقلید بھی شرک ہے۔

فرقہ اہلحدیث کا ہر عامی جاہل اور عالم کہلائے جانے والا جاہل یہ بات کرتا ہے۔

اب ان کا اپنا اقرار بھی دیکھیے

ایک مولوی صاحب لکھتے ہیں:

"اور اس بات میں کچھ شک نہیں کہ تقلید خواہ آئمہ اربعہ میں سے کسی کی ہو خواہ ان کے سوا کسی اور کی شرک ہے"۔

(الظفر المبین ص20)

جبکہ پوری قرآن میں ایک بھی ایسی آیت موجود نہیں جس میں اللہ تعالیٰ نے آئمہ فقہاء مجتہدین اہل استنباط کی تقلید کو شرک کہا ہو ☆ یا کم از کم روکا ہو منع کیا ہو جیسا کفار مشرکین بے دین اور نا اہلوں کی تقلید سے منع کیا ہے۔

عقیدہ نمبر 14

سنت عمر کفر ہے۔ نعوذ باللہ

فرقہ اہلحدیث کے مولوی عبد المتین میمن طلاق ثلاثہ کے مسئلہ میں لکھتا ہیں:

"سنت محمدی کو چھوڑ کر سنت عمرؓ کی طرف لوٹیں گے تو کفر ہے"۔

(حدیث خیر و شر ص110)

العیاذ باللہ

پہلے عمرؓ کو نبی کے مقابلے میں کھڑا کر دیا پھر ان کی طرف رجوع کرنے والے کو کافر قرار دیا اس میں وہ تمام صحابہ کرامؓ آ گئے جنہوں نے حضرت عمرؓ کی پیروی کی لہٰذا اس احمق مولوی کے مطابق حضرت عمرؓ اور ان کے پیروا سب کافر ہوئے۔ نعوذ باللہ

☆ اس پر جی ایم حضرات بڑی شد و مد سے احبار و رہبان اور یہود و نصاریٰ کے تعلق سے اُترنے والی آیات کو منطبق کرنے کی حماقت کرتے ہیں۔ اگر غیر مقلدین ایسی کوئی آیت یا حدیث جانتے ہیں، جس میں فقہاء و مجتہدین کی بات بلا مطالبہ دلیل تسلیم کرنا شرک ہے تو ضرور مضمون نگار، مجلسِ مشاورت اور مدیر سے الگ الگ انعام حاصل کریں۔ (مدیر)

عقیدہ نمبر 15

بیک وقت چار سے زائد شادیاں کی جاسکتی ہیں۔[☆]

فرقہ اہلحدیث کے مشہور عالم نواب صدیق حسن خان صاحب اور نور الحسن صاحب لکھتے ہیں:

"چار کی کوئی حد نہیں (غیر مقلد مرد) جتنی عورتیں چاہے نکاح میں رکھ سکتا ہے"

(ظفر الامانی ص 141، عرف الجادی ص 111)

عقیدہ نمبر 16

فرقہ اہلحدیث کے نزدیک پیشاب پاخانہ کرتے وقت قبلہ کی طرف ہونا یا پشت کرنا بالکل جائز ہے ناجائز ہونا تو دور رہا مکروہ بھی نہیں ہے۔

(دستور المتقی ص 45 از مولانا یونس دہلوی، نزل الابرار ج 1 ص 53 از امام اہلحدیث نواب وحید الزمان)

جبکہ احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ پیشاب، پاخانہ کرتے وقت بغیر کسی عذر کے قبلہ رو ہونا اور پشت کرنا مطلقاً ناجائز ہے، آبادی میں ہو یا صحرا میں حضور ﷺ نے اس سے سختی سے منع فرمایا ہے اور قبلہ کے اکرام کرنے کا حکم دیا ہے۔

(بخاری ج 1 ص 57، مسلم ج 1 ص 130، زاد المعاد ج 1 ص 8، مجمع الزوائد ج 1 ص 205 ابو داوٗد وغیرہ)

عقیدہ نمبر 17

زکوۃ کا انکار اور اس میں حیلے

فرقہ اہلحدیث کے مجدد نواب صدیق حسن خان صاحب لکھتے ہیں

[☆] یہ ان کا اجتہاد ہے (مدیر)

زیورات اور مال تجارت میں زکوۃ نہیں۔(بدور الاہلہ ص102)

اور زکوۃ کہاں دی جائے؟

نواب نور الحسن خان صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

ماں باپ اور سگی اولاد کو زکوۃ دینی جائز ہے۔

(عرف الجادی ص72)

گویا کہ زکوۃ کے اصل حقداروں کو چھوڑ کر آپس میں ہی ایک دوسرے کو زکوۃ دے دی جائے تا کہ مال اندر ہی رہ جائے۔

عقیدہ نمبر18

عورتوں کو مسجد میں جانے سے روکنے والا ملعون ہے۔

حضرت عائشہؓ کی بدترین توہین

فتاویٰ نذیریہ کے مفتی غیر مقلدین کے شیخ الکل نے حضرت عائشہؓ کی شان میں زبردست گستاخی کی ہے، انکا قول " کہ اگر آج نبی کریم ﷺ ان باتوں کو دیکھ لیتے جو عورتوں نے اختیار کر رکھی ہیں تو انہیں مسجد جانے سے روک دیتے جس طرح بنی اسرائیل کی عورتیں روک گی گئی تھیں"۔

(بخاری ج1 ص120)

اس کے بعد غیر مقلدین کے شیخ الکل کی بات ملاحظہ ہو۔

"پھر اب جو شخص بعد ثبوت قول رسول و فعل صحابہ کی مخالفت کرے وہ اس آیت کا مصداق ہے۔ ومن یشاقق الرسول من بعد ۔۔۔ الخ (الایۃ) جو حکم صراحۃ شرع میں ثابت ہو جائے اس میں ہر گز رائے و قیاس کو دخل نہ دینا چاہئے کہ شیطان اس قیاس سے کہ انا خیر منہ حکم صریح الٰہی سے انکار کر کے ملعون بن گیا ہے اور یہ بالکل شریعت کو بدل ڈالنا ہے"

(فتاویٰ نذیریہ جلد ا ص۲٦٦)

غیر مقلدین کے شیخ الکل کی گمراہی ملاحظہ فرمائیں اس نے در پر دہ حضرت عائشہؓ پر کیسا زبر دست حملہ کیا ہے، افسوس اس فتویٰ غیر مقلدین کے شیخ الکل کا بھی بلا کسی اختلافی نوٹ کے دستخط موجود ہے۔

اور نذیر حسن نے لوگوں کو کیا تاثر دیا ہے

حضرت عائشہؓ نے آنحضرت ﷺ کے حکم کی مخالفت کی۔

حضرت عائشہ نے اس مسئلہ میں آنحضرت ﷺ کے حکم کی مخالفت کر کے آیت مذکورہ بالا کا مصداق ہوئیں۔

حضرت عائشہؓ نے اس مسئلہ میں اپنے قیاس اور رائے کو دخل دیا۔

حضرت عائشہؓ نے دین کے حکم میں رائے اور قیاس کو دخل دیکر وہی کام کیا جو شیطان نے انا خیر منہ کہہ کر کیا تھا۔

حضرت عائشہؓ نے معاذ اللہ یہ کہہ کر کہ موجودہ وقت عورتوں کو مسد اور عید گاہ جانا مناسب نہیں ہے۔ شریعت کو بدل ڈالنے کی جراَت کی۔

عقیدہ نمبر19

آج کل کے تمام غیر مقلدین یہ عقیدہ رکھتے اور لوگوں کو سمجھاتے ہیں کہ

اللہ کی ذات صرف عرش کے اوپر اوپر تک ہے نیچے سے ختم ہوتی ہے اور اللہ کی ذات کے بعد اس کے نیچے سے عرش اور دیگر مخلوقات شروع ہوتی ہیں العیاذ باللہ

جبکہ یہ عقیدہ قرآن اور حدیث کے خلاف ہے

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتے ہیں:

هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ (الحدید 3)

وہی اول وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن

رسول اللہ ﷺ اس آیت کی تفسیر فرماتے ہیں

"اللهم أنت الأول فليس قبلك شيء، وأنت الآخر فليس بعدك شيء، وأنت الظاهر فليس فوقك شيء، وأنت الباطن، فليس دونك شيء."

اے اللہ تو اول ہے تجھ سے پہلے کچھ نہیں، تو "آخر" ہے تیرے بعد کوئی نہیں، تو "ظاہر" ہے تیسرے اوپر کچھ نہیں، تو "باطن" ہے تیرے نیچے کچھ نہیں۔(صحیح مسلم)

دون کا مطلب "علاوہ" بھی ہوتا ہے اور "دون" کا مطلب "نیچے بھی ہوتا ہے۔(المورد ص 557)

ہم دونوں باتوں کا اقرار کرتے ہیں خود حدیث میں بھی لفظ "دون" نیچے کیلئے استعمال ہوا ہے۔

نبی کریم ﷺ کی حدیث ہے

وَلَا الْخُفَّيْنِ إِلَّا أَنْ لَا تَجِدَ نَعْلَيْنِ فَإِنْ لَمْ تَجِدِ النَّعْلَيْنِ فَمَا دُونَ الْكَعْبَيْنِ

"اور اگر تمہارے پاس جوتے نہ ہوں تو ٹخنوں کے نیچے تک موزے پہن لیا کرو"۔

(سنن نسائی ج2ح587: صحیح

امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ

وَاسْتَدَلَّ بَعْضُ أَصْحَابِنَا فِي نَفْيِ الْمَكَانِ عَنْهُ بِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ». وَأَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُونَكَ شَيْءٌ". وَإِذَا لَمْ يَكُنْ فَوْقَهُ شَيْءٌ وَلَا دُونَهُ شَيْءٌ لَمْ يَكُنْ فِي مَكَانٍ.

(الأسماء والصفات للبيهقي ج ۲ ص ۲۸۷)

"ہمارے بعض اصحاب اللہ کو مکان سے پاک ثابت کرنے کیلئے نبی ﷺ کی حدیث پیش کرتے ہیں کہ تو(اللہ) الظاہر مطلب کوئی چیز اسکے اوپر نہیں الباطن یعنی کوئی چیز اس کے نیچے نہیں اسلئے اللہ کے اوپر کچھ نہیں اور اسکے نیچے کچھ نہیں تو اللہ مکان و جگہ سے پاک ہے۔"

عقیدہ نمبر 20

اللہ کی صفت "ید" متشابہات میں سے نہیں۔

زبیر علی زئی صاحب لکھتے ہیں:

"اللہ کی صفت "ید" کو متشابہات میں سے کہنا اہل بدعت کا مسلک ہے"۔

(اصول المصابیح ص38 ترجمہ و تحقیق و تخریج زبیر علی زئی)

عقیدہ نمبر21

ننگے ہو کر نماز پڑھنا

نواب صدیق حسن خان صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

"عورت کی نماز بغیر ستر چھپائے صحیح ہے عورت تنہا ہو یا دوسری عورتوں کے ساتھ ہو یا پھر اپنے شوہر کے ساتھ ہو یا دوسرے محارم (باپ بھائی بیٹے) کے ساتھ ہو غرض ہر طرح صحیح ہے زیادہ سے زیادہ سر چھپالے"۔

(بدول الاہلہ ص39)

عقیدہ نمبر22

صحابہ کرام پر فاسق ہونے کا اطلاق کیا جاسکتا ہے۔

غیر مقلدین کے لئے فی جملہ نہایت مفید کتاب ہے (حوالہ فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ ص493) نزل الابرار میں لکھتا ہے کہ:

"تمام صحابہ کو عدول قرار دینے کا معنی ہے کہ وہ نقل روایت میں ثقہ و عادل و معتبر ہیں نہ کہ سارے صحابہ معصوم ہیں، ان سے کوئی ایسی بات سرزد ہو ہی نہیں سکتی جس کی بنا پر ان پر لفظ فاسق کا اطلاق نا ممکن ہے"۔

(حاشیہ نزل الابرار ج3 ص94)

معاذاللہ

عقیدہ نمبر23

مشت زنی واجب ہے

نور الحسن خان صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

"نظر بازی کا خطرہ ہو تو مشت زنی واجب ہے"۔

(عرف الجادی ص207)

سوال یہ ہے کہ اگر یہ واجب ادا نہ کیا گیا تو کیا گناہ ہو گا؟

ایک غیر مقلد سنت پڑھنے کیلیئے کھڑا ہوا اسے نظر بازی کا خطرہ محسوس ہوا اب وہ سنت ادا کرے یا پہلے واجب؟

اگر نظر بازی کا یہی اعلاج ہے تو پھر نفس پر قابو کا کیا مطلب ہے؟

عقیدہ نمبر24

اگر زنا پر مجبور کیا جائے تو زنا کرنا جائز ہے۔

نواب الحسن خان صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

"کوئی شخص زنا پر مجبور کیا جائے اس کیلیئے زنا کرنا جائز ہے"۔

(عرف الجادی ص215)

العیاذ باللہ

حضرت یوسفؑ کا مشہور واقعہ قرآن کریم میں آتا ہے کہ جب زلیخا انہیں اپنی طرف مجبور کر رہی تھیں تو حضرت یوسفؑ نے اس سے کہا

معاذ اللہ انہ ربی احسن مثوای انہ لا یفلح الظلمون

ترجمہ:

معاذ اللہ! تیرا شوہر عزیز مالک ہے میرا اور اچھی طرح رکھا ہے مجھے اس نے، بے شک ظالم کبھی فلاح نہیں پاتے۔

(سورۃ یوسف ص23)

اللہ کا شکر ہے کہ اس وقت کوئی غیر مقلد وکٹورین موجود نہیں تھا جو جائز کا فتویٰ دے دیتا۔

عقیدہ نمبر 25

بار بار طلاق دینا اور بار بار رجوع کر لینا جائز ہے۔

سائل نے ایک غیر مقلد مولوی عبد اللہ ویلوری سے سوال پوچھا۔

سوال: زید نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی۔ اس کے بعد 10 یوم زید نے رجوع کر لیا پھر کچھ عرصے بعد دوبارہ تنازع ہونے کی صورت میں اس نے طلاق دے دی۔ آٹھ یوم کے بعد پھر رجوع کر لیا۔ اس نے چار پانچ مرتبہ ایسا ہی کیا۔ طلاق دے دی اور رجوع کر لیا زید کو اس مسئلہ کے بارے میں کوئی علم نہ تھا اب اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟؟ اب پھر دوبارہ رجوع کرنا چاہتا ہے قرآن وحدیث کی روشنی میں فتویٰ صادر فرمائیں۔ اللہ آپ کو جزائے خیر دے۔

جواب:

صورت مسئولہ میں رجوع کر سکتا ہے......۔ دو گواہوں کے روبرو رجوع کر کے بیوی کو آباد کر سکتا ہے

(فتاویٰ جات ص482)

اس احمق مولوی نے طلاق کی مقدار ہی ختم کر دی جو کہ شریعت نے ہمیں دی تھی۔

اب کوئی غیر مقلد صبح شام بیوی کو طلاق دیتا پھرے اور رجوع کرے بیوی اس کے لئے حلال ہے۔

عقیدہ نمبر 26

کسی کو حاضر ناظر جاننا شرک نہیں

فرقہ اہلحدیث کا عقیدہ ہے کہ

اللہ کی ذات حاضر و ناظر نہیں اب جب اللہ کی ذات ہی حاضر ناظر نہیں تو کسی ولی یا نبی کی ذات کو حاضر و ناظر سمجھا کس طرح سے شرک ہو سکتا ہے؟ شرک ہو تو کس کے ساتھ اللہ کی ذات تو حاضر و ناظر نہیں۔

عقیدہ نمبر 27

نماز کے سنت واجبات فرائض وغیرہ سب بدعات ہیں۔

ایک غیر مقلد مولوی صاحب لکھتے ہیں:

"نماز کے واجبات فرائض سنن اور مستحبات یہ تمہاری بدعت ہے اگر بدعت نہیں تو قرآن وسنت سے ثابت کریں"۔

(حنفیوں کے 350 سوالات کے جوابات ص 125)

فرقہ اہلحدیث کے ایک اور احمق مولوی صاحب لکھتے ہیں:

"فقہائے احناف کا نماز کے ارکان میں سے بعض کو فرض بعض کو واجب بعض کو سنت بعض کو مستحب قرار دینا بدترین بدعت ہے"۔

(تحفہ حنفیہ ص 125)

تمام فقہاء اور محدثین کرام نے اپنی اپنی کتب میں بعض جگہ پر کسی مسئلہ کو فرض یا کسی کو سنت یا کسی کو واجب قرار دیا لیکن ان تمام محدثین فقہاء جلیل القدر علماء کے خلاف ان وکٹورینوں کے نزدیک یہ ایک بدترین بدعت ہے۔

عقیدہ نمبر 28

ہر ایک اجتہاد کا حقدار ہے۔

ویسے تو یہ عقیدہ ہر ایک غیر مقلد کا ہوتا ہے۔ لیکن ہم ایک حوالہ بھی پیش کرتے دیتے ہیں۔

مشہور غیر مقلد عالم زبیر علی زئی صاحب ایک سائل کو سوال کا مختصر جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"باقی امور کے بارے میں خود اجتہاد کر لیں"۔ ☆

(فتاویٰ علمیہ ص 198)

اس احمق کے اس قول پر ہم ایک مشہور محدث کا قول نقل کرتے ہیں

امام الجرح والتعدیل حضرت امام شمس الدین ذہبیؒ (وفات 748ھ) فرماتے ہیں:

☆ گویا دین نہ ہوا، بازیچہ اطفال ہو گیا (مدیر)

نعم من بلغ رتبة الاجتهاد وشهد له بذلك عدة من الأئمة لم يسغ له أن يقلد كما أن الفقيه المبتدئ والعامي الذي يحفظ القرآن أو كثيرا منه لا يسوغ له الاجتهاد أبدا فكيف يجتهد وما الذي يقول؟ وعلام يبني؟ و كيف يطير ولما يريش؟

ترجمہ:

"جو شخص اجتہاد کے مرتبہ پر فائز ہو بلکہ اس کی شہادت متعدد آئمہ دیں اس کیلئے تقلید کی گنجائش نہیں ہے مگر مبتدی قسم کا فقیہ کا عامی درجے کا آدمی جو قرآن کا یا اسکے اکثر حصے کا حافظ ہو اس کیلئے اجتہاد جائز نہیں، وہ کیسے اجتہاد کرے گا؟ کیا کہے گا کس چیز پر اپنے اجتہاد کی امارت قائم کرے گا؟ کیسے اڑھے گا ابھی اسکے پر بھی نہیں نکلے؟"۔

(سیر أعلام النبلاء ج13 ص337)

عقیدہ نمبر 29

من پسند مسائل کو راجح قرار دینا۔

غیر مقلدین کے امام شوکانی صاحب لکھتے ہیں "چار دن قربانی والا موقف راجح ہے"

(نیل الاوطار جلد 5 صفحہ 149)

غیر مقلدین کے محدث العصر حافظ زبیر علی زئی صاحب لکھتے ہیں "قول راجح یہ ہے کہ قربانی کے صرف 3 دن ہیں"۔

(علمی مقالات صفحہ 219)

تبصرہ: اگر ان جہلا سے ہی کسی مسئلہ کو راجح مرجوع کروانا ہے تو بہتر نہیں ائمہ میں سے کسی ایک کی پیروی کی جائے۔

عقیدہ نمبر 30

زبان سے نیت کا مطلق انکار کرنا

فرقہ اہلحدیث کے امام اہلحدیث نواب وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں

"زبان سے نیت کرنا بدعت ہے"۔

(نزل الابرار ج1 ص69)

جبکہ زبان سے نیت کرنا حدیث سے ثابت ہے۔☆

حضرت ابن عباسؓ حضرت ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے نبی ﷺ نے بیان فرمایا کہ میرے پاس رات کو میرے پروردگار کی طرف سے ایک آنے والا (فرشتہ) آیا اور اس وقت آپ عقیق میں تھے (اس نے کہا) اس مبارک وادی میں نماز پڑھئے اور کہیں کہ میں نے عمرہ اور حج کی نیت کی۔

(صحیح بخاری ج3ح2244)

☆ زبان سے نیت کرنے کے متعلق اسی شمارہ کا مضمون "نیت کا مسئلہ "بقلم حافظ محمود احمد ملاحظہ فرمائیں (مدیر)

نیت کا مسئلہ

حافظ محمود احمد

قارئین کرام! سلف سے جنکا تعلق دور کا بھی نہیں ہوتا ایسے نام نہاد سلفی (بزعم خویش) اجتہاد کے اعلیٰ سے اعلیٰ مقام پر فائز نظر آتے ہیں مثلاً روزہ رکھنے کی نیت کے بارے میں عربی کا وہ جملہ جو کہ مشہور اور عام ہے

بصوم غدٍ نویتُ من شهر رمضان.

جہالت نمبر 1:

اس جملے کو فہد محمود[☆] جاہل نے اپنی جہالت کا نشانہ بناتے ہوئے اس کو دعاء لکھ دیا ہے جبکہ اس جملے میں نہ ہی اللہ سے کسی طرح کی کوئی فریاد ہے نا ہی اللہ تعالیٰ کی تعریف اور نہ التجا ہے اور نہ درخواست جبکہ دعاء میں فریاد التجاء اور درخواست و عاجزی ہوتی ہے جیسے اذان کے بعد کی دعاء اور دشمنوں کے مکر و فریب سے اللہ کی پناہ کی دعا، دعا یہ ہے.

اللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ

ترجمہ اے اللہ ہم ان کے مکر سے تیری پناہ چاہتے ہیں.

اسکے علاوہ آپ دعاء کی کوئی بھی کتاب اٹھا کر دیکھ سکتے ہیں جیسے مقبول و مسنون دعاء، حصن حصین وغیرہ-

جہالت نمبر2:

فہد محمود صاحب نے اپنی جہالت کا دوسرا نمونہ یہ دیا کہ انہوں نے عوام کو یہ کہہ کر دھوکہ دینے کی کوشش کی کہ یہ دعاء کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں حالانکہ پہلی بات تو یہ دعاء ہے ہی نہیں، دوسری بات جناب کے بقول اگر مان لیا جائے کہ یہ دعاء ہے تب بھی اس دعاء کے پڑھنے و لکھنے والوں کا اس بات کا دعویٰ ہی نہیں ہوتا کہ یہ حدیث میں ہے

☆ اس مضمون میں تو حافظ محمود (عرف عبد الباری محمود) صاحب نے کسی غیر مقلد فہد محمود کے حوالے سے تحریر لکھی ہے، البتہ مضمون نگار احتیاط کریں کہ علماء اور مخصوص لوگوں کے علاوہ کسی کا نام نہ لیا جائے، بلکہ مضمون کو عموماً سب کو مخاطب کر کے لکھا جائے۔ ناگزیر حالات میں رعایت ہے۔ (مدیر)

اگر لکھنے پڑھنے والے یہ دعویٰ کرتے کہ یہ دعاء ہے اور حدیث صحیح میں موجود ہے تب فہد محمود صاحب کا یہ کہنا کہ یہ صحیح حدیث میں نہیں ہے صحیح ہوتا ورنہ تو یہ سیدھے اور سادہ ذہن لوگوں کو غلط فہمی میں ڈالنا ہے اور کچھ نہیں۔

جہالت نمبر 3:

فہد محمود صاحب اس عربی جملے کو ایک طرف صحیح حدیث میں نہ ہونے کی بات کرتے ہیں مگر وہیں دوسری طرف اس کو حدیث ہی بنا دیا ہے، چنانچہ لکھتے ہیں: اس منگھڑت حدیث...☆

جہالت نمبر 4:

یہ ہیکہ انہوں نے اس عربی عبارت کے پڑھنے والے پر ویری ویری فن ٹاسٹک نشانہ لگا کر جاہل اور گنوار ہونے کی گولی داغ دی یعنی جاہل ہونے کا فتویٰ دے ڈالا جبکہ اس کا پڑھنے والا جاہل نہیں ہے، اس لئے کہ اس میں جو لفظ "غداً" (بمعنی کل) استعمال ہوا ہے وہ اپنے موقع و محل کے لحاظ سے مناسب اور درست ہے اللہ پاک نے رات اور دن دونوں الگ الگ بنائے ہیں رات کا اطلاق غروب آفتاب سے صبح صادق تک اور دن کا اطلاق صبح صادق کے بعد سے غروب شمس تک ہوتا ہے لہٰذا اگر کوئی نیت میں یہ عربی الفاظ استعمال کرے تو اسکا مطلب ہوتا ہے کہ وہ صبح صادق کے بعد سے شروع ہونے والے دن کا روزہ رکھ رہا ہے اس لئے کل یعنی غدا کا لفظ بولتا ہے یہ مطلب ہر گز نہیں ہے کہ وہ نیت آج کی کر رہا ہے اور روزہ کل کا رکھ رہا ہے، لیکن جناب نے یہاں اپنی جہالت سے 24/ گھنٹے گزرنے کے بعد آنے والا جو دن ہوتا ہے اسے سمجھ لیا ہے تبھی قرآن پاک میں آئے لفظ "غدا" کو یہاں فٹ کر دیا ہے تیسری بات مجھے اس بات کا سخت اندیشہ ہے کہ فہد محمود صاحب کل کسی کو عربی اخبار یا عربی کا کوئی لٹریچر پڑھتا دیکھ کر جاہل ہونے کا فتویٰ نہ لگا دیں لہٰذا فہد محمود صاحب کو میرا مشورہ ہے کہ کسی مقلد کے مدرسے کا چکّر دو چار بار لگالیں ان شاءاللہ علم کی کچھ روشنی مل ہی جائے گی اور آپ کی کم فہمی اور علم سے ناواقفیت و جہالت پر میں مضمون لکھوں تو

☆ بہت عمدہ! ایسی بوکھلاہٹوں سے آئے دن واسطہ پڑتا رہتا ہے (مدیر)

مستقل ایک کتاب تیار ہو جائے لیکن میں مضمون کو طول نہ دے کر کے جناب والا سے گزارش کرتا ہوں کہ پلیز اس طرح کی پوسٹ لگا کر خود کو جاہل نہ بنائیں۔

نوٹ:

قارئین! نیت دل کے ارادہ کا نام ہے اگر کوئی زبان سے ادا کرلے تو اس میں کوئی حرج نہیں، نہ اس کو کوئی فرض سمجھتا ہے نہ ہی واجب، زبان سے نیت کے الفاظ کہنا نہ قرآن و حدیث سے ثابت ہے اور نہ ائمہ متقدمین سے، اس لئے اصل نیت دِل ہی کی ہے، مگر لوگوں پر وساوس و خیالات اور افکار کا غلبہ رہتا ہے جس کی وجہ سے نیت کے وقت دِل متوجہ نہیں ہوتا، دِل کو متوجہ کرنے کے لئے متاٴخرین نے فتویٰ دیا ہے کہ نیت کے الفاظ زبان سے بھی ادا کرلینا بہتر ہے☆، تاکہ زبان کے ساتھ کہنے سے دِل بھی متوجہ ہو جائے۔

اللہ پاک صحیح سمجھ کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

منجانب: اے آئی سی

☆ واضح رہے کہ یہ بات اس تناظر میں کہی گئی ہے کہ ذہن وساوس وافکار کا شکار ہو، ورنہ زبان سے نیت کرنا کوئی ضروری نہیں، البتہ اگر بھولی عوام اسے ضروری تصور کرتی ہے تو غیر مقلدین کا شکوہ بجا ہے اور عوام کو یہ مسئلہ سمجھانا چاہیے کہ انما الاعمال بالنیات۔ اور بقول مضمون نگار، نیت دل کے ارادے کا نام ہے (مدیر)

حدیث جابر بن سمرۃ اور ترکِ رفع یدین

"قَالَ الْإِمَامُ الْحَافِظُ الْمُحَدِّثُ ابْنُ حِبَّانٍ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ الْعَسْكَرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ الْمُسَيَّبَ بْنَ رَافِعٍ عَنْ تَمِيْمِ بْنِ طُرْفَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہما عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم اَنَّهُ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَاَبْصَرَ قَوْمًا قَدْ رَفَعُوْا اَيْدِيَهُمْ فَقَالَ قَدْ رَفَعُوْهَا كَاَنَّهَا اَذْنَابُ خَيْلٍ شُمُسٍ اُسْكُنُوْا فِي الصَّلَاةِ۔"

(صحیح ابن حبان ج3ص178، صحیح مسلم ج1ص 181)

ترجمہ: حضرت جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے لوگوں کو رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: "انہوں نے اپنے ہاتھوں کو شریر گھوڑوں کی دموں کی طرح اٹھایا ہے تم نماز میں سکون اختیار کرو۔" (نماز میں رفع یدین نہ کرو)۔

مذکورہ حدیث اپنے اندازِ استدلال اور وضاحتِ الفاظ کے ساتھ بالکل صریح ہے اور احناف کے دعویٰ عدم رفع فی الصلوۃ کو مکمل ہے۔

ذیل میں اس روایت سے ترکِ رفع کے استدلال پر کئے گئے اعتراضات کا جائزہ لیا جاتا ہے:

اعتراض نمبر 1 = اس حدیث میں رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد والے رفع یدین کا ذکر نہیں۔

جواب =

ہمارا دعویٰ ہے کہ نماز میں رفع یدین نہ کیا جائے، چاہے وہ رکوع والا ہو یا سجود والا۔ حدیث کے الفاظ پر غور کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو نماز میں رفع یدین کرتے دیکھا تو فرمایا: اسکنوا فی الصلوۃ (نماز میں سکون اختیار کرو) اس سے مذکورہ رفع یدین کی نفی ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ مشہور محدثین مثلاً علامہ زیلعی اور علامہ بدرالدین عینی نے تصریح کی ہے۔ یہ حضرات فرماتے ہیں:

انما یقال ذلك لمن یرفع یدیه فی اثناء الصلوۃ وھو حالة الرکوع او السجود ونحو ذالك (نصب الرایہ للزیلعی ج1ص472، شرح سنن ابی داود للعینی ج3ص29)

کہ یہ الفاظ (نماز میں سکون اختیار کرو) اس شخص کو کہے جاتے ہیں جو دوران نماز رفع یدین کر رہا ہو اور یہ حالت رکوع یا سجود وغیرہ کی ہوتی ہے۔

لہذا یہ اعتراض باطل ہے۔

اعتراض نمبر 2 = حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمہ اللہ اور شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثانی مدظلہ سے نقل کیا، جس کا حاصل یہ ہے کہ یہ دونوں حضرات اس حدیث کو بطور دلیل پیش نہیں کرتے، ان کا کہنا ہے کہ یہ سلام کے متعلق ہے۔

جواب =

الف: ان دونوں حضرات کا موقف ترک رفع یدین کا ہے (ادلہ کاملہ، درس ترمذی)

ب: عرض ہے کہ اگر ان حضرات نے اس حدیث کو دلیل نہیں بنایا تو دیگر حضرات محققین و محدثین نے تو بنایا ہے۔ مثلاً

1. امام ابوالحسن القدوری (التجرید ج2 ص519)
2. علامہ زیلعی (نصب الرایہ ج1 ص472)
3. علامہ عینی (شرح سنن ابی داود ج3 ص29)
4. ملا علی قاری (فتح باب العنایہ ج1 ص78 اور حاشیہ مشکوٰۃ ص75)
5. امام محمد علی بن زکریا المنبجی (اللباب فی الجمع بین السنۃ والکتاب ج1 ص256)
6. مولانا محمد ہاشمی سندھی (رسالہ کشف الرین)
7. حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتوی (اعلاء السنن للعثمانی: ج3 ص56)
8. شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی (اوجز المسالک: ج2 ص66)
9. شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی (فتح الملہم: ج3 ص317)
10. شیخ الاسلام مولانا ظفر احمد عثمانی (اعلاء السنن للعثمانی: ج3 ص56)

11. مولانا الشیخ محمد عبد اللہ بن مسلم البھلوی (ادلۃ الحنفیۃ: ص167)

12. امین الملۃ مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی (تجلیات صفدر: ج2، ص313)

13. مناظر اسلام حضرت مولانا حبیب اللہ ڈیروی (نور الصباح: ج 1 ص76)

د: اسی حدیثِ جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ سے ترکِ رفع پر استدلال کی نسبت سے مفتی تقی عثمانی دامت برکاتہم اور مولانا حبیب اللہ ڈیروی علیہ رحمہ کی آپس میں بات چیت بذریعہ خط و کتابت تفصیلاً ملاحظہ فرمانے کے لیے دیکھیں "نور الصباح، ج2، ص 321"

تنبیہ: شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ نے ترک رفع یدین کے دلائل پر مشتمل ایک تحریر کی تصدیق کرتے ہوئے "الجواب صحیح" لکھا ہے۔ ان دلائل میں یہی حدیث جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ موجود ہے۔ خود علی زئی کی زبانی یہ حقیقت سنیے:

"مری سے تجمل حسین صاحب نے ایک چار ورقی پمفلٹ: "مسئلہ رفع یدین" کے عنوان سے بھیجا ہے، جسے کسی دوست محمد مزاری دیوبندی نے لکھا ہے اور محمد رفیع عثمانی دیوبندی نے اس پمفلٹ کی تصدیق کی ہے، نیز محمد تقی عثمانی، محمد عبد المنان اور عبد الرؤف وغیرہ نے "الجواب صحیح" لکھ کر اس پر مہریں لگائی ہیں۔" (الحدیث: 93 ص11)

اعتراض نمبر 3 = اس حدیث پر محدثین کا اجماع ہے کہ اس حدیث کا تعلق تشہد کے ساتھ ہے کیونکہ سب محدثین نے اس حدیث پر سلام کے وقت اشارہ سے منع کرنے کے ابواب باندھے ہیں۔ اور کسی محدث نے اس حدیث سے ترکِ رفع پر استدلال نہیں کیا۔

جواب =

یہ حدیث اور بوقت سلام اشارہ سے منع کی حدیث دو الگ الگ احادیث ہیں، تفصیل آگے آرہی ہے۔

- اس حدیث پر امام ابو داوٗد نے یوں باب باندھا ہے: باب النظر فی الصلوٰۃ {ابو داوٗد ص138 ج1}
- امام عبد الرزاق علیہ رحمہ نے یوں باب باندھا ہے: باب رفع الیدین فی الدعاء {مصنف عبد الرزاق ص 252 ج 2}

- امام بخاری کے استاد ابو بکر بن شیبہ نے یوں باب باندھاہے: باب من کرہ رفع الیدین فی الدعاء{مصنف ابن ابی شیبہ ص486 ج 2}
- نیز قاضی عیاض مالکی علیہ رحمہ اس حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں:وقد ذکر ابن القصار ھذا الحدیث حجۃ فی النھی عن رفع الایدی علی روایۃ المنع من ذالک جملۃ{لاکمال العلم بفوائد مسلم ص344ج2}
- امام نووی علیہ رحمہ نے اپنی کتاب شرح المھذب میں فرمایا جسکا خلاصہ یہ ہے کہ اس حدیث سے امام ابو حنیفہ، امام سفیان ثوری، امام ابن ابی لیلیٰ اور امام مالک علیہ رحمہ نے ترک رفع یدین پر استدلال کیا ہے۔{المجموع شرح المھذب جلد3، ص400}

آیئے امام مسلم جن سے یہ حدیث پیش کی گئی ہے ان کے ابواب کو ذرا تفصیلاً دیکھتے ہیں:

امام مسلم نے باب یوں قائم فرمایا ہے:باب الامر بالسکون فی الصلوٰۃ والنھی عن الاشارۃ بالید ورفعھا عند السلام واتمام الصفوف الاول والیراص فیھما والامر بالاجتماع

- پہلا حصہ الامر بالسکون فی الصلوٰۃ، نماز میں سکون اختیار کرنے کا باب: باب کے اس حصے کے ثبوت میں یہی حدیث اسکنو فی الصلوٰۃ والی لائے ہیں
- دوسرا حصہ النھی عن الاشارۃ بالید ورفعھا عند السلام، سلام کے وقت ہاتھ سے اشارہ کی ممانعت: اس حصہ کے ثبوت کے لیے دوسری حدیث لائے ہیں وانما یکفی احدکم ان یضع یدہ علی فخذہ ثم یسلم علی اخیہ من علی یمینہ وشمالہ۔بس تمہارے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ اپنا ہاتھ اپنی ران پر رکھے، پھر اپنے دائیں بائیں والے پر سلام کرے۔
- تیسرا حصہ ہے، واتمام الصفوف الاول والیراص فیھما والامر بالاجتماع، پہلی صفوں کو مکمل کرنا اور ان میں جڑنا اور اجتماع کے حکم کے بارے میں: اس حصے کو ثابت کرنے کے لیے تیسری حدیث لائے ہیں استووا ولا تختلفوا

پس ثابت ہوا کہ سلام کا لفظ دوسری حدیث کے متعلق ہے۔ پہلی حدیث پر باب الامر بالسکون فی الصلوٰۃ ہے یعنی نماز میں سکون اختیار کرنے کا باب۔ اس کے نیچے حدیث وہی لائی گئی ہے جس مین رفع یدین کو سکون کے خلاف قرار دے کر منع فرمایا دیا گیا۔ لہٰذا جو حدیث ہم پیش کر رہے ہیں، اس پر باب الامر بالسکون فی الصلوٰۃ ہے، اس میں سلام اور تشہد کا لفظ نہیں۔

اعتراض نمبر 4 = یہ حدیث سلام کے وقت رفع یدین سے منع کی ہے نہ کہ رکوع جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت کی رفع یدین کے بارے میں۔

جواب =

جیسا کہ اعتراض نمبر 3 کے جواب میں بیان کر دیا گیا ہے کہ امام مسلم علیہ رحمہ نے اس حدیث پر نماز میں سکون اختیار کرنے کا باب باندھا ہے اور سلام کے وقت اشارے سے منع کرنے کے لیے حضرت جابر بن سمرۃ سے دوسری حدیث لائے ہیں، جس سے اس اعتراض کا سارا دم خم ختم ہو جاتا ہے۔ مگر غیر مقلدین کے اعتراضات کا مکمل مدلل جواب دیا جاتا ہے تا کہ مزید گنجائش باقی نہ رہے انشاء اللہ تعالیٰ:

- پہلی روایت مین جابر بن سمرۃ رضی الہ عنہ کا شاگرد تمیم بن طرفہ ہے۔ دوسری میں جابر رضی اللہ عنہ کا شاگرد عبد اللہ بن القبطیہ ہے۔
- پہلی روایت میں ہے خرج علینا یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہم پر نکلے۔ دوسری روایت میں ہے صلینا مع رسول اللہ ، یعنی ہم نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔
- پہلی روایت میں ہے رافعی ایدیکم یعنی رفع یدین کا ذکر ہے۔ دوسری روایت میں ہے تشیرون بایدیکم تومنون بایدیکم تم اشارہ کرتے ہو۔
- پہلی روایت میں سلام کا ذکر نہیں، دوسری میں سلام کا ذکر ہے۔
- پہلی روایت میں ہے اسکنوا فی الصلوٰۃ ، یعنی نماز میں سکون اختیار کرو، دوسری روایت میں ہے انما یکفی احدکم ان یضع یدہ علی فخذہ

ان دونوں روایتوں کو غور سے دیکھا جائے تو دونوں روایتوں میں پانچ فرق نظر آتے ہیں۔ پہلی روایت میں ہے کہ ہم اکیلے نماز پڑھ رہے تھے، آپ تشریف لائے تو یہ واقعہ الگ ہوا۔ دوسری روایت میں ہے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے،

یہ واقعہ الگ ہوا۔ پہلی حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم رافعی ایدیکم فرما کر رفع یدین کا نام لیتے ہیں اور دوسری میں رفع یدین کا نام تک نہیں بلکہ اشارے کا لفظ ہے۔ بہر حال دونوں روایتوں کو ایک بنانا فریب اور دھوکا ہو گا نہ کہ دونوں کو دو بتانا۔ چونکہ دو واقعے الگ الگ ہیں، ہم دونوں کو الگ الگ رکھتے ہیں، ملاتے نہیں لہٰذا الگ الگ رکھنا حقیقت حال سے اگاہ کرنا ہو گا۔ حقیقت حال سے آگاہ کرنے کو اہل انصاف میں سے تو کوئی بھی دھوکہ نہیں کہتا، ہاں بے انصاف جو چاہیں کہیں۔

جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

پہلی حدیث میں رفع یدین سے منع کیا گیا ہے اور دوسری میں سلام والے اشارے سے۔ ہمارا احناف کا دونوں روایتوں پر عمل ہے۔ نہ ہم رفع یدین کرتے ہیں اور نہ ہی سلام کے وقت اشارہ کرتے ہیں۔

ایک اور بات قابلِ غور ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ جب اکیلے نماز پڑھتے تھے تو بوقتِ سلام ہاتھوں کا اشارہ نہیں کرتے تھے، ہاتھوں کا اشارہ اس وقت ہوتا تھا جب باجماعت نماز پڑھتے اور پہلی حدیث میں ہے خرج علینا رسول ا للہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ،یعنی رسول اللہ صلی اللہ علہ والہ وسلم ہماری طرف آئے، ہم نماز پڑھ رہے تھے۔ سوال یہ ہے کہ یہ نماز فرض تھی ہر گز نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم گھر ہوتے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہ مسجد میں نماز کے لیے اتنا لمبا بیٹھے رہتے کہ کبھی نیند آنے لگتی اور حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم اس وقت تشریف لائے۔ وہ صحابہ رضی اللہ عنہم فرضوں کی جماعت آقا صلی اللہ علیہ والہ وسلم اس وقت تشریف لائے۔ وہ صحابہ رضی اللہ عنہ فرضوں کی جماعت آقا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بغیر کس طرح کرا سکتے تھے؟ ثابت ہوا کہ نماز فرض نہیں تھی بلکہ صحابہ کرام کی انفرادی نماز تھی جو نفل یا سنن ہو سکتی ہیں۔ جب نماز جماعت والی نہیں تھی بلکہ انفرادی فعل یا سنن نفل وغیرہ نماز تھی تو اس میں سلام کے وقت اشارہ ہوتا ہی نہیں تھا تو آقا نے منع کس چیز سے کیا؟ یقیناً وہ رکوع سجدے والا رفع یدیں ہی تھا جس کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کرتے تھے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم ناراض ہوئے اور فرمایا اسکنوا فی الصلوٰۃ نماز میں سکون اختیار کرو۔ مسلم شریف کا باب الامر فی الصلوٰۃ ج 1 ص 80 دیکھیں، اس میں اشارے کا ذکر جس حدیث میں ہے، اس میں صلینا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کہ ہم آپ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے۔ ابوداؤد باب السلام ج 1 ص 143 پر دیکھیں اور غور کریں کہ نماز باجماعت ہے اور اشارہ بھی ہے۔ جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ فرماتےھیں کنا اذا صلینا خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فسلم احدنا اشار بیدہ من یمینہ ومن عن یسارہ یہاں بھی سلام کے اشارے کا جہاں ذکر ہے، وہاں جماعت کا ذکر بھی ہے۔ نسائی باب السلام بالیدین ج 1 ص 156 مع التعلیقات میں ہے صلیت مع رسول اللہ

صلی اللہ علیہ والہ وسلم فکنا اذا سلمنا قلنا بایدینا السلام علیکم یہاں بھی جماعت کا ذکر ہے، ساتھ سلام کے اشارے کا ذکر ہے۔ یہ طحاوی شریف ج1 ص190 باب السلام فی الصلوٰۃ کیف ھو میں یہی جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کنا اذا صلینا خلف النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلمنا بایدینا جب ہم نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتے تو ہاتھوں سے سلام کرتے تھے۔ اس کے علاوہ کتاب الام للشافعی علیہ رحمہ، مسند احمد، بیہقی دیکھیں۔ جہاں سلام کے وقت اشارے کا لفظ ہو گا وہاں جماعت کی نماز کا ذکر بھی ہو گا۔ کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے اکیلے نماز ادا کی ہو اور ہاتھوں سے اشارہ بھی کیا ہو یعنی سلام کے وقت اشارہ بھی کیا ہو، موجود نہیں ہے لہٰذا اس سلام کے اشارے کا تعلق جماعت کی نماز سے ہے نہ کہ انفرادی نماز سے۔ انفرادی نماز میں صرف رکوع سجدے والا رفع یدین تھا، ہاتھوں کا اشارہ نہیں تھا لہٰذا انفرادی نماز میں جو عمل تھا ہی نہیں، اسے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کیسے منع کر سکتے تھے۔ ہاں جو عمل تھا، وہ رفع یدین رکوع و سجود کا تھا، اسی سے ہی منع فرمایا ہے۔

ضمنی اعتراض: اگر اس حدیث سے "فی الصلوٰۃ" یعنی نماز کے اندر کا رفع یدین منع ثابت ہوتا ہے تو پھر اس سے تو تکبیرِ تحریمہ والا رفع یدین بھی ختم ہو جاتا ہے۔

جواب: نماز تکبیرِ تحریمہ سے شروع ہوتی ہے اور سلام پر ختم ہوتی ہے۔ وکان یختم الصلوٰۃ بالتسلیم حدیث شریف میں آتا ہے تحریمھا التکبیر وتحلیلھا التسلیم {ترمذی شریف ص 32} نما تکبیرِ تحریمہ سے شروع ہوتی ہے اور سلام پر ختم ہو جاتی ہے لہٰذا جس فعل سے نماز شروع ہو رہی ہے، اسے فی الصلوٰۃ نہیں کہا جا سکتا۔ ثناء فی الصلوٰۃ، تعوذ فی الصلوٰۃ، قومہ فی الصلوٰۃ، جلسہ و سجدہ فی الصلوٰۃ، سجدے والا رفع یدین فی الصلوٰۃ، تشہد فی الصلوٰۃ۔ تکبیرِ تحریمہ آغاز کا نام ہے اور نماز شروع کرنے کا طریقہ ہے۔ سلام نماز کے اختتام کا نام ہے یعنی ختم کرنے کا طریقہ ہے۔ وکان تکتم بالتسلیم {مسلم ج1 ص195} جس طرح حدیث پاک سے ثابت ہو چکا ہے۔ اب قابلِ غور بات یہ ہے کہ جب رکوع و سجدہ فی الصلوٰۃ ہیں تو ان کا رفع یدین بھی فی الصلوٰۃ ہو گا لہٰذا اسکنو فی الصلوٰۃ میں نماز کے اندر والے رفع یدین سے ہی منع ثابت ہو گی نہ کہ تحریمہ والے سے کیونکہ رفع یدین بوقتِ تحریمہ فی الصلوٰۃ نہیں بلکہ فی افتتاح الصلوٰۃ ہے جس طرح ابو داؤد ج 1 ص 105، پر موجود ہے کہ تحریمہ والے رفع یدین کو رفع افتتاح الصلوٰۃ سے تعبیر کیا گیا ہے یا عندالدخول فی الصلوٰۃ جس طرح بخاری ج 1 ص 102، پر موجود ہے۔ جسطرح امام بخاری علیہ رحمہ باب باندھتے ہیں باب رفع الیدین فی التکبیرۃ الاولی مع الافتتاح یہاں لفظ مع الافتتاح تحریمہ کے رفع یدین کے لیے استعمال کیا ہے۔ اسی صفحہ 102 پر دیکھیں، امام بخاری علیہ رحمہ کا باب الخشوع فی الصلوٰۃ۔ نماز میں خشوع کا باب اور آگے جو حدیث

لاتے ہیں، وہ یہ ہے اقیموا الرکوع والسجود فواللہ انی لا ارا کم من بعدی اچھی طرح رکوع اور سجدہ کیا کرو میں تمہیں پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔ خشوع فی الصلوٰۃ کا باب باندھ کے پھر رکوع اور سجدہ کا بیان فرما کر بتلانا چاہتے ہیں کہ رکوع اور سجدے کا جوڑ فی الصلوٰۃ کے ساتھ ہے اور فی الصلوٰۃ کا سب سے زیادہ تعلق رکوع اور سجدے کے ساتھ ہے۔ فی الصلوٰۃ کا لفظ اکثر و بیشتر انہیں افعال و اعمال پر بولا جاتا ہے جو نماز میں تکبیرِ تحریمہ اور سلام کے درمیان ہیں، اس کی چند مثالیں دیکھئے:

- امام بخاری ج 1 ص 99 پر باب باندھتے ہیں اذا بکی الامام فی الصلوٰۃ، جب امام نماز میں روئے۔ امام تکبیرِ تحریمہ کے ساتھ ہی رونا شروع نہیں کر دیتا بلکہ بوقتِ تلاوت روتا ہے جس طرح ترجمہ الباب کی حدیث سے ثابت ہو رہا ہے۔ گویا رونا تحریمہ کے بعد ہوتا ہے، اسی لیے تو فی الصلوٰۃ کہا گیا ہے۔

- بخاری ج 1 ص 102 پر باب ہے باب وضع الیسی الیمنی علی الیسرہ فی الصلوٰۃ، بائیں ہاتھ پر دایاں ہاتھ رکھنا نماز میں۔ غور فرمائیں کہ ہاتھ پر ہاتھ تحریمہ کے بعد ہی رکھا جاتا ہے جس کو فی الصلوٰۃ سے تعبیر کیا گیا ہے۔

- بخاری شریف ج 1 ص 103 باب البصر الی الامام فی الصلوٰۃ، نماز میں امام کی طرف دیکھنا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ظہر اور عصر کی نماز میں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ڈاڑھی مبارک کی حرکت کو دیکھ کر پہچان جاتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ظہر اور عصر کی نماز میں قراءۃ فرماتے ہیں۔ تو بوقت قراءۃ نماز میں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ریش مبارک کو دیکھنا اور قراءۃ کو پہچاننا تحریمہ کے بعد ہی ہوتا تھا لہٰذا امام بخاری علیہ رحمہ فرماتے ہیں رفع البصر امام کی طرف نظر اٹھانا فی الصلوٰۃ نماز کے اندر یعنی تکبیرِ تحریمہ کے بعد۔ یہاں بھی تحریمہ کے بعد ہونے والے عمل کو فی الصلوٰۃ کہا گیا۔

- بخاری ج 1 ص 104 پر امام بخاری علیہ رحمہ باب باندھتے ہیں باب وجوب القراءۃ للامام والماموم فی الصلوٰۃ۔ یہاں قراءۃ فی الصلوٰۃ فرمایا یعنی قراءۃ تحریمہ کا نام نہیں بلکہ قراءۃ تحریمہ کے بعد اور سلام سے پہلے ہوتی ہے۔ اسی طرح اسکنوا فی الصلوٰۃ میں بھی منع تحریمہ والے رفع یدین سے نہیں بلکہ اس رفع یدین سے ہے جو تحریمہ کے بعد نماز میں کیا جاتا ہے۔

- مسلم شریف ج 1 ص 169 پر امام نووی علیہ رحمہ باب باندھتے ہیں۔ اثبات التکبیر فی کل خفض ورفع فی الصلوٰۃ، نماز میں ہر اونچ پنچ پر تکبیر کا اثبات۔ اب اونچ پنچ رکوع اور سجدے میں ہوتی ہے اور یہاں رکوع و سجدہ میں اونچ پنچ کو فی الصلوٰۃ کہا گیا۔ لا محالہ رکوع اور سجدے سے قبل اور بعد کی اونچ پنچ تحریمہ کے بعد اور سلام سے قبل ہے اسی لیے فی الصلوٰۃ کہا گیا یعنی نماز میں۔ بعینٖہ اسی طرح مسلم

کی ج 1 ص 181 والی اسکنو فی الصلوٰۃ والی روایت میں فی الصلوٰۃ سے مراد رفع یدین ہے جو تحریمہ کے بعد ہوتا ہے یعنی رکوع اور سجدے کے وقت۔

- مسلم شریف ج 1 ص 173 باب التشھد فی الصلوٰۃ۔
- مسلم ج 1 ص 183 باب التوسط فی القراءۃ فی الصلوٰۃ۔
- مسلم ج اص 210 باب السھو فی الصلوٰۃ۔ نماز میں بھولنے کا بیان اور آگے ص 211 پر حدیث پاک لائے ہیں کہ ان رسول اللہ صلی علیہ والہ وسلم قام فی الصلوٰۃ الظھر وعلیہ جلوس، بے شک نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بیٹھنا تھا بجائے بیٹھنے کے نماز میں کھڑے ہو گئے۔ بعد میں سجدہ سہو کیا
- مسلم ج 1 ص 202 باب کراھۃ مسح الحصی وتسویۃ التراب فی الصلوٰۃ۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ بوقت سجدہ مسجد میں پڑی مٹی ہاتھ سے برابر کرتے تھے، اسی کی کراہت کا بیان کیا گیا۔ اور سجدہ نماز کے اندر تحریمہ کے بعد کا ہے اسی لیے اسے فی الصلوٰۃ کہا گیا۔
- مسلم ج 1 ص 206 باب جواز الخطوۃ والخطوتین فی الصلوٰۃ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں جب منبر بنوا کر رکھ دیا گیا تو رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم منبر پر چڑھ گئے اور وہاں تکبیرِ تحریمہ کہی اور بعد میں بحالتِ نماز منبر سے اتر آئے۔ نماز کی حالت کا یہ عمل بعد تحریمہ تھا اسی لیے فی الصلوٰۃ کہا گیا۔

تلک عشرۃ کاملہ

ضمنی اعتراض: دونوں حدیثوں میں تشبیہ ایک چیز سے دی گئی ہے، کانھا اذناب خیل شمس لہٰذا دونوں حدیثیں ایک ہیں۔

جواب: ان احادیث کے الگ الگ ہونے کے دلائل سے یہ روزِ روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ یہ احادیث الگ الگ ہیں۔

باقی تشبیہ ایک چیز کے ساتھ دینے سے چیز ایک نہیں بن جاتی۔ دیکھیں کوئی کہتا ہے کپڑا دودھ کی طرح سفید ہے۔ بطخ دودھ کی طرح سفید ہے۔ دانت دودھ کی طرح سفید ہیں۔ گائے دودھ کی طرح سفید ہے۔ بال دودھ کی طرح سفید ہیں۔ اب کپڑا، بطخ، دانت، گائے، بال پانچ چیزیں مشبہ ہیں، دودھ مشبہ بہٰ ہے یعنی پانچ چیزوں کو صرف دودھ کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔ اب کون عقل مند یہ

کہہ سکتا ہے کہ بطخ اور گائے یا بال اور دانت ایک شے ہیں کیونکہ تشبیہ صرف ایک چیز سے دی گئی ہے۔ اب اگر عند السلام والے اشارے اور رکوع کے رفع یدین کو مست گھوڑوں کی دموں سے تشبیہ دی گئی ہے تو دونوں حدیثیں ایک کیسے ہو گئیں اور دونوں عمل ایک کیسے ہو گئے۔

اعتراض نمبر 5 = امام بخاری علیہ رحمہ نے فرمایا کہ جو بھی اس حدیث سے ترکِ رفع یدین پر استدلال کرتا ہے اس کا علم میں کوئی حصہ نہیں۔

جواب: اولاً تو اعتراض نمبر 3 کے تحت امام نووی علیہ رحمہ کا ارشاد نقل کیا جا چکا ہے کہ:

- امام نووی علیہ رحمہ نے اپنی کتاب شرح المہذب میں فرمایا جسکا خلاصہ یہ ہے کہ اس حدیث سے امام ابو حنیفہ، امام سفیان ثوری، امام ابن ابی لیلیٰ اور امام مالک علیہ رحمہ نے ترک رفع یدین پر استدلال کیا ہے۔ {المجموع شرح المہذب جلد 3، ص400}

اور یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ حدیث کے معنی کے اعتبار سے فقہاء کو ترجیح حاصل ہے نہ کہ محدثین کو جیسا کہ امام ترمذی فرماتے ہیں کہ " الفقهاء هم أعلم بمعاني الحديث " یعنی فقہاء معنی حدیث محدثین سے زیادہ جانتے ہیں۔[سنن الترمذی: ج1، ص193، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی غسل المیت]۔۔۔اب آپ ہی بتائیں کہ کیا امام اعظم ابو حنیفہ وسفیان ثوری ومالک وابن ابی لیلیٰ جیسے امام اور فقہاء کو اس جملے کے تحت جاہل اور بے علم مان لیا جائے؟ یقیناً اس کا جواب نفی میں ہے۔

اگر اس قسم کی باتیں ہی ماننی ہیں تو امام مسلم علیہ رحمہ جو کہ امام بخاری علیہ رحمہ کے شاگرد ہیں انہوں نے اپنے استاد امام بخاری علیہ رحمہ کو منتحل الحدیث یعنی صرف حدیث کا دعوے دار فرما رہے ہیں۔ یعنی حدیث میں ان کا دعویٰ تو ہے مگر وہ بات نہیں جو درحقیقت مشہور ہے۔ ادھر امام بخاری علیہ رحمہ لوگوں کو بے علم کہتے ہیں ادھر ان کے اپنے ہی شاگرد ان کو صرف حدیث کا دعوے دار فرما رہے ہیں اور حد بیچ سے گویا بے علم کہتے ہیں۔ اب اس سے بڑھ کر امام مسلم کی اپنے استاد سے اور کیا ناراضگی ہو گی؟ باوجود شاگرد ہونے کے پوری مسلم شریف میں اپنے استاد سے ایک بھی حدیث نہیں لائے۔

بات کا مقصد یہ ہے کہ ایسی غیر عالمانہ باتیں بڑے بڑے علماء سے ہو جایا کرتی ہیں۔ جیسے امام بخاری علیہ رحمہ کو ایسی کسی بات سے فرق نہیں پڑتا بالکل اسی طرح ترک رفع یدین پر اس حدیث کو پیش کرنے والوں پر امام بخاری کی بات کا کوئی فرق نہیں پڑتا۔

اعتراض نمبر 6 = اگر اس حدیث کو ترک رفع پر مان بھی لیا جائے تو حنفی پھر وتر اور عیدین کی رفع یدین کیوں کرتے ہیں، انہیں وہ بھی چھوڑ دینی چاہئیں، کیونکہ وہ بھی فی الصلوٰۃ یعنی نماز کے اندر کی رفع یدین ہیں۔

جواب: اس حدیث سے ہمارا استدلال کس کس طرح سے ہے یہ اوپر واضح کر دیا گیا ہے۔

- ہمارا استدلال سے واضح ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نفل نماز پڑھ رہے تھے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم وہاں باہر سے تشریف لائے [خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم]۔ اگر یہ عیدین کی نماز ہوتی تو نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم جماعت کروا رہے ہوتے۔ یہ تو غیر مقلدین بھی مانتے ہیں کہ نمازِ عیدین جماعت سے ہوتی ہیں اس کے تو وہ بھی قائل نہیں کہ نمازِ عیدین انفرادی پڑھی جائے۔ تو یہ محال ہے کہ عیدین ہو رہی ہو اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نماز میں شریک نہ ہوں اور یہ بھی محال ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بغیر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے جماعت کروانی شروع کر دی ہو۔ پس یہ مان لیا جائے کہ یہ عیدین کی نماز تھی تو یہ ماننا لازم آئے گا کہ نمازِ عید قضاء ہو گئی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو بتایا بھی نہیں اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم بعد میں تشریف لائے۔ اسی طرح اگر وتر کی نماز مانا جائے تو بھی عشاء کی نماز کی جماعت کا مسئلہ اور سوال اٹھتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نماز کی جماعت سے رہ گئے اور بعد میں تشریف لائے اور صحابہ کرام نے انتظار بھی نہیں کیا اور خود جماعت کروالی اور وتر بھی پڑھنے لگے تب جا کے نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم تشریف لائے۔ یہ محال ہے کیونکہ صحابہ کرام تو نبی پاک علیہ صلوٰۃ والسلام کا عشاء میں اتنا انتظار فرماتے تھے کہ انہیں نیند آنے لگتی۔
- دوسری بات یہ ہے کہ عام نمازوں اور عیدین و وتر میں فرق ہے۔ جب بھی احکامِ عیدین و وتر آتے ہیں ساتھ واضح لفظ عید یا وتر موجود ہوتا ہے۔ جب کہ اس حدیث میں عام نماز کا عمومی لفظ ہے، پس اصول کے لحاظ سے خصوص کو عموم پر قیاس نہیں کیا جا سکتا، پس یہ قیاس مع الفارق ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔
- تیسری بات یہ ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جس رفع یدین کو شریر گھوڑوں کی دم فرمایا ہے وہ بغیر ذکر کے رفع یدین ہے، اور عیدین و وتر کا رفع یدین اسی طرح تحریمہ کا رفع یدین ذکر کے ساتھ ہے۔ یعنی رفع یدین کا الگ سے ذکر موجود ہے۔ جب کہ غیر مقلدین عام نمازوں میں جو رفع یدین کرتے ہیں وہ بغیر ذکر کے ہے، یعنی رکوع کو جاتے ہیں تو اللہ اکبر کہتے ہیں، پس وہ اللہ اکبر

انتقالِ رکوع کا ذکر ہے نہ کہ رفع یدین کا۔ اگر غیر مقلدین کہیں کہ وہ رفع یدین کا ذکر ہے تو پھر رکوع کی طرف انتقال کے وقت کا ذکر کہاں گیا؟ ہمارے وتر و عیدین کے رفع یدین چونکہ مع الذکر ہے تو اس کی تشبیہ گھوڑوں کی دمیں بنتی ہی نہیں، جبکہ غیر مقلدین کا رفع یدین بغیر ذکر کے ہے اس لیے وہ اس تشبیہ پر پورا پورا اترتے ہیں۔ چناچہ احناف کی رفع یدین اذناب خیل نہیں بلکہ عبادت ہے کیونکہ اللہ پاک کا بھی فرمان ہے کہ اقم الصلوٰۃ لذکری۔ پس یہ رفع یدین جو عیدین و وتر و تحریمہ کا ہے یہ بھی فرق کی وجہ سے الگ ہے اور قیاس مع الفارق ہونے کی وجہ سے یہ اعتراض بھی باطل ثابت ہوا۔☆

☆ بشکریہ عبدالرحمن بجرائی شافعی http://tark-e-rafayadain.blogspot.com

کیا علمائے اہلسنت دیوبند انگریز کے خیر خواہ تھے؟؟

مولانا ساجد خان نقشبندی حفظہ اللہ

یہ مضمون ایک بریلوی کے چند اعتراضات کے جواب میں لکھا گیا تھا مضمون کی افادیت کی بناء پر اس میں مزید اعتراضات اور ان کے جوابات شامل کرکے ترمیمی اضافوں کے ساتھ شائع کیا جارہا ہے۔نیز یہ مضمون اب ہدیہ بریلویت میں بھی شامل ہے۔ماخوذ از کتاب دفاع اہل السنۃ والجماعۃ از ساجد خان نقشبندی

نوٹ: مضمون انتہائی تحقیقی ہے، اور تمام اعتراضات کا جواب بھی، مکمل مضمون کتابِ مذکورہ میں دیکھا جاسکتا ہے۔(مدیر)

اعتراض نمبر ا:

مکالمۃ الصدرین ص۷ میں ہے کہ جمعیت علماء اسلام حکومت کی مالی امداد اور اس کی ایماء پر قائم ہوئی۔

جواب:بریلوی حضرات کا یہ دعوی سرے سے باطل ہے۔

(اولا):اس لئے کہ مکالمۃ الصدرین کوئی مستند کتاب نہیں اگر اس کتاب میں درج شدہ باتیں واقعۃ کوئی مکالمہ تھا تو اس پر فریقین کے سربراہوں کے دستخط ہونے چاہئے تھے۔جب کہ اس پر نہ تو حضرت مولانا مدنیؒ کے دستخط ہیں اور نہ حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کے۔اصل حقیقت اس کی فقط اتنی ہے کہ نظریہ قومیت کے اختلاف کے دنوں میں جمعیۃ علماءِ ھند کے ارکان کا ایک وفد حضرت شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانی صاحبؒ کی تیمارداری کیلئے ان کے مکان پر حاضر ہوا۔اس ملاقات میں چند ایک اختلافی مسائل بھی زیر بحث آئے۔ارکان جمعیہ اور حضرت علامہؒ کے سوا اس مجلس میں کوئی اور شخص موجود نہ تھا۔جمعیۃ علمائے ہند کے مخالفین کو جب اس ملاقات کا علم ہوا تو ان بزرگوں کا آپس میں مل بیٹھنا سخت ناگوار گزرا۔چنانچہ ان مخالفین نے بتوسط مولوی محمد طاہر صاحب حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی صاحبؒ کی شخصیت کو استعمال کرکے ایسی صورت حال پیدا کردی کہ ان بزرگوں کو دوبارہ آپس میں مل بیٹھنے کا موقع ہی نہ مل سکے۔مولوی محمد طاہر صاحب نے کچھ باتیں تو حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ سے حاصل کیں اور بہت سی باتیں اپنی طرف سے ملاکر مکالمۃ الصدرین کے نام سے رسال طبع کرادیا۔اس رسالہ کے غیر مستند ہونے کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ اس کے مرتب یعنی مولوی محمد طاہر بزرگوں کی اس ملاقات میں سرے سے شریک ہی نہیں تھے چنانچہ حضرت مدنیؒ فرماتے ہیں کہ:

مگر خود غرض چالاک لوگوں نے نہ معلوم مولانا (عثمانی) کو کیا سمجھایا اور کس قسم کا پروپیگنڈا کیا کہ کچھ عرصہ بعد یہ رسالہ مکالمۃ

الصدرین شائع کر دیا گیا۔ جس میں نہ فریقین کے دستخط ہیں نہ فریق ثانی (اراکین جمعیہ) کو کوئی خبر دی گئی نہ ان میں سے کسی سے تصدیق کرائی گئی۔ خود مولانا موصوف کے دستخط بھی نہیں بلکہ مولوی محمد طاہر صاحب کے دستخط ہیں جو اثنائے گفتگو میں موجود تک نہ تھے (کشف حقیقت ص ۸)

ارکان جمعیۃ کو جب اس رسالہ کی اشاعت کا علم ہوا تو عوام کے بے حد اصرار پر حضرت مولانا مدنیؒ نے ۱۳۶۵ھ بمطابق ۱۹۴۶ء میں کشف حقیقت کے نام سے اس کا جواب لکھا جو دلی پریس پرنٹنگ سے طبع ہوا (یہ کتاب آپ کو ہماری سائٹ الحق☆ پر بریلویوں کے رد میں کتابوں کے سیکشن میں مل جائے گی) جن میں انھوں نے اس بات کی صراحت فرمائی کہ رسالہ مذکورہ اس کے مرتب کے ذہن کی اختراع ہے جسے غلط طور پر علامہ عثمانیؒ کی طرف منسوب کردیا گیا ہے چنانچہ حضرت علامہ مدنیؒ فرماتے ہیں کہ : مکالمہ مذکورہ مولوی محمد طاہر صاحب ہی کا اثر خامہ اور ان ہی کے فہم وخیالات کا نتیجہ ہے۔ اور ہماری باہمی گفتگو کو صرف ان خیالات و افکار کا حیلہ بنایا گیا ہے اور اسی لئے یہ حقیقت سے دور اور کذب و افتراء کا مجموعہ ہے۔(کشف حقیقت ص ۹) نیز فرماتے ہیں کہ اگر واقع میں یہ تمام تحریر مولانا شبیر احمد عثمانی کی مصدقہ تھی تو مولانا نے اس پر دستخط کیوں نہ فرمائے؟ اور اگر اس میں صداقت اور واقعیت تھی تو قبل اشاعت جمعیت کو دکھایا کیوں نہیں گیا۔(کشف حقیقت ص ۱۰) یعنی حضرت علامہ عثمانیؒ کا اس پر دستخط نہ کرنا ہی اس چیز کی دلیل ہے کہ یہ رسالہ ان کا مصدقہ نہیں بلکہ مخالفین نے ان بزرگوں کے درمیان مزید بعد پیدا کرنے کیلئے اس کی نسبت حجرت علامہ عثمانیؒ کی طرف کردی۔ چنانچہ حضرت مولانا مدنیؒ اس کی مزید وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

چونکہ اس (مکالمۃ الصدرین) کی نسبت علامہ مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی کی طرف کی گئی ہے اس لئے اس سے لوگوں کو بہت سے شبہات اور خلجانات پیدا ہوئے اور وہ ہماری طرف رجوع ہوئے۔ دیکھنے سے معلوم ہوا کہ بلاشبہ اس میں اکذیب اور غلط بیانیاں ہیں کہ جن کو دیکھ کر ہماری حیرت کی کوئی انتہاء نہ رہی اور بغیر افسوس اور اناللہ وانا الیہ رجعون پڑھنے کے اور کوئی چارہ کار نظر نہ آیا (ایضا ص ۴)

ان حقائق سے صاف ظاہر ہے کہ مکالمۃ الصدرین کوئی مستند اور مصدقہ کتاب نہیں یہ ایک غیر مستند کتاب ہے تو اس پر کسی دعوے کی بنیاد رکھنا ہی سرے سے غلط ہے میری تمام بریلوی حضرات سے گزارش ہے کہ خود کشف حقیقت کا مطالعہ کریں جو ہماری سائٹ سے فری میں ڈاؤنلوڈ کرسکتے ہیں انشاء اللہ آپ پر تاریخ کے کئی مخفی راز عیاں ہونگے۔

☆ مذکورہ ویب سائٹ الحق اور مزید ایک ویب، مخالفین کی سازشوں کا شکار ہوچکی ہے (مدیر)

ثانیا: یہ بات مولانا حفظ الرحمن صاحب سے نقل کی گئی مکالمۃ الصدرین میں اور مولانا نے خود ان تمام باتوں کی تردید کی ہے کشف حقیقت میں اس تردید کی تفصیل موجود ہے جس میں سے کچھ عبارتیں ہم آئندہ پیش کریں گے۔ پس جب کتاب غیر مستند اس کی راوی کی تردید موجود تو ایسے حوالے سے استدلال کرنا سوائے دل ماؤف☆ کو تسکین دینا نہیں تو اور کیا ہے۔

ثالثا: خود مکالمۃ الصدرین کے آگے والے صفحہ میں یہ عبارت موجود ہے کہ انگریز کی طرف سے یہ نوٹ لکھا گیا کہ ایسے لوگوں یا انجمنوں پر حکومت کا روپیہ صرف کرنا بالکل بے کار ہے اس پر آئیندہ کیلیئے امداد بند ہوگئی۔(مکالمۃ الصدرین، ص۸) پس اگر جمعیت علمائے اسلام انگریز حکومت کی حمایت یافتہ تھی اور اس کی پشت پناہی حاصل تھی تو انگریز نے یہ حمایت اور یہ امداد بند کیوں کر دی۔۔؟؟؟اور کیوں یہ کہا کہ ایسے انجمنوں پر پیسہ لگانا فضول ہے۔

اس سے آپ حضرات "سابقہ دیوبندی کلین شیو" خلیل رانا صاحب کے دجل و فریب کا اندازہ لگاسکتے ہیں۔

باقی رہا جمعیت علمائے ہند کا انگریز کے خلاف جدوجہد تو الحمد للہ اس پر اب تک پوری پوری کتابیں لکھی جاچکی ہیں اس جماعت کو ایسے اکابرین بھی ملے جنھوں نے اپنی آدھی سے زیادہ زندگیاں جیلوں میں گزار دیں میں یہاں صرف ایک حوالہ پیش کرتا ہوں:

جمعیت علمائے ہند کے ۱۹۲۰ کے اجلاس میں جو حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی صدارت میں ہوا انگریز کے خلاف یہ فتوی صادر کیا گیا:

مسلمانوں کیلیئے ایسی ملازمت جس میں دشمنان اسلام (انگریز) کی اعانت و امداد ہو اور اپنے بھائیوں کو قتل کرنا پڑے قطعا حرام ہیں۔

اس فتوے پر چار سو چوہتر علماء نے دستخط کئے اور اسی فتوے کے بعد تحریک ترک موالات شروع ہوئی ۱۹۲۱ میں جمعیت کا یہ فتوی ضبط کر لیا گیا مگر جمعیت نے قانون شکنی کر کے بار بار اس کو شائع کیا۔اور اسی تحریک میں حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ "اسیر مالٹا" ہوئے۔ غور فرمائیں انگریز کی روٹیوں پر پلنے والے اس طرح ہوتے ہیں؟؟۔اگر یہ لوگ بھی انگریز کی جوتیاں چاٹنے والے ہوتے تو جیلیں آباد کرنے کے بجائے احمد رضا خان کی طرح ساری زندگی "بریلی" کے ایک حجرے میں بیٹھ کر ہر اس تحریک پر کفر کا فتوی لگاتے جو انگریز کی مخالفت پر کمربستہ ہو۔

اعتراض نمبر ۲:

تبلیغی جماعت کو بھی ابتداء میں حاجی رشید احمد کے ذریعہ حکومت سے کچھ روپیہ ملتا۔مکالمۃ الصدرین،ص۸۔

جواب: اس سے بھی فریق مخاف کو کوئی فائدہ نہیں

☆ دماغِ ماؤف کی ترکیب کی جگہ دلِ ماؤف کی ترکیب مصنف نے خوب وضع کی ہے، جو مخالفین کی حالتِ زار پر فٹ بھی ہوتی ہے۔(مدیر)

اولا: اس لئے کہ مکالمۃ الصدرین کی حقیقت پہلے بیان ہو چکی ہے وہ غیر معتبر کتاب ہے لہٰذا اس پر کسی دعوے کی بنیاد رکھنا ہی درست نہیں
۔
ثانیا: یہ روایت بھی مولانا حفظ الرحمن کے حوالے سے ہے اور مولانا نے خود اس کی پرزور تردید کی ہے:
چنانچہ کشف حقیقت ص ۴۲ میں یہ عنوان ہے مولانا حفظ الرحمن صاحب کا بیان اور پھر ص ۴۴ میں مکالمۃ الصدرین کے حوالے سے لکھا کہ مولانا حفظ الرحمن صاحب نے کہا کہ مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ کی تبلیغی تحریک کو بھی ابتداء حکومت کی جانب سے بذریعہ حاجی رشید احمد صاحب کچھ روپیہ ملتا تھا پھر بند ہو گیا مکالمۃ الصدرین اس کا جواب حضرت حفظ الرحمن سیوہارویؒ ناظم جمعیۃ علماء ہند یہ دیتے ہیں:
وکفی باللہ شھیدا اس کا ایک ایک حرف افتراء اور بہتان ہے میں نے ہر گز ہر گز یہ کلمات نہیں کہے اور نہ مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تبلیغی تحریک کے متعلق یہ بات کہی گئی ہے سبحانک ھذا بھتان عظیم۔ بلکہ مرتب صاحب (مولوی محمد طاہر مسلم لیگی) نے اپنی روانی طبع سے اس کو گھڑ کر اس لئے میری جانب منسوب کرنا ضروری سمجھا کہ اس کے ذریعہ سے حضرت مولانا الیاس صاحب کی تحریک سے والہانہ شغف رکھنے والے ان مخلصوں کو بھی جمعیۃ علماء ہند سے برہم اور متنفر کرنے کی ناکام سعی کریں جو جمعیۃ علماء ہند کے اکابر و رفقاء کار کے ساتھ بھی مخلصانہ عقیدت اور تعلق رکھتے ہیں اب یہ قارئین کرام کا اپنا فرض ہے کہ وہ اس تحریر کو صحیح قرار دیں جس کی بنیاد شرعی اور اختلافی احساسات کو نظر انداز کر کے محض جھوٹے پروپیگنڈے پر قائم کی گئی ہے یا اس سلسلہ میں میری گزارش اور تردید پر یقین فرمائیں البتہ میں مرتب صاحب کی اس بے جا جسارت کے متعلق اس سے اس سے زیادہ اور کیا کہہ سکتا ہوں والی اللہ المشتکی واللہ بصیر بالعباد۔ انتھی بلفظہ کشف حقیقت ص ۴۵، ۴۴۔
ایسی واضح اور صریح تردید کی موجودگی میں تبلیغی جماعت کو سرکار برطانیہ کا ہمدرد اور نمک خوار ثابت کرنا کہاں کا انصاف و دیانت ہے ؟سچ کہا

نور خدا ہے کفر کی حرکت پر خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

ثالثا: اس لئے کہ فریق مخالف نے عبارت نقل کرنے میں بھی دجل سے کام لیا ہے اور پوری عبارت نقل نہیں کی جو اس طرح ہے کہ
:
اس ضمن میں مولانا حفظ الرحمن صاحب نے کہا کہ مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بھی ابتداء حکومت کی جانب سے بذریعہ حاجی رشید احمد کچھ روپیہ ملتا تھا۔ پھر بند ہو گیا۔ ص ۸۔

خلیل رانا صاحب نے اپنے اعلحضرت اور دیگر اکابر کا روایتی طریقہ واردات اختیار کرتے ہوئے آخری خط کشیدہ جملہ حذف کر دیا ہے یہ جملہ باقی رہتا اور حذف نہ کیا جاتا تو ہر قاری یہ سوچنے پر مجبور ہو تا کہ:

(۱) اگر تبلیغی جماعت گورنمنٹ کے مقاصد کیلئے استعمال ہو رہی تھی تو یہ روپیہ بند کیوں کر دیا گیا؟ اس روپیہ کا بند ہو جانا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ تبلیغی جماعت گورنمنٹ کے مقاصد کیلئے استعمال نہ ہو سکی اور انگریز کو اس کی توقع بھی نہ تھی ورنہ رقم کبھی بند نہ ہوتی رقم کا بند ہو جانا اور بند کر دینا ہی اس کی روشن دلیل ہے کہ تبلیغی جماعت انگریز کیلئے آلہ کار نہیں بنی اور بفضلہ تعالی پہلے سے اب جماعت تمام دنیا میں زیادہ عروج پر ہے اور ان ملکوں اور علاقوں میں بھی کام کر رہی ہے جو انگریزوں کے سخت مخالف ہے۔

(۲) انگریز کچھ لوگوں اور بعض انجمنوں کو اپنے جال میں پھنسانے کیلئے ابتداء کچھ رقمیں دیا کرتا تھا پھر بند کر دیں۔۔ چنانچہ مذکورہ بالا عبارت سے متصل ہی یہ عبارت بھی مذکور ہے کہ (ایک سرکاری ہندو افسر نے) گورنمنٹ کو نوٹ لکھا جس میں دکھلایا گیا کہ ایسے لوگوں یا انجمنوں پر حکومت کا روپیہ صرف کرنا بالکل بے کار ہے اس پر آئیندہ کیلئے امداد بند ہوگئی۔ اس سرکاری افسر کے بیان سے بالکل عیاں ہو گیا کہ جن لوگوں اور انجمنوں کو جال میں پھنسانے کیلئے انگریز کچھ رقمیں دیا کرتا تھا وہ بند کر دی گئی تھیں کیونکہ ان میں رقمیں صرف کرنا بالکل بے کار تھا اس لئے کہ ان سے انگریز کے حامی ہونے کی قطعا کوئی توقع نہ تھی ۔جو بزبان حال یوں گویا ہے

ہزار دام سے نکلا ہوں کہ ایک جنبش سے
جسے غرور ہو آئے کرے شکار مجھے

الفضل ماشھدت بہ الاعداء

تبلیغی جماعت کے متعلق بریلویوں کے روحانی پیشوا نظام الدین مرولوی صاحب فرماتے ہیں کہ:

تبلیغی جماعت کی کوششیں بے حد مخلصانہ ہیں لیکن اس کے نتائج خاطر خواہ بر آمد نہیں ہو رہے ہیں۔(ھو المعظم، ص ۴۷)

اس کے نتائج خاطر خواہ کیسے ظاہر ہوں (بقول نظام الدین مرولوی صاحب کے) جبکہ بریلوی حضرات کی طرف سے اس کی مخالفت کی سر توڑ کوششیں کی جارہی ہیں ان کے بستروں کو مسجدوں سے باہر پھینک دیا جاتا ہے خود تو کبھی گھروں سے نکلنے کی توفیق نہ ہو اور تبلیغی جماعت جنھوں نے لاکھوں انگریزوں کو مسلمان کیا پر انگریز کے ایجنٹ ہونے کا الزام لگایا جائے ان کو وہابی کہہ کر بدنام کیا جائے۔

اعتراض نمبر ۳:

حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کو ٦٠٠ روپے انگریز سے ملتے تھے ملاحظہ مکالمۃ الصدرین اس امر کی تردید خود حضرت تھانوی صاحب بھی نہ کرسکے ملاحظہ ہو الاضافات الیومیہ ص٦٩ ج٦۔

جواب: یہ حوالہ بھی فریق مخالف کیلئے سود مند نہیں اس لئے کہ

(اولا) مکالمۃ الصدرین کی حقیقت واضح کی جاچکی ہے ایسی غیر مستند کتاب پر کسی دعوے کی بنیاد رکھنا ہی جہالت ہے۔

(ثانیا): اگر بالفرض اس مکالمہ کو مصدقہ تسلیم کر بھی لیا جائے تو بھی بریلوی حضرات کا یہ دعوی کے مکالمہ الصدرین میں تسلیم کیا گیا ہے کہ مولانا تھانویؒ انگریز سے چھ سو روپے ماہوار لیا کرتے تھے سراسر دجل اور صریح افتراء ہے کیونکہ مکالمہ میں حضرت علامہ عثمانیؒ کی اصل عبارت اس طرح منقول ہے فرماتے ہیں کہ:

عام دستور ہے کہ جب کوئی شخص کسی سیاسی جماعت یا تحریک کا مخالف ہو تو اس قسم کی باتیں اس کے حق میں مشتہر کی جاتی ہیں۔ دیکھئے حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ ہمارے اور آپ کے مسلم بزرگ پیشوا تھے۔ ان کے متعلق بعض لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا کہ ان کو چھ سو روپے ماہوار حکومت کی جانب سے دئے جاتے تھے۔(مکالمۃ الصدرین ص ۹)

اس عبارت میں حضرت عثمانیؒ صاف لفظوں میں اس الزام کو مخالفین کا سیاسی پروپگینڈا قرار دے رہے ہیں لیکن بریلوی حضرات کا دجل ملاحظہ فرمائیں کہ وہ پوری عبارت نقل کرنے کے بجائے صفحہ کو ایک مخصوص جگہ سے کاٹ کر پیش کرتے ہیں۔ فالی اللہ المشتکی۔

(ثالثا): اگر مکالمہ کے حوالے بالفرض سے اس الزام کو درست بھی مان لیا جائے تو بھی اس کی کوئی اخلاقی حیثیت نہیں ہے۔ کیونکہ خود حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے اس الزام کی تردید موجود ہے۔ چنانچہ جب حکیم الامتؒ کو جب اس الزام کا علم ہوا تو بڑا حکیمانہ جواب دیا فرمایا:

اگر چھ سو روپے گورنمنٹ سے پاتاہوں تو طمع ہے خوف نہیں اور اگر طمع کا یہ عالم ہے تو تم نو سو روپے دے کر اپنے موافق کرلو۔ اگر قبول کرلوں تو صحیح وگرنہ غلط۔(الاضافات الیومیہ ص ٦٩٨ ج ۴، بحوالہ مولانا اشرف علی تھانوی اور تحریک آزادی ص ۵۴)۔

جبکہ اس کے مقابلے میں فریق مخالف کے اعلحضرت کی حکومت انگریز کیلئے وفاداری کا اقرار خود انگریزوں نے کیا ہے ملاحظہ ہو:

The mashrik of gorakhpor and albashir usually took note the pro-government fatwas of Ahmed raza Khan.(Separatism among india Muslims,page 268.)

انگریز مورخ سر فرانسس رابنسن کی کتاب علماء فرنگی محل اینڈ اسلامی کلچر میں مندرجہ ذیل الفاظ میں احمد رضا خان کی خدمات کا اعتراف کیا گیا ہے:

The actions of One learned man ,the very influentional Ahmed Rada Khan (1855,1921) of barielly,present our conlusion yet more Clearly....at the same time he Support the colonial Government loudly and vigorousily through world warI,and through the khilafat Movement when he opposed mahatma Gnadhi allaince with tha nationalist movement and and non-Cooperation with the british.(ulam farange Mehal and Islamic culture page(Khan ahmed rada of bareilly 47,58,67 & 37,37 and Support for the British 196(Index ,ulma farangi mehal and Islamic Culture page 263)

جبکہ اس کے بر خلاف خود انگریز مورخین نے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ ہمارے راستے میں سب سے سخت رکاوٹ دارالعلوم دیوبند تھا ملاحظہ ہو:

The most Vital School of Ulma in india is the second Half of the initeenth Century was that centerd upon Deoband,the Darul Uloom.(The Muslims or british India,byP.Hardy page 170)

اعلی حضرت اعلی سیرت کے صفحہ ۳۳ اور اسی طرح حیات اعلی حضرت میں یہ بات موجود ہے کہ مولوی احمد رضا خان کے دادا نے گورنمنٹ کی پولیٹیکل خدمات انجام دی جس کے عوض ان کو آٹھ گاؤں جاگیر میں ملے اور ان کے ساتھ آٹھ سو فوجیوں کی بٹالین ہوا کرتی تھی۔

شاہ عبد العزیزؒ کے فتوے کے خلاف کے ہندوستان دارالحرب ہے اعلی حضرت نے ہندوستان کے دارلسلام ہونے کا فتوی دیا اس لئے کہ دارالسلام میں جہاد جائز نہیں۔ اس کے علاوہ اس مکتبہ فکر نے آزادی کے ہر متوالے پر کفر کے فتوے لگا کر عوام کو ان سے بد ظن کرنے کی کوشش کی۔ ۱۹۱۴ میں الدلائل القاہرہ علی الکفرۃ النیاشرہ کے نام سے فتوی شائع ہوا جس میں خان صاحب کے علاوہ کئی بریلوی علمائے کے تصدیقات موجود تھے جس میں قائد اعظم کو کافر کہا گیا اور مسلم لیگ سے ہر قسم کے تعاون کو حرام قرار دیا گیا۔ان کے مولوی حشمت علی نے مسلم لیگ کی زریں بخیہ دری کے نام سے کتاب لکھی جس میں قائد اعظم کو کافر قرار دیا

گیا۔ مولوی مصطفی رضاخان نے اس زمانے میں مسلمانوں کے دلوں سے کعبہ و مدینہ کی محبت نکالنے کیلئے حج کے ساقط ہونے کا فتوی دیا اور آج بھی بریلوی برملا امام کعبہ اور مدینہ کو کافر لکھتے اور کہتے ہیں ☆مصطفی رضاخان نے ایک کتاب لکھی اس زمانہ میں جو اب نایاب ہے رسالۃ الامارہ والجہاد جس میں انگریز سے جہاد کو حرام قرار دیا گیا تھا۔ یہ چند مثالیں میں نے دے دی ہے ورنہ ان کی غداریوں سے تاریخ کے صفحات آج بھی بھرے پڑے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہندوستان کے تاریخ آزادی میں کہیں بھی اس گروہ کا نام ونشان نہیں جس کا اعتراف خود مولوی احمد رضاخان کے سوانح نگار کرتے ہیں کہ اور اس کا الزام مورخین پر ڈالتے ہیں کہ انھوں نے محض تعصب کی وجہ سے ہمارے اعلحضرت کا ذکر کہیں نہیں کیا اور وہابی (یعنی دیوبند) کی خدمات سے ساری تاریخ کو بھر دیا۔ حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات کے حوالے سے بھی آپ نے اپنی "مخصوص رضاخانیت" کا مظاہرہ کیا ہے پوری عبارت اس طرح ہے:

ایک صاحب کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ تحریکات کے زمانہ میں میرے متعلق یہ مشہور کیا گیا تھا کہ چھ سو روپیہ ماہانہ گورنمنٹ سے پاتا ہے ایک شخص نے ایک ایسے ہی مدعی سے کہا کہ اس سے یہ تو معلوم ہو گیا کہ یہ خوف سے متاثر نہیں لیکن طمع سے متاثر ہے بلکہ خوف سے تو گورنمنٹ ہی متاثر ہوئی چنانچہ تمھیں اور ہمیں سو روپیہ نہیں دیتی تو اب اس کا امتحان یہ ہے کہ تم نو سو روپے دیکر اپنی موافق فتوی لے لو اگر وہ قبول کرلے تو وہ بات صحیح ہے ورنہ وہ بھی جھوٹ۔ (الاضافات الیومیہ، ج۶، ص۱۰۳، ملفوظ نمبر ۸۸) غور فرمائیں کس حکیمانہ اور بلیغ انداز میں حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اس الزام کی تردید کررہے ہیں مگر خلیل رانا صاحب کہتے ہیں کہ نہیں وہ تو تردید نہیں بلکہ تصدیق کررہے ہیں۔۔ تف ہے ایسی تحقیق پر اور ایسی دیانت پر... ہم بار بار خلیل رانا صاحب کو یہ کہہ رہے ہیں کہ وہ حوالہ دیتے ہوئے یہ کیوں بھول جاتے ہیں کہ ان حوالہ جات کو کل کو کوئی چیک بھی کرسکتا ہے ۔۔

اعتراض: تھا کون جو انگریز کو کہتا رحمت؟ کس نے کیا گوروں کے وظیفے پر گزارا

جواب: ارے وہی جس کی وفاداری کے گن گاتے انگریز بھی بھائی وہی جن کو سیر کرائی جاتی ہے پینٹاگون کی آج بھی (روزنامہ وقت لاہور ۱۰ مئی ۲۰۱۰ء کی خبر کے مطابق بریلوی علماء و مشائخ کو انتہاء پسندی کے خلاف پینٹاگون میں تربیت دی جائے گی۔)

☆ اس شق القلبی پر دل سچ میں روتا ہے۔۔۔ حد تو یہ ہے کہ اخلاقی قدروں کو بھی پامال کرکے ائمہ ءحرمین کی فحش اور گندی تصاویر سوشل میڈیا پر چسپاں کی جاتی ہیں (مدیر)

اعتراض نمبر ۴:

مولانا رشید احمد گنگوہی اور قاسم نانوتوی صاحب اپنی مہربان سرکار کے دلی خیر خواہ تھے۔ ملاحظہ ہو تذکرۃ الرشید ج ا ص ۷۹۔

جواب: فریق مخالف کا یہ حوالہ بھی بالکل سود مند نہیں اس لئے کہ انھوں نے تو یہ ثابت کرنا تھا کہ حضرت گنگوہی اور حضرت حجۃ الاسلام رحمہا اللہ انگریز کے وفادار تھے اور اس کے خلاف انھوں نے کچھ نہ کہا مذکورہ بالا عبارت مولف تذکرۃ الرشید کی ہے جس کے ذمہ دار وہ خود ہیں کسی اور کی عبارت کو لیکر کسی اور پر فٹ کرنا کہاں کا انصاف ہے۔۔؟؟ آپ کا یہ ثابت کرنا کہ ان حضرات نے انگریز کی مخالف نہیں کہ قطعا باطل اور مردود ہے جبکہ خود اسی تذکرۃ الرشید میں یہ حوالے بھی موجود ہیں کہ:

(۱) تینوں حضرات (حاجی امداد اللہ صاحب، حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ اور مولانا رشید احمد گنگوہیؒ) کے نام چونکہ وارنٹ گرفتاری جاری ہو چکے ہیں اور گرفتار کنندہ کیلئے صلہ (انعام) تجویز ہو چکا تھا اس لئے لوگ تلاش میں ساعی اور حراست کی تگ و دو میں پھرتے تھے۔ (تذکرۃ الرشید، ج ا، ص ۷۷)

(۲) روش (پولیس) رامپور پہنچی اور حضرت امام ربانی مولانا رشید احمد صاحب قدس سرہ حکیم ضیاء الدین صاحب کے مکان سے گرفتار ہوئے تخمینے سے یہ زمانہ ۱۲۷۵ھ کا ختم یا ۱۲۷۶ کا شروع سال ہے (الی قولہ) آپ کے چاروں طرف محافظ پہرہ دار تعنیات کر دئے گئے اور بند بیل (بیل گاڑی) میں آپ کو سوار کر کے سہارنپور چلتا کر دیا گیا (الی قولہ) حضرت مولانا سہارنپور پہنچتے ہی جیل خانہ بھیج دئے گئے اور حوالات میں بند ہوکر جنگی پہرہ کی نگرانی میں دے دئے گئے۔ (تذکرۃ الرشید، ج ا، ص ۸۲)

(۳) حضرت مولانا تین یا چار یوم کال کوٹھری میں اور پندرہ دن جیل خانہ کی حوالات میں قید رہے تحقیقات پر تحقیقات اور پیش پر پیشی ہوتی رہی آخر عدالت سے حکم ہوا کہ تھانہ بھون کا قصہ ہے اس لئے مظفر نگر منتقل کیا جائے چنانچہ امام ربانی جنگی حراست اور ننگی تلواروں کے پہرہ میں براہ دیوبند دو پڑاؤ کر کے پاپیادہ مظفر نگر لائے گئے اور اب یہاں کے جیل خانہ میں بند کر دئے گئے۔ (الی قولہ) مظفر نگر کے جیل خانہ میں حضرت کو کم و بیش چھ ماہ رہنے کا اتفاق ہوا اس اثناء میں آپ کی استقامت، جوانمردی، استقلال کی پختگی، توکل، رضا، تدین، اتقاء، شجاعت، ہمت، اور سب پر طرہ حق تعالی کی اطاعت و محبت جو آپ کی رگ رگ میں سرایت کئے ہوئے تھی اس درجہ حیرت انگیز ثابت ہوئیں کہ جن کی نظیر نہیں نظر ملتی۔ (تذکرۃ الرشید، ج ا، ص ۸۴)

(۴) حضرت امام ربانی قطب الارشاد مولانا رشید احمد صاحب قدس سرہ کو اس سلسلہ میں امتحان کا بڑا مرحلہ طے کرنا تھا اس لئے گرفتار ہوئے اور چھ مہینے حوالہ جات میں بھی رہے۔ (تذکرۃ الرشید، ج ا، ص ۷۹)

ان تمام واضح حوالوں سے حضرت مولانا گنگوہی اور ان کے رفقاء کا گرفتار ہونا جنگی حراست میں رہنا حوالہ جات اور کال کوٹھریوں کا آباد کرنا اور قید و بند کی صعوبتیں اٹھانا روز روشن کی طرح واضح ہے اور ہمارا مدعی بھی یہی ہے۔ غرض ان کو انگریز کا وفادار ثابت کرنا

تاریخ کو مسخ کرنا ہے اور خلیل رانا صاحب نے جو مجمل اور مبہم حوالہ دیا ہے اس سے انکا مدعی ہر گز ثابت نہیں ہو سکتا یہ مجمل عبارت صرف اس کا مصداق ہے

تم جو دیتے ہو نوشتہ وہ نوشتہ کیا ہے
جس میں ایک حرف وفا بھی کہیں مذکور نہیں

لفظ "سرکار" کا اطلاق رب تعالی (حقیقی سرکار) پر بھی ہوتا ہے

اصل میں فریق مخالف کو اس عبارت میں لفظ "مہربان سرکار" سے مغالطہ ہوا ہے حالانکہ یہ لفظ دیگر متعدد معنوں کے علاوہ مالک حقیقی آقا اور ولی نعمت پر بھی صادق آتا ہے چنانچہ فرہنگ آصفیہ ج۳ص ۷۰ میں سرکار کے معنی سردار،میر،پیشوا،رئیس، آقا،ولی نعمت اور والی وغیرہ کے کئے گئے ہیں۔

اور پھر "مولف تذکرۃ الرشید" جس طرح لفظ سرکار کا انگریز پر اطلاق کرتے ہیں اسی طرح "اللہ تعالی" پر بھی اس کا اطلاق کرتے ہیں۔چنانچہ وہ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے سہارنپور جیل سے مظفر نگر منتقل کرنے کے سلسلہ میں لکھتے ہیں: سنا ہے کہ دیوبند کے قریب سے گذرنے پر مولانا قاسم العلوم نظر براہ راستہ سے کچھ ہٹ کر بغرض ملاقات پہلے سے آکھڑے ہوئے تھے گو خود بھی مخدوش حالت میں تھے مگر بیتابیٔ شوق نے اس وقت چھپنے نہ دیا اور دور ہی دور سے سلام ہوئے ایک نے دوسرے کو دیکھا مسکرائے اور اشاروں ہی اشاروں میں خدائے تعالی کے وہ وعدے یاد دلائے جو سچے سرکاری خیر خواہوں اور امتحانی مصیبتوں پر صبر واستقلال کرنے والوں کیلئے انجام کار ودیعت رکھے گئے ہیں۔(تذکرۃ الرشید،ج۱،ص ۸۴)

بالکل واضح امر ہے کہ یہ وعدے اللہ تعالی کے واللہ مع الصبرین ،و ان جندنا لھم الغلبون ،انا لننصر رسلنا والذین امنوا فی الحیوۃ الدنیا اور فان حزب اللہ ھم الغلبون وغیرہ کلمات جو قرآن کریم میں موجود ہیں۔۔سچی سرکار، آقائے حقیقی اور مالک الملک کے مخلص بندوں کیلئے ہیں جو امتحان میں کامیاب ہوتے ہیں۔یہاں سرکار کے لفظ سے اللہ تعالی ہی کی ذات مقدسہ مراد ہے۔

اعتراض نمبر۵:

حافظ ضامن ،قاسم نانوتوی ،رشید گنگوہی انگریز کی حمایت میں لڑے اور اور حافظ ضامن "شہید" ہوگئے۔تذکرۃ الرشید،ج۱،ص ۷۵،۷۴

جواب:لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔۔ خلیل رانا صاحب اتنا صریح دھوکہ۔۔ہم نے یہ صفحہ بار بار چیک کیا اور کہیں ہمیں یہ عبارت نہیں ملی ☆کہ حافظ ضامن صاحب انگریز کی حمایت میں لڑتے ہوئے شہید ہوئے تاریخ کا ادنی طالب علم بھی جانتا ہے کہ ان کی شہادت شاملی کے میدان میں انگریز کے خلاف لڑتے ہوئے ہوئی۔۔ مگر آپ کس طرح خدا خوفی سے بے پرواہ ہو کر جھوٹ پر جھوٹ بولے جارہے ہیں۔۔ جن صفحات کا حوالہ آپ نے دیا ہے اس میں بھی اسی شاملی کے معرکہ کا ذکر ہو رہا ہے۔ آپ میں اگر ذرا بھی انصاف ودیانت کامادہ ہے تو جو عبارت آپ نے نقل کی ہے اس کتاب کا اصل عکسی حوالہ دے کر بعینہ ثابت کریں ورنہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین کا وظیفہ پڑھ کر اپنے اوپر دم کریں۔

۱۸۵۷ کی جنگ آزادی حضرت حاجی امداداللہ رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں لڑی گئی اور شاملی کے میدان پر قبضہ کر لیا گیا جو ایک ماہ تک رہا ۔

* حاجی امداللہ صاحب کو امام، مولانا قاسم نانوتویؒ کو سپہ سالار افواج مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کو قاضی، مولانا محمد منیر نانوتویؒ اور حافظ محمد ضامنؒ کو میمنہ اور میسرہ کے افسر مقرر کئے گئے۔(سوانح قاسمی ،ج۲،ص۱۲۷)

* اس معرکہ میں حافظ محمد ضامن شید ہوئے حضرت حاجی صاحب اور مولانا رحمت اللہ کیرانوی مکہ مکرمہ کی طرف ہجرت کر گئے حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ روپوش ہو گئے اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ گرفتار کر لئے گئے۔ مولانا گنگوہیؒ کو سہارنپور کی جیل میں قید کر دیا گیا۔ تین چار یوم کال کوٹھری میں رہے اور پندرہ دن جیل خانہ کی حوالات میں قید رہے۔ آخر عدالت سے حکم ہوا تھانہ بھون کا قصہ ہے اس لئے مظفر نگر منتقل کیا جائے۔ چنانچہ جنگی حراست اور ننگی تلواروں کے پہرے میں براستہ دیوبند چند پڑاؤ کر کے پاپیادہ مظفر نگر لائے گئے اور حوالات کے اندر بند کرئے گئے چھ ماہ قید رہے آخر چھوڑ دئے گئے۔(ایسٹ انڈیا کمپنی کے باغی علماء ،ص۱۱۳،از مفتی انتظام اللہ شہابی)۔

جناب پروفیسر محمد ایوب صاحب قادری مرحوم لکھتے ہیں کہ

* اسی (۱۸۵۷ کی جنگ آزادی) میں حافظ محمد ضامنؒ صاحب کو گولی لگی اور وہ شہید ہو گئے آخر میں مجاہدین کے پاؤں بھی اکھڑ گئے انگریزوں نے قبضہ کرنے کے بعد تھانہ بھون کی اینٹ سے اینٹ بجادی ۔(جنگ آزادی ،ص۱۸۱)

☆ یہ سنتِ اعلیٰ حضرت ہے(مدیر)

نوٹ: پروفیسر ایوب قادری بریلوی حضرات کے ہاں بھی مستند مانے جاتے ہیں عبد الحکیم شرف قادری نے اپنی کتاب پر ان سے تقریظ لکھوائی اوران کے انتقال پر اظہار غم بھی کیا۔

غرض یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ حضرت حافظ ضامن صاحب انگریز کے خلاف لڑتے ہوئے شاملی کے میدان میں شہید ہوئے مگر فریق مخالف کا سوء ظن دیوبند دشمنی ملاحظہ ہو کہ جھوٹ پر جھوٹ بولتے ہوئے بھی کچھ حیاء نہیں۔ ہمیں تو یوں لگتا ہے کہ خلیل رانا صاحب یہ تمام حوالے کسی بریلوی ملاں کے رسالے سے ہی کاپی پیسٹ کرتے ہیں اس لئے کہ ظاہر ہے کہ بندہ ایک دو حوالوں میں چلو دھوکہ دہی کر دے مگر ان کا ہر حوالہ دجل و فریب کا شاہکار ہوتا ہے۔ پہلے تو ہم ان کو ان کی داڑھی کا واسطہ دیتے کہ چہرے پر سجائی اس سنت رسول ﷺ سے ہی شرما جاؤ مگر ان کی تو داڑھی بھی نہیں واسطہ دیں بھی تو کس کا...؟؟؟

اب آخر میں ہم فریق مخالف سے سوال کرتے ہیں کہ شاہ صاحب اور انکی تحریک کے لوگ تو تھے ہی بقول آپ کے وہابی تھے، معاذاللہ، اللہ ورسول ﷺ اور تمام مسلمانوں کے دشمن تھے، اسلام کے بدخواہ تھے مگر آپ کے روحانی دادا حضور مولوی نقی علی ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں کہاں تھے ؟ انکو بھی چھوڑئے آپکے روحانی ابا حضور مولوی احمد رضا خان جو بزعم خویش پورے ہندوستان میں واحد مسلمان اور اسلام کے خیر خواہ تھے، انہوں نے انگریز کے خلاف جہاد کے کتنے فتوے دیے۔؟؟؟؟؟؟؟

☆☆☆

ردفتنہ انکارِ حدیث

منکرینِ حدیث سے چند سوالات

اسلام مکمل دین ہے۔

قرآن مجید رہتی دنیا تک ہمیشہ کے لیے دین اسلام کے کامل ہونے کا اعلان فرمایا ہے، چنانچہ سورہ مائدہ میں ارشاد ہے

الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا

ترجمہ: آج میں نے تمہارے لیے تمھارے دین کو کامل کر دیا اور میں نے تم پر اپنا انعام پورا کر دیا، اور میں نے تمہارے لیے اسلام کو بحیثیت دین کے پسند کر لیا، (سورہ المائدہ 5 آیت 3)

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ دین اسلام کامل دین ہے، ہم منکرینِ حدیث سے سوال کرتے ہیں کہ جب دین کامل ہے اور تمہارے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول فعل حجت نہیں ہے (جسے حدیث کہتے ہیں) تو تم پورا دین قرآن سے ثابت کرو۔

1. قرآن مجید میں نماز کا حکم ہے، بتاؤ قرآن کی کون سی آیت میں نماز کی رکعتوں کی تعداد بتائی ہے، اور رکوع اور سجدہ میں پڑھنے کو کیا بتایا ہے، نماز میں نظر کہاں رہے، ہاتھ کہاں رہیں یہ سب قرآن سے ثابت کریں۔

2. اسی طرح قرآن مجید میں جگہ جگہ زکوۃ دینے کا ذکر ہے، زکوۃ کتنی فرض ہے؟ کس مال میں فرض ہے؟ کتنے کتنے دنوں یا مہینوں کے فصل سے دی جائے، درمیان میں جو مال آئے اس کی زکوۃ واجب ہے یا نہیں؟ یہ سب امور قرآن سے ثابت کریں۔

3. قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ نماز کو کھڑے ہو تو ہاتھ پاؤں منہ دھولو اور سر کا مسح کرو (سورہ المائدہ 5 آیت 6)۔ اس کو عوام و خواص سب وضو کہتے ہیں۔ اور احادیث شریفہ میں اس کا یہی نام وارد ہوا ہے۔ اس وضو کے توڑنے والی کیا چیزیں ہیں؟ اس کا جواب قرآن سے دیں۔

4. قرآن مجید میں حج و عمرہ کے پورا کرنے کا حکم ہے (سورہ بقرہ آیت 196)، حج کیسے ہوتا ہے؟ کیا کیا کام کرنے پڑتے ہیں؟ کن کن تاریخوں میں کیا عمل ہوتا ہے؟ اس کے کتنے فرائض ہیں؟ احرام کس طرح باندھا جاتا ہے؟ اس کے کیا لوازم ہیں؟ کیا ممنوعات ہیں؟ یہ سب قرآن شریف سے ثابت کریں۔

5. عمرہ میں کیا کیا افعال ہیں؟ اور اس کا اتمام کس طرح ہوتا ہے؟ وہ بھی قرآن سے ثابت کریں۔

6. سورہ توبہ میں نمازِ جنازہ کا ذکر ہے (آیت 84) نمازِ جنازہ کس طرح پڑھی جائے؟ اس کا طریقہ ادا کیا ہے؟ یہ سب قرآن مجید سے ثابت کریں۔ نیز ساتھ ہی کفن دفن کا طریقہ بھی قرآن سے ثابت کریں اور یہ بھی بتائیں کہ میت کو غسل دیا جائے یا نہیں اور اگر دیا جائے تو کس طرح دیا جائے؟ ان سب امور کے بارے میں آیاتِ قرآنیہ میں کہاں کہاں ہدایات مذکور ہیں؟

7. نکاح انسانی زندگی کی اہم ضرورت ہے۔ انعقادِ نکاح کس طرح ہوتا ہے؟ یہ بھی قرآن سے ثابت کریں۔

8. قرآن مجید میں دیت (خون بہا) کا ذکر ہے (سورہ النساء آیت 92) قرآن مجید سے ثابت کریں کہ ایک جان کی دیت کتنی ہے؟ اور مختلف اعضا کی دیت کتنی ہے؟ اور مرد و عورت کی دیت میں کچھ فرق ہے یا نہیں؟

9. سارق اور سارقہ (چور اور چورنی) کے ہاتھ کاٹنے کا قرآن مجید میں حکم ہے (سورہ المائدہ آیت 38) قرآن سے ثابت کریں کہ ہاتھ کہاں سے کاٹا جائے؟ (یاد رہے کہ عربی میں ید انگلیوں سے لے کر بغل تک پورے ہاتھ پو بولا جاتا ہے) اور کتنا مال چرانے پر ہاتھ کاٹا جائے، کیا ایک چنا اور ایک لاکھ روپے چرانے کا ایک ہی حکم ہے؟ پھر اگر دوسری بار چوری کر لی تو کیا کیا جائے؟ ان سب امور کا جواب قرآن مجید سے دیں۔

10. قرآن مجید میں زانی اور زانیہ کو ماۃ جلد (سو ضرب) مارنے کا حکم دیا ہے (سورہ النور آیت 2)۔ یہ ضرب کس چیز سے ہو؟ متفرق ہو یا بیک وقت متواتر ہو؟ یہ سب قرآن سے ثابت کریں۔

منکرینِ حدیث ان سوالات کے جوابات قرآن سے دیں اور یہ یقین ہے کہ وہ جوابات قرآن سے نہیں دے سکتے، لہٰذا یہ اقرار کریں کہ دینِ اسلام کو جو قرآن نے کامل بتایا یہ اسی طرح سے ہے۔ کہ قرآن کے ساتھ حدیث پر بھی عمل کیا جائے اور یہ بھی تسلیم کر لیں کہ قرآن مجید پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریحات کے بغیر عمل نہیں ہو سکتا اور یہ بھی اقرار کریں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال حجت ہیں۔

اور یہ بھی اقرار کریں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و ارشادات محفوظ ہیں۔ اگر وہ ہم تک نہ پہونچے ہوں تو اب قرآن پر عمل ہونے کا کوئی راستہ نہیں رہتا اگر اس وقت قرآن پر عمل نہیں ہو سکتا تو قران دوامی کتاب نہ رہی (العیاذ باللہ)

اور اگر حدیث کو حجت نہیں مانتے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ صرف قرآن سے دین کیسے کامل ہوا؟ قرآن مجید کا اعلان ہے کہ دینِ اسلام کامل ہے اور بے شمار احکام ہیں جو قرآن میں نہیں۔ اور جو احکام قرآن میں مذکور ہیں وہ مجمل ہیں۔ بغیر تشریح اور تفسیر کے ان پر عمل نہیں ہو سکتا۔ اگر کوئی دشمن یہ سوال کرلے کہ قرآن کا فرمان ہے کہ دین اسلام کامل ہے لیکن اس میں تو نماز کی رکعتوں کا ذکر بھی نہیں ہے۔ اور حج کا طریقہ بھی نہیں بتایا وقوفِ عرفات کی تاریخ بھی نہیں بتائی۔ دیت کی مقدار بھی نہیں بتائی

وغیرہ وغیرہ تو پھر کیسے کامل ہوا۔ اس سوال کا جواب ملحد واور منکر و تمہارے پاس کیا ہے؟ کیا انکارِ حدیث کے گمراہانہ دعوے کی پیچ میں دین اسلام کو ناقص مان لوگے؟☆

☆ بشکریہ دفاعِ اسلام بلاگ

شعر و ادب

اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِكْمَةً

بلا شبہ کتنی ہی شاعری حکمت و دانائی سے لبریز ہوتی ہے۔(صحیح بخاری، جلد سوم: حدیث نمبر 1098 حدیث متواتر و مرفوع)

کشمکش

اشعار پر تبصرہ تو نہیں، البتہ یہ بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ یہ نظم فقیر کو بالکل اپنے لیے لکھی گئی لگتی ہے، اور اکثر دعاؤں میں اس کے اشعار بطور مناجات کے میں پڑھا کرتا ہوں (مدیر)

تعزیر بستوی

میری رگ رگ میں خدا تو نے شرارے بھر کر
حکم صادر یہ کیا آگ نہ لگنے پائے

ایک سے ایک حسیں چیز بنا کر یہ کہا
خواہشِ نفس کبھی دل میں نہ جگنے پائے

میں فرشتہ نہ پیمبر نہ صحابی کوئی
اکثر و بیشتر راہوں سے بھٹک جاتا ہوں

ایک سوکھی ہوئی لکڑی سی حقیقت میری
شعلہء نفس سے اک پل میں دہک جاتا ہوں

دل میں اٹھتی ہے کبھی ہوک عبادت میں کروں
تجھ سے رو رو کے گناہوں کی معافی چاہوں

لغزشِ پا کے سبب دہر کے میخانے میں
جو بھی نقصان ہوا اس کی تلافی چاہوں

لب پہ قرآن کی آیات سجائے رکھوں
اپنے کردار کو آئینہ بنائے رکھوں

آندھیاں لاکھ چلیں نفس کے صحراؤں میں
دل میں قندیل تقدس کی جلائے رکھوں

ایک دو روز ہی رہتا ہے تقدس لیکن
پھر اسی نفس کے بازار میں کھوجاتا ہوں

محفلِ رقص سجا لیتی ہے دنیا پھر سے
اس کی پازیب کی جھنکار میں کھو جاتا ہوں

ایسا کردے مرے مولا کہ وفادار رہوں
میں سدا تیری محبت میں گرفتار رہوں

مے فروش

علامہ اقبالؒ

فرما رہے تھے شیخ طریقِ عمل پہ وعظ
کفارِ ہند کے ہیں تجارت میں سخت کوش
مشرک ہیں وہ جو رکھتے ہیں مشرک سے لین دین
لیکن ہماری قوم ہے محرومِ عقل و ہوش
ناپاک چیز ہوتی ہے کافر کے ہاتھ کی
سن لے، اگر ہے گوشِ مسلماں کا حق نیوش
اک بادہ کش بھی وعظ کی محفل میں تھا شریک
جس کے لیے نصیحتِ واعظ تھی بارِ گوش
کہنے لگا ستم ہے کہ ایسے قیود کی
پابند ہو تجارتِ سامانِ خورد و نوش
میں نے کہا کہ آپ کو مشکل نہیں کوئی
ہندوستاں میں ہیں کلمہ☆ گو بھی مے فروش

☆ بحر کی مناسبت سے کلِمہ (ل کے نیچے کسرہ) پڑھا جائے گا، جیسا کہ عربی میں تلفظ ہے۔

نماز میں دل لگانے کا طریقہ

مرشدی و مولائی حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی دامت برکاتہم

محترم قارئین! کتنے ہی ہم علم والے ہو جائیں، مناظر و محقق بن جائیں، اصل تو عمل اور پھر رب کے دربار میں قبولیت ہے۔ رب کا عشق اور رضا مقصودِ حقیقی ہے، اور یہ عشق دنیا میں بھی اپنا اثر دکھاتا ہے۔ زیرِ نظر مظمون صدق دل سے پڑھیں اور اپنی عبادات میں اللہ کا عشق لائیں۔ رب کے سامنے کھڑے ہوتے وقت ہم نہ مناظر ہوں نہ محققِ اسلام، نہ خطیب ہوں نہ مبلغ! بس، ہم ہوں اللہ، اور کیفیتِ "كَأَنَّكَ تَرَاهُ" کی تصویر ہو۔ (مدیر)

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُؤُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ (سورۃ المائدہ:۵)

(اے ایمان والو! جب تم نماز کی طرف قیام کا ارادہ کرو تو تم اپنے چہروں کو اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھولو، اور اپنے پاؤں کو ٹخنوں سمیت دھولو اور اپنے سر کا مسح کرلو)

* اس آیت مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ نماز سے پہلے وضو کرنا لازمی ہے۔

* حدیث پاک میں وارد ہوا ہے کہ الصلوٰۃ مفاتیح الجنۃ و مفاتیح الصلوٰۃ الطھور۔ (جنت کی کنجیاں نماز ہیں اور نماز کی کنجی وضو ہے)

* ایک حدیث پاک میں ہے کہ وضو کے اعضاء قیامت کے دن روشن ہوں گے جس کی وجہ سے نبی علیہ السلام اپنے امتی کو پہچان لیں گے۔

* وضو کرنے والے کے سر پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کی چادر ہوتی ہے۔ جب وہ دنیا کی باتیں کرتا ہے تو چادر ہٹ جاتی ہے۔

* ایک روایت میں ہے کہ جو شخص وضو شروع کرتے وقت بِسْمِ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى دِيْنِ الْإِسْلَامِ پڑھے اور وضو کے اختتام پر کلمہ شہادت پڑھے اسکے پچھلے سب گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

فضائل وضو

ایک حدیث پاک میں آیا ہے اَلْوُضُوْءُ سَلَاحُ الْمُؤمِنِ (وضو مومن کا اسلحہ ہے) جس طرح ایک انسان اسلحے کے ذریعے اپنے دشمن کا مقابلہ کرتا ہے اسی طرح مومن وضو کے ذریعے شیطانی حملوں کا مقابلہ کرتا ہے۔ امام غزالیؒ فرمایا کرتے تھے کہ تم اپنے قلبی احوال پر نظر ڈالو تمہیں وضو سے پہلے اور وضو کے بعد کی حالت میں واضح فرق نظر آئے گا۔ ہمارے مشائخ اپنی زندگی با وضو گزارنے کا اہتمام فرماتے تھے۔

حدیث پاک میں ہے اَنْتُمْ تَمُوْتُوْنَ کَمَا تَعِیْشُوْنَ (تم جس طرح زندگی گزارو گے تمہیں اسی طرح موت آئے گی) اس حدیث پاک سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ جو شخص اپنی زندگی باوضو گزارنے کی کوشش کرے گا اللہ تعالیٰ اسے باوضو موت عطا فرمائیں گے۔

☆ ہمیں ایک مرتبہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے خاندان سے تعلق رکھنے والے ایک صاحب کے گھر جانے کا اتفاق ہوا۔ انکی کوٹھی ایک نئی کالونی میں بن رہی تھی۔ مغرب کا وقت شروع ہوا تو انہوں نے گھر کے دالان میں نماز ادا کرنے کے لئے صفیں بچھا دیں۔ انکے گھر کے صحن میں پانچ سات چھوٹے بڑے بچے کھیل رہے تھے۔ جب اقامت ہوئی تو کھیلنے والے بچے دوڑتے ہوئے آئے اور نماز میں شریک ہوگئے۔ ان سے پوچھا گیا کہ وضو بنانے کی ضرورت نہیں ہے۔ تو انکے والد نے بتایا کہ ہم نے اپنے بزرگوں سے یہ بات سیکھی ہے کہ اپنی زندگی باوضو گزارو۔ ہمارے گھر کا چھوٹا بڑا کوئی بھی فرد جب بھی آپ کو ملے گا باوضو ہو گا۔ جب بھی وضو ٹوٹتا ہے فوراً نیا وضو کر لیتے ہیں۔

☆حضرت خواجہ فضل علی قریشیؒ اپنے مریدین کو تلقین فرماتے تھے کہ ہر وقت باوضو رہنے کی مشق کریں۔ ایک مرتبہ آپ مطبخ میں تشریف لائے تو مہمانوں کے سامنے دستر خوان بچھایا جاچکا تھا۔ آپ نے سب کو مخاطب کر کے فرمایا 'فقیرو! ایک بات دل کے کانوں سے سنو، جو کھانا تمہارے سامنے رکھا گیا ہے۔ اسکی فصل جب کاشت کی گئ تو وضو کے ساتھ، پھر جب اسکو پانی لگایا گیا تو وضو کے ساتھ، اسکو کاٹا گیا وضو کے ساتھ، گندم کو بھوسے سے جدا کیا گیا تو وضو کے ساتھ، پھر گندم کو چکی میں پیس کر آٹا بنایا گیا تو وضو کے ساتھ، پھر اس آٹے کو گوندھا گیا وضو کے ساتھ، پھر اسکی روٹی پکائی گئ وضو کے ساتھ، وہ روٹی آپکے سامنے دستر خوان پر رکھی گئ وضو کے ساتھ، کاش کہ آپ لوگ اس کو وضو سے کھالیتے۔

☆حضرت ملاں جیون سے وقت کے بادشاہ نے کوئی مسئلہ دریافت کیا۔ انہوں نے لگی لپٹی رکھے بغیر کھری کھری سنا دیں۔ بادشاہ کو بہت غصہ آیا لیکن وقتی طور پر برداشت کر گیا۔ چند دن کے بعد اس نے ایک سپاہی کے ہاتھ کوئی پیغام بھیجا۔ ملاں جیون اس وقت حدیث شریف کا درس دے رہے تھے۔ انہوں نے سپاہی کے آنے کی پرواتک نہ کی اور درس حدیث جاری رکھا۔ درس کے اختتام پر سپاہی کی بات سنی۔ سپاہی اپنے دل میں پیچ و تاب کھاتا رہا کہ میں بادشاہ کا قاصد تھا اور ملاں جیون نے تو مجھے گھاس تک نہ ڈالی۔ چنانچہ اس نے واپس جا کر بادشاہ کو خوب اشتعال دلایا کہ میں ملاں جیون کے پاس آپ کا قاصد بن کر گیا تھا۔ انہوں نے مجھے کھڑا کیے رکھا اور پرواہی نہ کی۔ مجھے لگتا ہے کہ اس کو اپنے شاگردوں کی کثرت پر بڑا ناز ہے ایسا نہ ہو کہ یہ کسی دن آپکے خلاف بغاوت کر دے۔ بادشاہ نے ملاں جیون کی گرفتاری کا حکم صادر کر دیا۔ بادشاہ کے بیٹے ملاں جیون کے شاگرد تھے۔ انہوں نے یہ بات سنی تو اپنے استاد کو بتادی۔ ملاں جیون نے یہ سن کر وضو کیا اور تسبیح لے کر مصلیٰ پر بیٹھ گئے کہ اگر بادشاہ کی طرف سے سپاہی آئیں گے تو ہم بھی اللہ تعالیٰ کے حضور ہاتھ اٹھا کر معاملہ پیش کریں گے۔

شہزادے نے یہ صورت حال دیکھی تو بادشاہ کو جا کر بتایا کہ ملاں جیون نے وضو کر لیا اور وہ مصلے پر دعا کرنے کیلئے بیٹھ گئے ہیں۔ بادشاہ کے سر پر اس وقت تاج نہ تھا وہ ننگے سر، ننگے پاؤں دوڑا اور ملاں جیون کے پاس آ کر معافی مانگی اور کہنے لگا 'حضرت! اگر آپ کے ہاتھ اٹھ گئے تو میری آئندہ نسل تباہ ہو جائے گی'۔ ملاں جیون نے اسے معاف کر دیا۔

☆فقیر کو ۱۹۷۱ء میں بینائی میں کمزوری محسوس ہوئی۔ لاہور کے مشہور ای پلومر ڈاکٹر صاحب نے چیک کیا تو کہا کہ اڑھائی نمبر شیشے کی عینک لگانی ضروری ہے ورنہ بینائی کمزور سے کمزور تر ہو جائے گی۔ فقیر نے چار ماہ عینک استعمال کی۔ ایک مرتبہ وضو کیلئے بیٹھنے لگا تو عینک گری اور شیشہ ٹوٹ گیا۔ فقیر نے دعا مانگی کہ یا اللہ! میں تیرے محبوب ﷺ کی مسواک والی سنت پر پابندی سے عمل کروں گا میری بینائی کو تیز فرما۔ کچھ عرصے بعد دوبارہ بینائی چیک کروائی تو بالکل ٹھیک نکلی۔ تیس سال تک دوبارہ عینک لگانے کی ضرورت پیش نہ آئی۔

☆☆

معارف وضو

درج ذیل میں وضو سے متعلق چند اسرار و رموز بیان کئے جاتے ہیں۔

* وضو کو یکسوئی اور توجہ سے کرنا اعلیٰ مرتبہ کی نماز پڑھنے کا مقدمہ ہے۔ کوئی شخص ایسا نہیں ہو سکتا جو عادتاً غفلت سے وضو کرے مگر نماز حضوری کے ساتھ پڑھے۔ پس معلوم ہوا کہ اہتمام وضو اور حضوری نماز میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔

* مشائخ کرام فرماتے ہیں کہ در حقیقت وضو انفصال عن الخلق (مخلوق سے کٹنا ہے) جبکہ نماز اتصال مع الحق (اللہ تعالیٰ سے جڑنا) ہے۔ جو شخص جس قدر مخلوق سے کٹے گا اتنا ہی زیادہ اللہ تعالیٰ سے جڑے گا۔ یہی مطلب ہے لا الہ الا اللہ کا۔ پس لا الہ کا مقصود یہ ہے کہ مخلوق سے کٹو اور الا اللہ کا مقصود یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے جڑو۔ ماسوی اللہ سے قلبی تعلق توڑنے کو عربی زبان میں تبتل کہتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا (المزمل:۸) (اور اپنے رب کا نام پڑھے جا اور سب سے الگ ہو کر اسی کی طرف سب چھوڑ کر چلا آ)

* پانی کی خاصیت یہ ہے کہ آگ کو بجھا دیتا ہے۔ لہذا جو شخص وضو کر کے حضوری کے ساتھ نماز ادا کرے گا تو اس شخص کیلئے نماز دوزخ کی آگ سے ڈھال بن جائے گی۔

* وضو میں شش جہات (چھ اطراف) سے پاکیزگی حاصل کی جاتی ہے۔ دائیں ہاتھ سے دائیں طرف۔ بائیں ہاتھ سے بائیں طرف۔ چہرہ دھونے سے آگے کی طرف۔ گردن کا مسح کرنے سے پیچھے کی طرف۔ سر کا مسح کرنے سے اوپر کی طرف اور پاؤں دھونے سے نیچے کی طرف سے پاکیزگی حاصل ہو گئی۔

* وضو کرنے سے انسان چھ اطراف سے پاکیزہ ہو گیا۔ پس محبوب حقیقی سے ملاقات کی تیاری مکمل ہو گئی۔ جب نماز ادا کرے گا تو اسے ملاقات بھی نصیب ہو جائے گی۔ ارشاد فرمایا اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ (تو اللہ تعالیٰ کی عبادت ایسے کر جیسے اسے دیکھ رہا ہے) اسی لئے کہا گیا کہ اَلصَّلٰوةُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِ (نماز مومن کی معراج ہے) حدیث پاک میں بتایا گیا ہے کہ آدمی جب وضو کرتا ہے تو اعضاء دھلنے کے ساتھ ہی ان سے کئے گئے گناہ بھی دھل جاتے ہیں۔ امام اعظم ابو حنیفہؒ کو ایسا کشف نصیب ہو گیا تھا کہ وہ وضو کے پانی کے ساتھ گناہ کو جھڑتا دیکھتے تھے۔ اسی لئے انہوں نے وضو کے مستعمل پانی کو مکروہ کہا۔ ویسے بھی نمازی کو حکم ہے کہ وضو کا پانی کپڑوں پر نہ گرنے دے۔ بعض مشائخ کا معمول تھا کہ وضو کے وقت جو لباس زیب تن فرماتے تھے اسے بدل کر نماز ادا فرماتے تھے۔

* شرع شریف میں پاکیزگی اور طہارت کو بہت پسند کیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیۡنَ وَ یُحِبُّ الۡمُتَطَھِّرِیۡنَ(البقرہ:۲۲۲)(بے شک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں سے اور پاکیزہ رہنے والوں سے محبت کرتا ہے)

* توبہ کرنے سے گناہ معاف ہوئے تو انسان باطنی طور پر پاکیزہ ہو گیا۔ حدیث پاک میں اسی مضمون کو مثال سے سمجھایا گیا ہے کہ اگر کسی شخص کے گھر کے سامنے نہر بہتی ہو اور وہ دن میں پانچ مرتبہ غسل کرے تو اس کے جسم پر میل کچیل نہیں رہ سکتی۔ جو شخص پانچ مرتبہ اہتمام سے وضو کرے اور حضوری سے نماز ادا کرے اسکے دل پر سیاہی نہیں رہ سکتی۔

* شرع شریف کا حسن و جمال دیکھئے کہ وضو میں سارا جسم دھلانے کے بجائے صرف انہی اعضاء کو دھلوانے پر اکتفا کیا گیا جو اکثر و بیشتر کام کاج میں کھلے رہتے ہیں۔ مثلاً ہاتھ، پاؤں، بازو، چہرہ وغیرہ۔ جو اعضاء کم کھلتے ہیں ان کا مسح کروایا گیا مثلاً سر اور گردن۔ جو اعضاء پردے میں رہتے ہیں انکو مستثنیٰ قرار دیا گیا مثلاً شرمگاہ وغیرہ۔

* وضو میں جن اعضاء کو دھلوایا گیا قیامت کے دن انہی کو نورانی حالت عطا کی جائے گی۔ حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن میں امت اپنے اعضاء کی نورانیت سے پہچان لی جائے گی۔

* وضو مین جن اعضاء کو دھویا جاتا ہے قیامت کے دن ان اعضاء کو عزت و شرافت سے نوازا جائے گا۔ ہاتھوں میں حوض کوثر کا جام عطا کیا جائے گا۔ چہرے کو تر و تازہ بنا دیا جائے گا جیسے فرمایا وُجُوۡہٌ یَّوۡمَئِذٍ نَّاعِمَۃٌ(اس دن چہرے تر و تازہ ہوں گے) سر کو عرش الٰہی کا سایہ عطا کیا جائے گا۔ حدیث پاک میں آیا ہے یوم لا ظل الا ظل عرشہ (قیامت کے دن عرش الٰہی کے سوا کوئی سایہ نہ ہو گا) پاؤں کو پل صراط پر چلتے وقت استقامت عطا کی جائے گی۔

وضو میں چند علمی نکات

علمی نکتہ۔۱

وضو میں پہلے ہاتھ دھوتے ہیں، کلی کرتے ہیں، ناک میں پانی ڈالتے ہیں پھر چہرہ دھونے کی باری آتی ہے۔ اب ایک طالب علم کے ذہن میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ فرض کا درجہ سنت سے زیادہ ہے تو پھر پہلے چہرہ دھلواتے بعد میں دوسرے کام کرواتے۔ مگر وضو میں سنت عمل کو فرض عمل پر مقدم کیا گیا۔ آخر اس کی کیا حکمت ہے؟

جواب

پانی سے اس وقت وضو کیا جا سکتا ہے جبکہ پانی پاک ہو۔ اگر پانی ہی ناپاک ہو تو وضو ہوگا ہی نہیں۔ پانی کی پاکیزگی کا اندازہ اس کی رنگت ، بو اور ذائقہ سے لگایا جاتا ہے۔ وضو کرنے ولا آدمی جب ہاتھ دھوئے گا تو اسکو پانی کی رنگت کا پتہ چل جائے گا، جب کلی کرے گا تو ذائقے کا پتہ چل جائے گا، جب ناک میں پانی ڈالے گا تو بو کا پتہ چل جائے گا۔ جب تینوں طرح سے پاکیزگی کا پتہ چل گیا تو شریعت نے چہرہ دھونے کا حکم دیا تاکہ فرض کامل صورت میں ادا ہو جائے۔

علمی نکتہ۔۲

وضو کے اعضاء متعین کرنے میں کیا خصوصیت ہے؟

جواب

حضرت آدمؑ سے شجر ممنوعہ کا پھل کھانے کی بھول ہوئی، وضو کے ذریعے اس بھول کی یاد دہانی کروائی گئ تاکہ انسان اپنی تمام غلطیوں سے معافی مانگ سکے۔ حضرت آدمؑ نے اپنے ہاتھوں سے شجر ممنوعہ کا پھل توڑا، آنکھوں سے دیکھا، منہ سے کھایا، پتوں کو سر لگا، پاؤں سے اسکی طرف چل کر گئے۔ وضو کرتے وقت اس بھول کی یاد دہانی کروائی گئ۔ تاکہ انسان اپنے پچھلے گناہوں سے توبہ کرے اور آئندہ گناہوں سے اپنے آپ کو بچائے۔ یہ سبق بھی دیا گیا کہ اگر میرے حکموں کے مطابق زندگی گزارو گے تو نعمتوں میں پلتے رہو گے، جنت میں جا سکو گے، اور اگر شیطان کی پیروی کرو گے تو نعمتوں سے محروم کر دیئے جاؤ گے، جنت میں داخلہ نصیب نہ ہو سکے گا۔

علمی نکتہ۔۳

وضو میں ہاتھ دھونے سے ابتداء کیوں کی گئ؟

جواب

تاکہ موت کے وقت مال سے ہاتھ دھونے پڑیں گے تو دل کو رنج نہ ہو۔ مزید برآں انسان کے ہاتھ ہی سب سے زیادہ مختلف جگہوں یا چیزوں سے لگتے ہیں اس بات کا زیادہ امکان ہے کہ ہاتھوں پر مختلف بیکٹیریا اور جراثیم لگے ہوئے ہوں۔ ہاتھ پہلے دھونے سے وہ گندگی دور ہو جائے گی۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ انسان دوسرے اعضاء کو ہاتھوں ہی کی مدد سے دھوتا ہے اگر ہاتھ ہی پاک نہ ہوں تو دوسرے اعضاء کیسے پاک ہوں گے۔ اس لئے وضو میں ہاتھ پہلے دھلوائے گئے باقی اعضاء کو بعد میں دھلوایا گیا۔

علمی نکتہ۔۴

وضو میں چار فرض کیوں ہیں؟

جواب

وضو میں چار فرض ہیں۔ دو اعضاء ذرائع علم میں ہیں مثلاً سر اور چہرہ، جبکہ دو اعضاء ذرائع عمل میں سے ہیں مثلاً ہاتھ اور پاؤں۔ ان چاروں کو دھونا فرض قرار دیا گیا۔ گویا یہ طے شدہ بات ہے کہ تمام سعادتوں کی بنیاد علم پر عمل کرنے میں ہے۔

علمی نکتہ۔۵

تیمم میں دو فرض کیوں ہیں؟

جواب

تیمم اس وقت کرتے ہیں جب پانی موجود نہ ہو یا بیماری کا عذر ہو۔ پس عذر کی حالت میں عمل میں تخفیف کی گئ، انسان پر بوجھ کم کر دیا گیا، رخصت مل گئ، عمل کرنے میں آسانی ہو گئ۔ رہی بات یہ کہ چار میں سے کون سے دو چنے گئے۔ تو ایک عضو ذرائع علم میں سے چنا گیا مثلاً چہرہ اور سر میں چہرے کو منتخب کیا گیا۔ وجہ یہ تھی کہ سر کا تو پہلے ہی چوتھائی حصہ کا مسح کرتے ہیں جبکہ چہرہ کامل دھلوایا جاتا ہے۔ پس کامل کو ترجیح دی گئ البتہ ذرائع عمل میں سے ہاتھ اور پاؤں میں سے ہاتھوں کو چنا گیا۔ چونکہ ہاتھ پاؤں سے اعلیٰ ہیں۔ شریعت نے کامل اور اعلیٰ اعضاء کو چن لیا۔ بقیہ کا بوجھ کم کر دیا۔

علمی نکتہ۔٦

تیمم میں سر کو کیوں نہ چنا گیا؟

جواب

وضو میں پہلے ہی چوتھائی سر کا مسح کیا جاتا ہے۔ جب معافی دینی تھی تو پورے سر کا مسح معاف کر دیا گیا۔ ویسے بھی جہلا کی عادت ہوتی ہے کہ مصیبت کے وقت سر پر مٹی ڈالتے ہیں تو تیمم میں سر کا مسح معاف کر دیا گیا تاکہ جہلا کے عمل سے مشابہت نہ ہو۔

عملی نکتہ۔۷

تیمم میں ہاتھ اور چہرے کو دوسرے اعضاء پر مقدم کیوں کیا گیا؟

جواب

انسان اکثر گناہ اپنے چہرے اور ہاتھوں کے ذریعے کرتا ہے۔اس لئے انکا انتخاب ضروری تھا۔دوسری وجہ یہ ہے کہ قیامت کے دن دو اعضاء پر خوف زیادہ ہو گا۔ایک چہرے پر کہ گنہگاروں کے چہرے سیاہ ہوں گے۔

يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ(آل عمران:۱۰۶)

(جس دن سفید ہوں گے بعض چہرے اور سیاہ ہوں گے بعض چہرے)

کفار کے چہرے کالے اور مٹی آلود ہوں گے۔

وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ ۔ تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ ۔ اُولٰئِكَ هُمُ الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ(عبس ۳۰،۳۱،۳۲)

(اور کتنے منہ اس دن گرد آلود ہوں گے۔چڑھی آتی ہے ان پر سیاہی۔یہ لوگ وہی ہیں جو منکر اور ڈھیٹ ہیں)

دوسرا پل صراط سے گزرتے ہوئے بعض لوگوں کے پاؤں کانپ رہے ہوں گے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ۔ ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَنَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا(مریم:۷۱)

(اور کوئی نہیں تم میں جو نہ پہنچے گا اس پر۔تیرے رب پر یہ وعدہ لازم اور مقرر ہو چکا۔بچائیں گے ہم انکو جو ڈرتے رہے اور چھوڑ دیں گے گنہگاروں کو اس میں اوندھے گرے ہوئے۔

صفت احسان اور دیدار الٰہی

قاری معاذ شاہد حفظہ اللہ

۴

....اَن تَعبُدَاللّٰہَ کَاَنّكَ تَرَاہ فَاِلَّم تَکُن تَرَاہُ فَاِنّہ یَرَاكَ ....۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا «««« نماز مؤمن کی معراج ہے »»»» اور معراج میں تین چیزیں ہیں :

1 : قرب الٰہی 2: دیدار الٰہی 3: ہم کلامی

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو تینوں چیزیں معراج میں نصیب ہوئیں ... قرب کی انتہاء ، دیدار بھی ، اور اللہ تعالی سے ہم کلام ہونے کا شرف بھی حاصل ہوگیا ۔

لیکن مؤمن کی معراج صفت احسان کے ساتھ ہی نصیب ہو گی۔ جب آدمی نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے اور الحمدللہ ربّ العلمین کہتاہے اللہ کی طرف سے جواب آتا ہے حمدنی عبدی تواس طرح ہم کلام ہوگیا ... اور جب سجدہ کرتا ہے تو گویا سر رحمٰن کے قدموں میں رکھ دیا ہے تو قرب بھی نصیب ہوگیا اور نماز میں مؤمن دل کی آنکھوں سے اللہ تعالی کو دیکھ رہاہے اور اسکا دیدار کررہاہے اور الفاظ بھی مخاطب حاضر کے ،اِیّاكَ نَعبُدُ، تیری عبادت جیسے کہ وہ آمنے سامنے ہوں گویا کہ وہ اسے دیکھ رہاہے جب یہ تینوں صفات پائی جائیں گی تو مؤمن کی معراج بنے گی اگر ان میں سے ایک چیز بھی نکل گئی۔ جیسے کانك

☆ بلاشبہ یہ زبردست علمی نکتہ ہے، اور نماز کے خشوع کا بہترین ذریعہ بھی، اللہ تعالی ہم سب کو نصیب فرمائے۔ (مدیر)

تراہ۔یعنی رویت کا استحضار نہ ہوا تو مؤمن کی معراج ادھوری ہو گی تو گویا صفت احسان سے خالی نماز پُھسپُھسی اور بے جان ہو گی اور اس پر وہ اثرات مرتب نہ ہوں گے جو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کی نمازوں پر ہوتے تھے

جلد اٹھنے نہ دے سر سجدے سے میرے مولا
اور کچھ دیر مجھے یونہی پڑا رہنے دے

ذکر میں صفت احسان

☆ شاہ عبدالعزیز(رحمۃ اللہ علیہ) نے فضائل ذکر میں فرمایا کہ روح کا یہ دھیان کہ اللہ دیکھ رہاہےاسی کو استحضار کہتے ہیں اور دوامِ استحضار کا نام ہی معیت ہے۔ع

جدھر دیکھتا ہوں ادھر تو ہی تو ہے

☆ جب بھی ہم ذکر کرنے بیٹھیں تو اللہ تعالی کے اس قول کا استحضار کریں فَاذْکُرُونِی اَذْکُرْکُم ...تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا اور اس حدیث قدسی کا دھیان رکھتے ہوئے ذکر کریں اَنَا جَلِیْسُ مَن ذَکَرَنِی ...۔میں اس کا ہم نشین ہوتا ہوں جو میرا ذکر(یاد) کرتاہے

درود پاک میں صفت احسان

آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پاک پڑھتے ہوئے اس بات کا استحضار کریں کہ اے اللہ تو بھیج رحمت اور سلامتی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اور اللہ تعالی کی رحمتیں اور سلامتیاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اتر رہی ہیں اور میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہء اقدس کے ساتھ بیٹھا ہوں اور مجھ پر بھی ان کے چھینٹے پڑ رہے ہیں

نام لیتا ہوں محمد کا زباں سے میں
رحمتیں عرش والے کی مجھ کو گھیر لیتی ہیں

اور جو ان صفات کے ساتھ کثرت سے درود پاک پڑھے گا اللہ تعالی اسے دنیا میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت اور قیامت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب نصیب فرمائیں گے اور جو ذکر الہی کثرت سے کرے گا اللہ تعالی اسے حلاوت ایمانی نصیب فرمائیں گے ۔۔۔۔ایک بزرگ فرمانے لگے کہ جب میں اللہ کا نام لیتا ہوں تو میرا منہ میٹھا ہو جاتاہے

اللہ اللہ کیسا پیارا نام ہے

عاشقوں کا مینا اور جام ہے

۵

ذکر میں پانچ چیزیں ہیں اور ان سب میں صفت احسان ضروری ہے

:::1::: اللہ تعالی کی صفات اور بڑائی کے کلمات کا ذکر ، ::::2 ::: استغفار ، ::::3::: تلاوت قرآن ، ::4::: درود پاک ، ::::5::: ہر موقع کی دعا

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ نے مولانا عبد الغنی پھول پُوری کو خواب میں فرمایا کہ میں تمہیں ایسا اللہ اللہ سکھاتا ہوں جس کو سو مرتبہ پڑھو گے تو چوبیس ہزار مرتبہ پڑھنے کا اثر پیدا ہو گا پہلی بار اللہ کرو تو یہ تصور باندھو کہ میرا دل اللہ اللہ کر رہا ہے پھر یہ استحضار کرو کہ اب میرے جسم کا بال بال اور رُوّاں رُوّاں اللہ اللہ کر رہاہےاس کے بعد اس چیز کا استحضار کرو کہ میرے ساتھ کائنات کی ہر ہر چیز اللہ اللہ کر رہی ہےریت کے زرّے ، پہاڑ ، دریا ، سمندر کی لہریں ، بارش کے قطرے ، درختوں کے پتّے ، میرا دل بھی اللہ اللہ کر رہا ہے، اور میرے جسم کا رُوّاں رُوّاں بھی اللہ اللہ کر رہاہےکائنات کی ہر چیز میرے ساتھ اللہ اللہ کر رہی ہے، اگر اس تاثر کے ساتھ اللہ کا نام ایک سو مرتبہ لیں گے تو چوبیس ہزار مرتبہ اللہ اللہ کہنے کا تاثر پیدا ہو گا

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب میں اللہ اللہ کرتا ہوں تو میرے بال بال سے گویا شہد کے سمندر جاری ہوجاتے ہیں اور فرمایا شکّر زیادہ میٹھی ہے کہ شکّر کو پیدا کرنے والا ، ایک اور جگہ فرمایا کہ جب میں اللہ اللہ کرتا ہوں تو اللہ تعالی کی طرف سے مجھے وہ لذتیں حاصل ہوتی ہیں کہ تمام دنیا کی زبانیں اس کو بیان کرنے سے عاجز آجاتی ہیں

نام لیتے ہی نشہ سا چھا گیا
ذکر میں تاثیرِ دورِ جام ہے

لا الہ الا اللہ کے ذکر میں تین چیزیں ہیں اور اس میں صفت احسان ضروری ہے

1۔دل سے اللہ تعالی کے غیر کو نکالنے کا استحضار یہ استحضار کرناہے کہ لا الہ کہنے پر اللہ کا سارا غیر دل سے نکل رہاہے اور دل سے نشانہ بناکر اس سے اللہ کے غیر کو باہر کھینچاہے اور الااللہ پر اللہ کی ذات کے دل میں آنے کا استحضار کرناہے

نکالو دل سے یاد حسینوں کی اے مجذوب
خدا کے گھر پۓ عشقِ بُتاں نہیں ہوتا

2۔اس حدیث مبارک کا استحضار کرناہےلا الہ الا اللہ لیس لہا حجاب دون اللہ، کہ میرے اس لاالہ الااللہ اور اللہ کے درمیان میں کوئی حجاب اور پردہ نہیں ہے۔۔۔۔میں تو یہاں ہوں لیکن میری لاالہ الااللہ. اللہ تعالی کے عرش پر اللہ کے پاس ہےاور گویا کہ اللہ سے ملاقات کر رہی ہےمیں تو فرش پر ہوں لیکن لاالہ الااللہ کے ذریعے عرش والے سے مل رہا ہوں میں تو یہاں ہوں اور میرے تذکرے عرش پر ہورہے ہیں اس حدیث قدسی کو سوچتے ہوئے کہ تم مجھے فرش پر یاد کرو میں تمہیں عرش پر یاد کروں گا

غیر سے بالکل ہی اٹھ جائے نظر
تو ہی تو آئے نظر دیکھوں جدھر

3۔اس کا استحضار کہ میری لاالہ الااللہ۔اللہ تعالی تک پہنچ رہی ہے اور الااللہ۔ اللہ کا. نور لیکر میرے دل کے اوپر آرہی ہے اور اس نور کے طفیل میرا دل جگمگا رہا ہے جسکو اس دعا میں ذکر فرمایاہے...۔

اللھمَّ جعل فی قلبی نورا ......۔اے اللہ میرے دل میں نور پیدا فرمائیے۔۔اور دل سے نکل کر وہ نور کانوں کو آنکھوں کو گوشت پوست کو ہڈیوں کو بال بال کو نورانی کر رہاہے اور پھر وہ نور مجھے گھیر رہاہے... اب وہ نور میرے دائیں جانب بھی ہے بائیں جانب بھی اوپر بھی نیچے بھی اور وہ نور مجھے سراپا نور کر رہاہے ایک مخلوق پر خالق کا نور پڑ رہاہے... اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا کو سامنے رکھناہے اے اللہ تیرے چہرے کے اس نور کے طفیل جس سے تمام اندھیریاں روشن ہو گئیں اور جس سے سب کام بنتے ہیں ... اور اس بات کا تصور کرناہے کہ اس نور طفیل دل سے حسد کی ظلمت اور اندھیرا ،، کبر اور بڑائی کا اندھیرا ، خود پسندی اور خود رائی کا اندھیرا ، اور جملہ اعمال بد کے اندھیرے دور ہو رہے ہیں اور دل جگمگا رہاہے اور اس کے اندر صفات آرہی ہیں قرآن مجید میں ہے: اللہُ نورُ السمٰوٰتِ والارض ، اللہ نور ہے آسمانوں اور زمین کا۔۔اور وہ نور میرے دل میں ارہاہے...جس دل میں یہ نور آجاتاہے اس دل کے سامنے سورج کی روشنی کی بھی کوئی حیثیت نہیں۔۔کیونکہ سورج مخلوق ہے اسکی روشنی بھی مخلوق ہے اللہ خالق ہے اسکا نور بھی خالق ہے سورج محدود ہے اسکی روشنی بھی محدود ہے اللہ لا محدود ہے اسکا نور بھی لا محدود ہے سورج فانی ہے اسکی روشنی بھی فانی ہے اللہ غیر فانی ہے اسکا نور بھی غیر فانی ہے سورج کی روشنی کو اس نور سے کیا نسبت ہے...

جو دل پے ہم ان کا کرم دیکھتے ہیں
تو دل کو بے حد جامِ جَم دیکھتے ہیں

اظہارِ خیال

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿٤٢﴾

یقیناً اس بات میں ان لوگوں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں جو غور و فکر سے کام لیتے ہیں۔(سورہ نمبر 39 الزمر، آیت 42)

جماعت والے لوگوں کو کیسے گمراہ کرتے ہیں؟؟؟

محسن اقبال حفظہ اللہ

عجیب لوگ ہیں یہ تبلیغی جماعت والے بھی، جہاں دیکھو وہاں پہنچے ہوتے ہیں۔۔لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں اور کفریہ اور شرکیہ عقائد کی تعلیم دیتے ہیں...

نجانے کتنے لوگوں کو انہوں نے گمراہ کر دیا ہے۔ قران، حدیث تو مانتے نہیں بس ایک کتاب فضائل اعمال اٹھائی ہوتی ہے اور اس کتاب سے کچھ احادیث، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے واقعات اور کچھ پرانے بزرگوں کے واقعات بیان کرتے ہیں...

فضائل اعمال تو ضعیف احادیث سے بھری پڑی ہے اور ضعیف حدیث تو قبول کرنے کے لائق نہیں اور جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین کے واقعات ہیں تو ان کی بھی کوئی حیثیت نہیں۔۔بس صرف قران اور حدیث کو ہی ماننا چاہیئے...۔یہ سب واقعات تو شرک ہیں۔

ان تبلیغیوں کے گمراہ کرنے کے طریقے بھی بہت عجیب ہوتے ہیں۔ اچھے بھلے لڑکے کرکٹ، یا فٹبال کھیل رہے ہوتے ہیں اور یہ اوپر سے آکر اپنی تبلیغ شروع کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ نماز پڑھو، مسجد میں آؤ۔۔اب ان کو کون سمجھائے کہ کرکٹ یا فٹبال کھیلنا ان تبلیغی جماعت والوں کے ساتھ نماز پڑھنے سے زیادہ اہم ہے...

انہوں نے تو بہت سے لوگوں کو گمراہ کر دیا ہے۔

اچھا بھلا جنید جمشید گانے گاتا تھا، اور بہت مشہور تھا، پکا مسلمان تھا۔۔اب دیکھو! ان تبلیغی جماعت والوں کے ساتھ مل کر داڑھی بھی رکھ لی، گانا بھی چھوڑ دیا اور ان تو نعتیں پڑھتا ہے،، مکمل گمراہ اور مشرک ہو گیا ہے۔۔

اسی طرح سعید انور تھا، جب تک کرکٹ کھیلتا تھا تب تک اس کا کتنا نام تھا اور تب وہ پکا مسلمان بھی تھا لیکن ان تبلیغی

جماعت والوں کے ساتھ مل کر اس نے بھی داڑھی رکھ لی اور نماز پڑھنا شروع کر دی، اور دوسرے کرکٹرز کو بھی نمازوں پہ لگا دیا، خود تو گمراہ ہوا لیکن دوسرے کئی کرکٹرز جیسا کہ شاہد آفریدی، انضمام الحق وغیرہ کو بھی تبلیغی جماعت کے ساتھ مل کر مشرک اور گمراہ بنا دیا۔۔

ارے یہ سب تو پہلے مسلمان تھے اور تبلیغی جماعت کے ساتھ ملکر گمراہ اور مشرک ہوئے لیکن محمد یوسف کو دیکھو! وہ عیسائی تھا پھر تبلیغی جماعت کی کوششوں سے مسلمان ہوا لیکن کیا فائدہ۔۔ ہے وہ ابھی بھی گمراہ اور مشرک۔۔ تو اس کو عیسائیت چھوڑنے کا کیا فائدہ جب وہ مسلمان ہو کے بھی گمراہ ہوا۔ تبلیغی جماعت والوں نے اس کو مشرک بنا دیا۔

ان جیسے اور ہزاروں کی تعداد میں لوگ ہیں جنہوں نے تبلیغی جماعت کی وجہ سے داڑھی رکھی، نماز شروع کی، برا کام چھوڑے لیکن پھر بھی وہ گمراہ ہیں کیونکہ تبلیغ والے لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں...

یاد آیا! ہم سچے مسلمان ہیں، قرآن وحدیث کو ماننے والے۔۔ ہمارا کام لوگوں کو قرآن، حدیث کی طرف لانا ہے اور اور فضائل اعمال جیسی ضعیف کتاب اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور بزرگوں کے واقعات سے نجات دلانا ہے۔

ہمارا کام بے نمازیوں کو نماز پڑھوانا نہیں بلکہ جو نماز پڑھتے ہیں ان کو بتانا ہے کہ تم لوگوں کی نماز قران حدیث والی نہیں ہے۔ کیونکہ تم نے رفع یدین نہیں کیا،، تماری نماز مکمل نہیں کیونکہ تم نے اونچی آمین نہیں کہی،، تمہاری نماز نبی کریم ﷺ جیسی نماز نہیں کیونکہ تم نے سینے پہ ہاتھ نہیں باندھے...

لوگوں کو قران و حدیث سمجھانے کے لئے ہم لوگوں کو اپنے علماء کی کتابیں دیتے ہیں۔ ان کتابوں میں اگر ضعیف احادیث آ جائیں تو ہم ان کو نہیں مانتے... اگر ہمارے کسی عالم کا یا بزرگ کا کوئی ایسا واقعہ آ جائے جیسے واقعات فضائل اعمال میں ہیں تو ان سب کو ہم نہیں مانتے کیونکہ ہمارے علماء سے غلطی بھی تو ہو سکتی ہے۔۔ اللہ ہمارے علماء کی غلطیوں

کو معاف کرے لیکن یہ معافی صرف ہمارے علماء کے لئے ہے کیونکہ وہ ہمارے علماء ہیں، تبلیغی جماعت کی کتاب میں جو واقعات ہیں وہ شرکیہ ہیں کیونکہ تبلیغی جماعت والے گمراہ ہیں۔

اصل میں ہم اپنے علماء کی کتابوں کو ہی نہیں مانتے کیونکہ ہم صرف قران و حدیث کو مانتے ہیں لیکن قران و حدیث سمجھنے کے لئے ہم اپنے انہی علماء کی کتابیں ہی پڑھتے ہیں کیونکہ ان کے بغیر ہمیں قران و حدیث سمجھ نہیں آتا۔ تو ہمارے علماء کی جو کتابیں ہیں ہم ان سے قران و حدیث سمجھتے ہیں لیکن ہم ان کو مانتے نہیں اور ان کے واقعات پہ ہم شرک کا فتوی بھی نہیں لگا سکتے کیونکہ وہ ہمارے علماء ہیں...

بس صرف اتنا یاد رکھیں کہ تبلیغی جماعت والے مشرک اور گمراہ ہیں اور اگر ہمارے علماء کی کتابوں میں ایسی کوئی بات آجائے جیسی فضائل اعمال میں ہے تو ہمارے علماء گمراہ اور مشرک نہیں کیونکہ ہم ان کو نہیں مانتے ہم صرف قران و حدیث کو مانتے ہیں۔

دوستو! یہ اوپر ایک جھلک ہے تبلیغی جماعت کے ان مخالفین کی سوچ اور نظریات کی جن کا دعوی ہے کہ وہ صرف قران وحدیث پہ عمل کرتے ہیں اور تبلیغی جماعت والے لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں...۔

شکریہ

غلامِ خاتم النبیین صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم

محسن اقبال

فکریے

ابنِ غوری، حیدر آباد، ہند

رمضان:

چاند نظر آتے ہی مسلمان -ماشاء اللہ- مساجد میں یدخلون فی دین اللہ افواجا کی مجسم تصویر پیش کرتے ہیں، لیکن پھر چاند نظر آتے ہی وہ -معاذ اللہ- مساجد سے یخرجون من دین اللہ افواجا اور کالعرجون القدیم کی طرح نظروں سے دور ہو جاتے ہیں۔

کیا یہی طریقہ ہے (دارین میں) عزت یابی کا؟

بے ریش صوفی:

"وہ اپنے مختصر سفر میں اپنا ٹفن ساتھ رکھتے تھے۔"

پھر تو، وہ کوئی پہنچے ہوئے بزرگ ہوں گے؟

جی نہیں، وہ تھے سلطنتِ آصفیہ دکن کے دیوان سالار جنگ اول (تراب علی خاں)

جعلی کام:

جعلی نوٹ کتنی ہی بڑی رقم کا کیوں نہ ہو، اس کا نفع بالکل وقتی / غیر یقینی ہوتا ہے۔ جب وہ حکومت کی نظر میں آجائے تو نوٹ ساز مجرم قرار دیا جاتا ہے۔

اسی طرح غیر مسنون عمل / بدعت خواہ وہ کتنی ہی دلکش اور مفید معلوم ہو، اللہ کے نزدیک اس کے حامل مجرم ہی ہوں گے۔

دو چیزیں:

سیاست میں اخلاقیات...........اچھی بات!

اخلاق میں سیاسیات...........۔بری بات!

مدینہ-مدینہ:

تاج دارِ مدینہ کانفرنسیں......۔بہت ہوتی رہتی ہیں!ماشاءاللہ

لیکن ان کے شرکاء میں "تابع دارِ تاج دارِ مدینہ "کتنے ہوتے ہیں؟ انااللہ

Cell: 9392460130

مدیر کے قلم سے

عیدالضحیٰ پر گائے کی قربانی؟

(ایجنسی) ہند میں بسنے والے مسلمانوں کے لیے ایک مسئلہ اس عید قرباں پر یہ آکھڑا ہوا تھا کہ آیا ملک کے قانون کی خلاف ورزی کرتے ہوئے 'گئوماتا' کی قربانی کی جائے یا نہیں؟ واضح رہے کہ گائے کی قربانی، اور گوشت و کھال کے کاروبار پر ہند کی ریاستوں میں پابندی عائد ہے۔ گائے کا مسئلہ ہمیشہ سے متنازع فیہ رہا ہے، کیونکہ ملک میں بسنے والے ہندو بھائیوں کے عقائد کے مطابق گائے اُن کی ماں ہے، بھگوان ہے، اور بعض کے مطابق ہندوؤں کے ۳۳ کروڑ بھگوان گائے کے سر سے دُم تک جمع ہیں۔☆

ملک کے حالات کے پیشِ نظر، اور امن سلامتی کی فضا کو برقرار رکھنے کی خاطر تمام مکاتبِ فکر کے علماء نے متفقہ فیصلہ دیا کہ اس سال گائے کی قربانی نہ کی جائے، اور اس کی جگہ بھینس اور بکروں کو قربان کیا جائے۔ دارالعلوم دیوبند کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے تمام مکاتبِ فکر کے علماء نے عوام کو یہی مشورہ دیا۔ علماء کے مطابق نبی پاک ﷺ سے کوئی فضیلت ثابت نہیں کہ گائے ہی کی قربانی کی جائے، چنانچہ ہمیں غیر

☆ اِس پر عاجز نے ایک دوست سے پوچھا بھی تھا، کہ جب سارے بھگوان اسی میں یکجا ہیں تو سب کو چھوڑ کر اسی کو کیوں نہیں پوجتے؟ (مدیر)

مسلم بھائیوں میں دعوت کے پیغام کو پہنچانے کے لیے دیگر جانور قربان کرنے چاہئیں۔ اور ان شاء اللہ گائے کی بڑھتی ہوئی تعداد کچھ ہی عرصے میں اُنہیں یہ پابندی ہٹانے پر مجبور کر دے گی۔

علماء کے اس بروقت اور کارآمد فیصلے سے ملک میں سلامتی کی فضا بھی قائم رہی اور کوئی پولیس و کچہری کا معاملہ بھی پیش نہ آیا۔ بعض لوگوں نے گائیں بھی قربان کیں، ان لوگوں کے متعلق سادہ دل عوام یہ بھی کہتی سنائی دی کہ اِن کی قربانی نہیں ہوگی۔ علماء نے واضح کیا کہ شریعت نہیں بدلی، صرف ہم نے ایک فیصلہ حالات کو دیکھ کر دیا ہے، البتہ اگر گائے کو قربان کرنے والوں کے سبب کوئی حادثہ خدانخواستہ امتِ مسلمہ کو پیش آتا ہے تو اس کا گناہ اسی شخص کو جائے گا۔

ملک میں امن اور سلامتی کی فضا تاحال قائم ہے۔

'داڑھی مونڈنا ممنوع اور داڑھی مونڈنے کی مزدوری لینا حرام'

دیوبند، (ایس این بی) داڑھی کا مونڈنا شریعت میں گناہِ کبیرہ ہے اور داڑھی مونڈنے والے حجام کی کمائی کو بھی علماءِ کرام نے ناجائز قرار دیا ہے۔ شریعت کے اس حکم کے باوجود کتنے ہی لوگ نبی ﷺ کی، اور تمام پیغمبروں کی مشترکہ سنت کو مونڈتے ہیں، اور مونڈواتے ہیں۔ لیکن دلچسپ بات یہ ہے کہ دارالعلوم چوک پر واقع فرینڈ ہیئر سیلون پر دارالعلوم دیوبند کا ایک فتویٰ فلیکس کی صورت میں چسپاں رہا، اور لوگوں کی گفتگو کا موضوع بھی بنا رہا۔ فرینڈس ہیئر سیلون کے مالک محمد ارشاد نے دارالافتاء دیوبند سے رجوع کرکے ایک فتوی طلب کیا کہ شریعت میں داڑھی مونڈنے اور مونڈانے کی کیا حیثیت ہے۔ اس کے

جواب میں دارالعلوم دیوبند کے مفتی وقار علی، مفتی فخر الاسلام اور مفتی زین الاسلام قاسمی کے دستخطی فتوی میں کہا گیا ہے کہ:

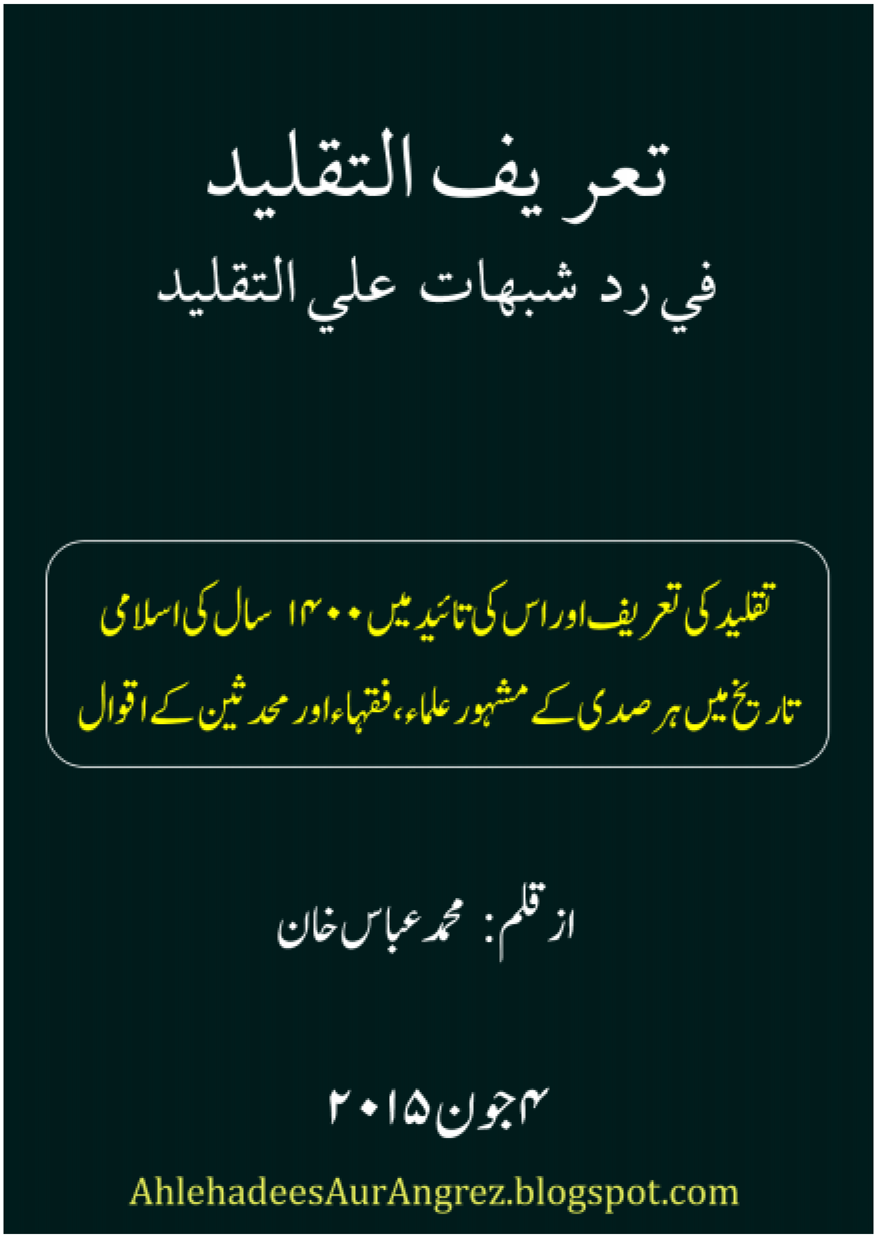
"داڑھی منڈوانا اور مونڈنا دونوں گناہِ کبیرہ ہیں اور معصیت و گناہ پر لی گئی اجرت ناجائز ہے۔ شیونگ خواہ مسلمان کی کی جائے یا غیر مسلم کی، دونوں کا حکم ایک ہی ہے۔ اس لیے شیونگ کرنے سے احتراز کرنا واجب ہے۔ حجامت کا پیشہ کرنے والے کو بھی جائز وسیلہ سے آمدنی حاصل کرنے کی کوشش کرنا واجب اور ناجائز ذرائع سے احتراز کرنا لازم ہے۔"

اس فتویٰ کو محمد ارشاد نے اپنی دکان پر فلیکس کی شکل میں چسپاں کر دیا ہے۔ یہ فتوی دن بھر لوگوں کی توجہ کا مرکز بنا رہا... نوجوان اس خبر کو سوشل میڈیا واٹس ایپ وغیرہ کے توسط سے دھڑادھڑ شیئر کرتے رہے۔

☆☆☆

اشتہارات

نوٹ: اشتہارات میں موجود لنکس اور پیجز پر موجود مواد سے مدیر اور مجلسِ مشاورت کا اتفاق لازمی نہیں ہے!



Facebook.com/HaqKiYalghaar



Facebook.com/RaddeGhairMuqallidiyat



www.DarulIfta-Deoband.com

اُم المدارس "دار العلوم دیوبند" کا آن لائن دار الافتاء

زبانیں: انگریزی، اردو

کل فتاویٰ جاری شدہ: 16479

استفتاء کے بعد برائے مہربانی انتظار کریں اور بار بار یاد دہانی نہ کروائیں۔ ایک فتوی کے لیے 15-20

Facebook.com/ShaykhZulfiqarAhmad



www.sarbakaf.blogspot.com

